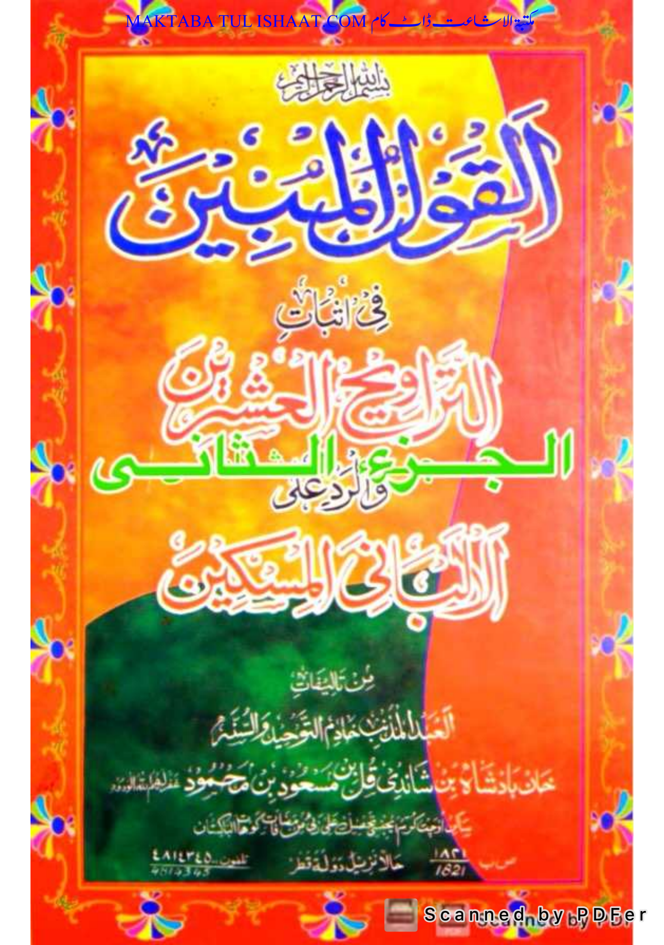
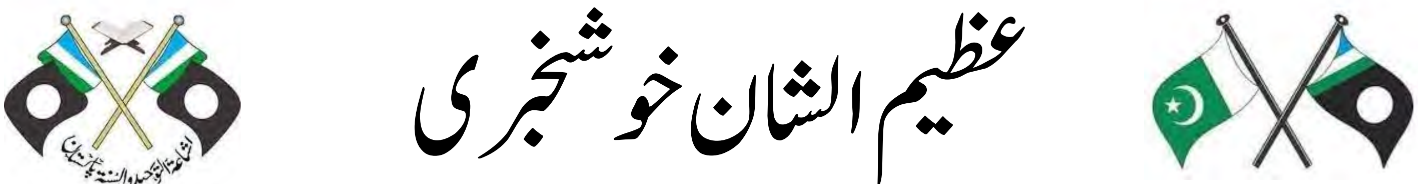


بسم الله الرحمن الرحيم
القول المبين
في اثبات
التراويح العشرين
الجزء الثاني
والرد على
الألباني المسكين
من تاليفات
العبد المذنب خادم التوحيد والسنة
خان بادشاه بن شاندي قل بن مسعود بن محمود غفر الله لهم
ص.ب ١٨٢١ 1821
حالاً نزيل دولة قطر
تلفون ٤٨١٤٣٤٥ 4814345









دنیا میں کسی بھی جگہ علماء جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے تمام تصانیف

Play Store اور Website سے بالکل فری انسٹال / ڈاؤن لوڈ کریں۔

انسٹال / ڈاؤن لوڈ کرنے کا طریقہ



Play Store سے " مکتبۃ الاشاعت " انسٹال کرنے کے بعد ایپ میں مطلوبہ کتاب ڈاون لوڈ کریں

نیز اپنی کتاب کو Website / Play Store پر مفت شائع کرنے کے لیے بھی رابطہ کریں۔

Whataspp:03201914145

نوٹ

ویب سائٹ پر جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کے تمام تصانیف مثلاً تفاسیر ، فتاویٰ جات، شروح، سوانح حیات، نوٹس، درس نظامی کے کتب وغیرہ دستیاب ہیں آپ وقتاً بوقتاً Play Store اور website پر چیک کیا کریں مزید معلومات کے لیے دیے گئے واٹس ایپ نمبر پر رابطہ کریں۔ وہاں آپ کو آسانی کے لئے مطلوبہ کتاب کا link دیا جائے گا اور آپ کو بہترین رہنمائی دی جائے گی جس سے آپ کو مطلوبہ کتاب آسانی سے ملے گا۔ پلے سٹور پر ترجمہ و تفسیر یا سورتوں کے نوعیت والے تصانیف دستیاب ہوں ہیں کیونکہ ایک PDF میں اس کا مطالعہ مشکل ہوتا ہے تو ہم نے آسانی کے لیے ہر ایک پارے کے لیے الگ الگ بٹن بنایا ہے تاکہ قارئین کے لیے پڑھنے میں آسانی ہو باقی تمام نوعیت کے تصانیف مندرجہ ذیل ویب سائیٹ پر دستیاب ہوں گے۔ جو Goggle پر مزکورہ ویب سائیٹ میں سرچ کرنے سے یا ہمارے مندرجہ بالا app " مکتبۃ الاشاعت " کو پلے سٹور سے انسٹال کرنے کے بعد ایپ میں سرچ کرنے سے ملیں گے۔ آسانی کے لیے ویب سائیٹ پر links ملاحظہ کیجئے۔ جزاکم اللہ

ویب سائیٹ maktabatulishaat.com (مکتبۃ الاشاعت ڈاٹ کام)

روزانہ کی بنیاد پر ہم ویب سائیٹ اور پلے سٹور میں مزید تصانیف شامل کر رہے ہیں اور ان میں مزید بہتری لا رہے ہیں۔ نئے شامل شدہ تصانیف کے لئے آپ وقتاً فوقتاً ویب سائیٹ اور پلے سٹور کو چیک کیا کریں مزید بہتری کے لیے اپنے قیمتی تجاویز سے ہمیں ضرور آگاہ کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

القول المبین

في اثبات

التراویح العشرین

والرد علی

الالبانی المسکین

من تالیفات

العبد المذنب خادم التوحید والسنہ

خان بادشاہ بن شاندی قل بن مسعود بن محمود غفرلہم اللہ الودود

ساکن وچت کرم ایجبسی تحصیل علی زئی من مضافات کوہات الباکستان

... دولۃ ...

تلفون ٤٣٠٣٥٩ / 430359

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ الامام العلامة وحيد العصر صاحب الفهم الباهر قامع الشرك والبدعة مفتى دارالعلوم ديوبند الحضرة الشيخ مولنا كفيل الرحمن حفظه الرحمن من المصائب مادام الملوان على القول المبين

تعريه قرا الاحقر بعميق النظر تاليف مولنا خان بادشاه زيد مجده فى اثبات التراويح العشرين والوتر ثلاث ركعات و رد المخالفين الالبانى وغيره و هو تحقيق علمى و قابل قدر و صفات و هو مزين بالمراجع المستنده وبعد قراءة الكتاب يقال بدون اى مبالغة بان مثل هذا الكتاب الجامع المكسر لاسنان المخالفين فى هذا الموضوع فلا اقل مامر امام نظرى فى هذا القرن وان مولف هذا الكتاب من المقلدين عموما ومن الاحناف خصوصا مستحق الشكر و التهنية على فرض الكفاية وان الله سبحانه يجازيه بهذه الخدمة الدينيه احسن الجزاء وان لم تكن للمؤلف المحترم تاليفات سوى هذا التاليف هويكفى لاظهار تحقيقه العلمى و سعة علمه و مطالعته " التوقيع للحضرة مولنا كفيل الرحمن ۲۴ / ۵ / ۱۴۱۳

بحمد اللہ

تقریظ : احقر نے جناب مولنا خان بادشاہ زید کی انتہائی قابل قدر اور بیش قیمت علمی تحقیق اور مستند حوالوں سے مزین تالیف بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر کے اثبات اور مخالفین البانی وغیرہ کے ابطال میں دلچسپی سے پڑھی کتاب کے مطالعہ کے بعد کسی مبالغہ کے بغیر یہ کہا جا سکتا ہے کہ موجودہ صدی میں اب تک اس موضوع پر اتنا مکمل جامع اور مخالفین کو دندان شکن جوابات پر مشتمل تالیف کم از کم میری نظر سے نہیں گذری مولف کتاب مقلدین کے جانب سے عموماً اور احناف کی طرف سے خصوصاً اس فرض کفایہ کی ادائیگی پر مبارکباد اور شکریہ کے مستحق ہیں اللہ تعالی اس عظیم دینی خدمت کے بہتر سے بہتر صلہ عطا فرمائے آمین۔

اگر مولف محترم کی دیگر تالیفات نہ بھی ہو یہ کتاب ان کی عرق ریزی علمی کاوش اور وسعت علم و مطالعہ کے اظہار کے لئے کافی ہے۔

(دستخط حضرت مولنا کفیل الرحمن مفتی دارالعلوم دیوبند ۲۴ / ۵ / ۱۴۱۳ھ)



وكتب الشيخ الموصوف المذكور في المكتوب الثاني

تعريبه : محترمي ومكرمي الحضرة مولنا خان بادشاه زيد مجدكم

السلام عليكم رحمه الله وبركاته

قد وصل الى المكتوب فى حب التقريظ ' والله شاهد بانى ما فعلت المبالغة فى التقريظ بل الحقيقة بان مساعيك قابلة للصفات هذا كتاب كامل و مدلل للاحناف ومسكت للمخالفين وجواب محير يجازيك الله سبحانه من جميعنا احسن الجزاء

التوقيع الحضرة الشيخ مولنا كفيل الرحمن ۱۴ اينائر ۱۹۹۴ء

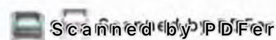
حضرت مولنا مفتی کفیل الرحمٰن نے دوسرے خط میں فرمایا تھا

۲ رجب المرجب ۱۴۱۳ھ 'محترمی و مکرمی حضرت مولنا خان بادشاہ صاحب زید مجدکم

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

مکتوب گرامی تقریظ کی پسندیدگی کے سلسلہ میں موصول ہوا اللہ شاھد ہے کہ میں نے تقریظ میں کسی مبالغہ سے کام نہیں لیا بلکہ واقعی آپکی کوشش ستائش کی قابل اور احناف کے لئے ایک مکمل و مدلل دستاویز اور مخالفین کے حق میں مسکت اور حیران کن جواب ہے اللہ تعالیٰ آپکو ہم سب کی طرف سے جزا خیر عطا فرمائے۔

(دستخط حضرت مولنا کفیل الرحمٰن ۱۴ جنوری ۱۹۹۳ء)



اعلم ایها الاخ الاکرم ان الشیخ محمد ناصر الدین البانی اجتراء جرأة عظیمة حیث الف رسالة صغیرة فی دریقات وقال فیها ان عدد التراویح عشرین رکعة بدعة ضلالة وقلد فی هذا الاطلاق للصنعانی صاحب سبل السلام المتوفی ۱۱۸۲ھ وللمبارکفوری صاحب تحفة الاحوذی المتوفی ۱۳۵۳ھ وقد خالف البانی عن الخلفاء راشدین المهدیین وعن المذاهب الاربعة المتبوعة وعن جمیع فقهاء ائمة الدین ولن یقدر الالبانی ان یأتی بقول واحد عن التابعین وعن ائمة المذهب الاربعة المتبوعة وعن ائمة الدین لتائید دعواه لکن لا عجب علی البانی لانه اقد من ناقد الرجال و حافظ الاحادیث و فقیه من الفقهاء یکون محفوظا عن ردوده ومطاعنه انا استئل عن القاری الکریم ان یطالع الکتاب عن الابتداء الی الانتهاء حتی یعلم بحقیقة الحال .. و ان یعرف الرجال بالاقوال ولا یعرف الاقوال بالرجال ...
" من المؤلف "

اے میرے محترم بھائی کہ شیخ محمد ناصر الدین البانی نے بڑی جرأت کی ہے کہ اس نے چھوٹا رسالہ لکھا جس میں تحریر کیا ہے کہ بیس تراویح بدعت اور گمراہی ہے اور اس میں صنعانی مؤلف سبل السلام متوفی ۱۱۸۲ھ اور مبارکفوری مؤلف تحفۃ الاحوذی متوفی ۱۳۵۳ھ کی تقلید کی ہے اور البانی نے خلفاء راشدین جو ہدایت پر ہیں اور چار مذاہب متبوعہ اور تمام فقہاء ائمہ دین کی خلاف کی ہے اور البانی کی قیامت تک طاقت نہیں کہ ایک قول تابعی کا یا ایک امام کا چار آئمہ سے یا آئمہ دین سے کسی کا ، اپنے تائید کے لئے پیش کر سکے لیکن البانی پر تعجب نہیں کیونکہ بہت کم ناقد رجال اور حافظ الاحادیث اور فقیہ آئمہ فقہاء سے اس کے ردّ اور مطاعن سے محفوظ ہوگا اور میں قاری کریم سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ابتداء سے لے کر آخیر تک کتاب کا مطالعہ کریں تاکہ وہ حقیقت حال پہچان لیں اور آدمیوں کو اقوال سے پہچان لیں نہ کہ اقوال کو آدمیوں سے ۔ (از مصنف)



تقریظ الامام المحقق الحجۃ الثبت شیخ القرآن و الحدیث مرشدی و مرشد العلماء مولانا محمد طاہر رحمہ اللہ الغافر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

الحمد للہ وکفیٰ والسلام علیٰ سیدنا محمد ن المصطفیٰ وعلیٰ آلہ وصحبہ البررۃ التقی

اما بعد

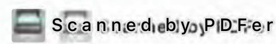
فقد سردت النظر علی رسالۃ الفاضل المحقق المولوی خان بادشاہ فیما کتب فی رسالۃ رکعات التراویح والوتر فوجدتہا کافیۃ مشتملۃ علی الادلۃ فی ھٰذہ المسئلۃ وتحقیق انیق جامعۃ لفنون من سرد الاحادیث وتنقید الرواۃ و مذاہب الائمۃ المتبوعۃ رحمہم اللہ تعالیٰ فقد انحوا الخصم و بیّن النہج الاقوم وازال شبہات فلا مجال لمنکر الا معاند جاہل و متثبث بالباطل و مزخرفات کاسدۃ ۔

یہ تقریظ حضرت امام محقق حجت اور ثبت شیخ القرآن والحدیث مرشدی اور مرشد العلماء مولانا محمد طاہر رحمہ اللہ تعالیٰ کی ہے جن کی روح مبارک ۲۹ مارچ ۱۹۸۷ء میں جسد عنصری سے عالم بالا کو پرواز کر گئی ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو جنت الفردوس نصیب فرماوے آمین ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ تمام تعریفیں الوھیت والی اس ذات کے لئے ہیں جو کافی ہے (تمام عالم کے لئے) اور نزول رحمت ۔ ہمارے سردار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے آل اور نیک پرہیزگار صحابہ رضی اللہ عنہم پر ۔

بعد حمد و صلوٰۃ کے میں کہتا ہوں ۔

کہ میں نے فاضل محقق مولوی خان بادشاہ کے رسالہ پر نظر ڈالی جو تراویح اور وتر میں لکھا ہے تو میں نے اس رسالہ کو اس مسئلہ میں عجیب تحقیق اور دلائل پر مشتمل پایا اور یہ رسالہ احادیث اور راویوں کی تنقید اور مذاہب متبوعہ ائمہ رحمہم اللہ کے لے جامع ... کو شامل کیا ہے اور صحیح طریقہ بتایا اور شبہات کا ازالہ کر دیا ہے ۔ اور منکر کیلئے سوائے گنجائش نہیں کہ انکار کرے ۔ البتہ اگر انکار کرنے والا جاہل ۔ اور باطل اور جھوٹی چیزوں سے تمسک کرنے والا ہو تو وہ انکار کرے گا ۔



واسئل الله سبحانه ان يجعلها منيفة لمن يشاء الهداية والحق
ويوفق الله سبحانه للمؤلف نصرة الحق ورد الباطل وخدمة العلم
واشاعة التوحيد والسنة ورد الشرك والبدعة ويجعلنا ممن
اقاموا بذلك وتوفنا مسلمين ان ولى الله الذى نزل الكتاب وهو
يتولى الصالحين وصلى الله على خير خلقه محمد وعلى اله واصحابه اجمعين

انا الاحقر محمد طاهر عفى الله عنه نزيل قطر يوم الخميس
٢١ جمادى اولى ١٤٠٦ھ الموافق ٣١ يناير ١٩٨٦ء

میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ یہ رسالہ خوبصورت ان لوگوں کو بنائے جن کو اللہ تعالیٰ ہدایت اور حق دینا چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ مصنف کو حق کی نصرت اور باطل کی تردید اور خدمت علم اور توحید اور سنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تردید کی توفیق عطا فرمائے۔

اور ہم کو ان لوگوں سے بنائے جو اس راستہ پر قائم رہیں گے اور ہم کو اسلام کی حالت پر وفات دے۔ اور ہمارا ولی وہ ہے جس نے کتاب نازل کی ہے اور وہی نیک لوگوں کا ولی۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو بہترین مخلوق پر جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
اور آپ کی آل اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر۔

انا الاحقر محمد طاہر عفی اللہ عنہ نزیل دولۃ قطر بروز جمعرات ۲۱ جمادی اولیٰ
۱۴۰۶ھ موافق ۳۱ جنوری ۱۹۸۶ء

الخاتمة فی دفع الاعتراضات

(۱) قال الشیخ الالبانی ... لم یصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التراویح اکثر من (۱۱) رکعۃ

فاعلم ان لدینا فی ھذہ المسئلۃ حدیثین الاول عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن انہ سال عائشۃ رضی اللہ عنہا کیف کانت صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان فقالت ماکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنہن وطولہن ثم یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنہن وطولہن ثم یصلی ثلاثا

رسالۃ الالبانی ۱۲، ۱۷

- الثانی عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شہر رمضان ثمان رکعات والوتر

خاتمہ دفع اعتراضات میں ہے "شیخ البانی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ رکعات تراویح سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے

جان لو کہ ہمارے پاس اس مسئلہ کے لئے دو حدیثیں ہیں ایک وہ ہے جو ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ آپ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رمضان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کیسی تھی فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، چار رکعات پڑھتے تھے اس کے حسن اور طول سے نہ پوچھیں پھر چار پڑھتے تھے اس کے حسن اور طول سے نہ پوچھیں پھر تین رکعات پڑھتے تھے۔ (رسالہ صلوٰۃ التراویح ۱۶، ۱۷)

- دوسری حدیث وہ ہے جو جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان میں آٹھ رکعات تراویح پڑھائیں اور وتر کیا۔ اور جب

فلما کانت الثالثۃ اجتمعنا فی المسجد ورجونا ان یخرج للم نزل فیہ حتی اصبحنا ثم دخلنا فقلنا یا رسول اللہ!

اجتمعنا البارحۃ فی المسجد ورجونا ان تصلی بنا فقال انی خشیت ان یکتب علیکم رواہ ابن نصر (ص ۹۰) والطبرانی فی المعجم الصغیر ۱۰۸ وسندہ حسن بما قبلہ رسالۃ الالبانی ۱۸

دوسری رات ہوگئی ہم مسجد میں جمع ہو گئے ہم امید کر رہے تھے کہ وہ نکلیں گے حتیٰ کہ ہم صبح تک وہاں منتظر تھے پھر ہم داخل ہو گئے اور ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کل مسجد میں جمع ہو گئے اور ہم امید رکھتے تھے کہ آپ ہم کو نماز پڑھائیں گے تو آپ نے فرمایا

کہ مجھے خوف تھا کہ ایسا نہ ہو کہ تم پر فرض ہو جائے ابن نصر نے صفحہ ۹۰ اور طبرانی نے معجم الصغیر ۱۰۸ میں نقل کیا ہے اور اس کی سند ما قبل کے ساتھ حسن ہے۔

(رسالۃ الالبانی ۱۸)

استدلاله بهذين الحديثين باطل مردود اما استدلاله الاول من حديث جابر بن عبد الله فهو مبنى على تجاهل الالبانى لان هذا الحديث ضعيف بل يقولون الامر فى موضوع ، فان هذا الحديث رواه ابن نصر كما نقله الالبانى بدون السند . فقال ابن نصر المروزى حدثنا محمد بن حميد الرازى ثنا يعقوب بن عبد الله ثنا عيسى بن جارية عن جابر (قيام الليل ١٩٧) اما محمد بن حميد الرازى فقال الامام البخارىؒ ومات فيها (اى سنة ٢٤٨) محمد بن حميد ابو عبد الله الرازى وفيه نظر - كما فى التاريخ الصغير ٢/٢٨٦ وكذلك قال فى التاريخ الكبير ١/٦٩ و ٨٠

• میں ارشاد بادشاہ کہتا ہوں کہ اس کا استدلال ان دونوں حدیثوں سے باطل اور مردود ہے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے اس کا استدلال کرنا ہے یہ تو اس کی جہالت پر مبنی ہے کیونکہ یہ حدیث ضعیف ہے بلکہ آئمہ کے قانون کے مطابق موضوع ہے . اور یہ حدیث البانی نے بغیر سند بحوالہ ابن نصر نقل کی ہے اور اس کی اسناد یہ ہے ابن نصر ، محمد بن حمید سے اور وہ یعقوب ابن عبد اللہ سے اور وہ عیسیٰ بن جاریہ سے اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں (قیام اللیل ۱۹۷) محمد بن حمید رازی ہے تو امام بخاری فرماتے ہیں کہ یہ ۲۴۸ھ میں وفات پاگئے ہیں اور محمد بن حمید ابو عبد اللہ رازی کی حدیث میں نظر ہے ... جیسا کہ تاریخ صغیر ۲/۲۸۶ میں ہے اور اسی طرح التاریخ الکبیر ۱/۶۹ ، ۸۰ ہے

- وقال الامام ابن حبان ۔ محمد بن حمید ۔ کان ممن ینفرد عن الثقات بالاشیاء المقلوبات ولاسیما اذا حدث عن شیوخ بلدہ فقال ابوزرعۃ وابن وارۃ صح عندنا انہ یکذب کتاب المجروحین ۲/۳۰۳
- قال الحافظ ابواسحاق الجوزجانیؒ محمد بن حمید الرازی کان ردی المذہب غیر ثقۃ احوال الرجال ۲۰۷ رقم ۳۸۷

- امام ابن حبان فرماتے ہیں کہ
محمد بن حمید ثقہ راویوں سے اشیاء (روایتوں) کو ادل بدل کرنے میں منفرد تھے اور خاص کر جبکہ اپنے گاؤں کے شیوخ سے نقل کرے اور ابوزرعہ اور ابن وارہ فرماتے ہیں کہ یہ صحیح ہے کہ یہ جھوٹ بولتا تھا کتاب المجروحین ۲/۳۰۳

- حافظ ابواسحاق جوزجانی فرماتے ہیں کہ
محمد بن حمید الرازی ردی المذہب اور غیر ثقہ ہیں ۔
احوال الرجال ۲۰۷ رقم ۳۸۷

قال الحافظ المزی محمد بن حمید قال البخاری حدیثہ فیہ نظر وقال النسائی لیس بثقة وقال ابراھیم بن یعقوب الجوزجانی ردی المذھب غیر ثقة یقول اسحق بن منصور اشھد علی محمد بن حمید وعبید بن اسحاق بین یدی اللہ انھما کذابان قال صالح بن محمد الاسدی الحافظ .. کل شئ کان یحدثنا ابن حمید کنا نتھمه فیه وقال فی موضع اخر ما رأیت احدا احذق بالکذب من رجلین سلیمان الشاذکونی .. ومحمد بن حمید الرازی کما فی تھذیب الکمال ۱۹۰ ، ۱۹۱

قال الحافظ الذھبی ... محمد بن حمید الرازی الحافظ۔ قال ابوزرعة کذاب وقال صالح ما رأیت احدا احذق بالکذب منه ومن الشاذکونی کما فی دیوان الضعفاء ۲۷۰

حافظ مزیؒ فرماتے ہیں محمد بن حمید ... بخاری فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث میں نظر ہے اور نسائی لیس بثقہ کہتے ہیں اور ابراہیم بن یعقوب جوزجانی غیر ثقہ ردی المذہب کہتے ہیں۔ اسحاق بن منصور کہتے ہیں کہ میں محمد بن حمید اور عبید بن اسحاق پر اللہ تعالیٰ کے سامنے گواہی دوں گا کہ یہ دونوں کذاب ہیں اور صالح بن محمد اسدی حافظ فرماتے ہیں کہ ہم کو ابن حمید جو بیان کرتے ہیں تو ہم اس کو اس پر متہم کرتے ہیں اور دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ ہم نے زیادہ سمجھدار جھوٹ بولنے میں دو آدمیوں کے سوا کوئی نہیں پایا ہے۔ سلیمان الشاذکونی، اور محمد بن حمید رازی۔ تہذیب الکمال ۱۹۰ و ۱۹۱

حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔ محمد بن حمید رازی حافظ ابوزرعہ کہتے ہیں کہ یہ کذاب تھا اور صالح کہتے ہیں کہ میں نے زیادہ جھوٹ میں ماہر اس سے اور شاذکونی سے کوئی نہیں پایا دیوان الضعفاء ۲۷۰

- وقال الحافظ الذهبیؒ ... محمد بن حمید الرازی قال یعقوب بن شیبة کثیر المناکیر وقال البخاری فیه نظر وقال ابو زرعة یکذب وقال النسائی لیس بثقة کما فی المغنی فی الضعفاء ۲/۵۷۳
- وقال الحافظ الذهبیؒ . محمد بن حمید الرازی مع امامته منکر الحدیث صاحب عجائب واما البخاری فقال فی حدیثه نظر وقال صالح بن محمد کنا نتهم ابن حمید کما فی سیر اعلام النبلاء ۱۱/۵۰۳ الی ۵۰۶

- اور حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں۔ محمد بن حمید رازی ... یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں کہ زیادہ منکر روایتیں روایت کرتے تھے اور بخاریؒ کہتے ہیں کہ اس کی حدیث محلِ نظر ہے اور ابو زرعہ کہتے ہیں کہ یہ جھوٹ بولتا تھا اور نسائی کہتے ہیں کہ ثقہ نہیں۔ المغنی فی الضعفاء ۲/۵۷۳
- حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں۔ محمد بن حمید رازی باوجود امام ہونے کے منکر الحدیث اور صاحبِ عجائب تھے اور
بخاریؒ نے فرمایا ہے کہ اس کی حدیث میں نظر ہے اور
صالح بن محمد فرماتے ہیں کہ ہم ابن حمید کو متہم کرتے تھے
سیر اعلام النبلاء ۱۱/۵۰۳ تا ۵۰۶

• قال الحافظ الذہبی: محمد بن حمید الحافظ عن یعقوب القمی وابن المبارک وخلق بحوہر العلم وھو ضعیف قال یعقوب بن شیبۃ کثیر المناکیر وقال البخاری فیہ نظر وکذبہ ابوزرعۃ عن الکوسج قال اشہد انہ کذاب۔ قال ابن خراش حدثنا ابن حمید وکان واللہ یکذب کما ف
میزان الاعتدال ۳/۵۳۰ و ۵۳۱ • طالع تذکرۃ الحفاظ ۲/۴۹۰ و ۴۹۱

• قال الحافظ البغدادی: محمد بن حمید۔ یقول صالح بن محمد: محمد ابن حمید کانت احادیثہ تزید ما رایت احدا اجرأ علی اللہ منہ کان یأخذ احادیث الناس فیقلب بعضہا علی بعض وقال صالح بن محمد الاسدی ما رأیت احدا احذق بالکذب من رجلین سلیمان بن الشاذکونی ومحمد ابن حمید الرازی۔ تاریخ بغداد ۲/۲۵۹ الی ۲۶۴

• حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔ محمد بن حمید الحافظ یعقوب القمی اور ابن مبارک بحر العلم سے روایت کرتے ہیں اور یہ ضعیف ہیں اور یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں کہ زیادہ منکر روایات لایا کرتے تھے اور بخاری کہتے ہیں کہ اس کی حدیث میں نظر ہے اور ابوزرعہ کہتے ہیں کہ یہ جھوٹا ہے ... کوسج کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ جھوٹا ہے، ابن خراش کہتے ہیں کہ مجھے ابن حمید نے بیان کیا ہے۔ اور خدا کی قسم یہ جھوٹ برتتا تھا۔ جیسا کہ میزان الاعتدال ۳/۵۳۰ و ۵۳۱ میں ہے • مطالعہ کریں۔ تذکرۃ الحفاظ ۲/۴۹۰، ۴۹۱

• حافظ بغدادی فرماتے ہیں محمد بن حمید ... صالح بن محمد فرماتے ہیں کہ محمد بن حمید کی احادیث زیادہ ہیں اور اللہ تعالیٰ پر جرأت کرنے والا اس سے زیادہ میں نے نہیں دیکھا ہے لوگوں کی احادیث کو لے کر ایک دوسروں کی احادیث سے ردّ و بدل کیا کرتے تھے اور صالح بن محمد کہتے ہیں کہ جھوٹ میں زیادہ ماہر ہیں نے سلیمان بن الشاذکونی اور محمد بن حمید رازی سے نہیں دیکھا ہے تاریخ بغداد ۲/۲۵۹ تا ۲۶۴

قال الحافظ العقیلی - محمد بن حمید الرازی - حدثنی آدم قال سمعت البخاری
قال محمد بن حمید ابوعبد اللہ الرازی فیہ نظر۔ الضعفاء الکبیر ۴/۶۱
طالع الجرح والتعدیل ۷/۲۳۲

قال الحافظ ابن حجر العسقلانیؒ - محمد بن حمید الرازی - قال یعقوب
ابن شیبۃ - محمد بن حمید کثیر المناکیر وقال البخاری فی حدیثہ نظر
وقال النسائی لیس بثقۃ وقال صالح بن محمد ما رأیت احدًا اجرا علی
اللہ منہ کان یاخذ احادیث الناس فیقلب بعضہ علی بعض

حافظ عقیلی فرماتے ہیں۔ محمد بن حمید رازی ... مجھے آدم نے بیان کیا ہے کہ میں نے بخاریؒ سے
سُنا ہے کہ محمد بن حمید رازی اس کی حدیث میں نظر ہے۔ الضعفاء الکبیر ۴/۶۱ ٥ مطالعہ کریں الجرح و
التعدیل ۷/۲۳۲

حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں۔ محمد بن حمید رازی ... یعقوب بن شیبہ فرماتے ہیں محمد بن حمید کثیر المناکیر
تھے اور بخاریؒ کہتے ہیں کہ اس کی حدیث میں نظر ہے اور نسائی لیس بثقہ کہتے ہیں اور صالح بن محمد
کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ میں نے اللہ تعالیٰ پر جرأت کرنے والا نہیں دیکھا ہے لوگوں کی
احادیث لے کر بعض کو بعض سے ملا دیتے ہیں۔

وقال ایضا ما رأیت احدا احذق بالکذب من رجلین سلیمان الشاذکونی و محمد بن حمید فقال ابو القاسم ابن اخی ابی زرعۃ سألت ابا زرعۃ عن محمد بن حمید فاومی باصبعہ الی فمہ فقلت لہ کان یکذب فقال برأسہ نعم فقلت لہ قد شاخ لعلہ کان یعمل علیہ و یدلس علیہ فقال لا یا بنی کان یتعمد وقال ابو نعیم بن عدی سمعت ابا حاتم الرازی فی منزلہ وعندہ ابن خراش وجماعۃ من مشائخ اھل الرای وحفاظھم فذکروا ابن حمید فاجمعوا علی انہ ضعیف فی الحدیث جدا وانہ یحدث مما لم یسمعہ کما فی تہذیب التہذیب ۹/۱۲۷ الی ۱۳۱

قال الحافظ ابن الجوزیؒ - محمد بن حمید کذبہ الکوسج وابو زرعۃ وصالح بن محمد وابن خراش الضعفاء والمتروکین ۳/۵۲

اور اسی طرح فرمایا ہے کہ میں نے جھوٹ میں زیادہ ماہر سلیمان شاذکونی اور محمد بن حمید سے نہیں دیکھے ہیں اور ابو القاسم ابو زرعہ کا بھتیجا فرماتے ہیں کہ میں نے ابو زرعہ سے محمد بن حمید کے بارے پوچھا تو منہ کی طرف انگلی سے اشارہ کیا تو میں نے کہا کہ جھوٹ بولتا تھا اس نے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ شاید بڈھا ہوگیا تھا اور آپ نے کہا کہ اے میرے بیٹے قصداً جھوٹ برتا تھا۔ ابو نعیم فرماتے ہیں کہ میں نے ابو حاتم سے آپ کے گھر میں سنا ہے اور آپ کے پاس ابن خراش اور اہل الرای کی مشائخ، حفاظ بھی موجود تھے تو انہوں نے ابن حمید کا ذکر کیا تو تمام نے اسی پر اتفاق کیا کہ یہ حدیث میں سخت کمزور ہے اور یہ وہ احادیث بیان کرتا تھا جو اس نے نہیں سنی تھیں۔ تہذیب التہذیب ۹/۱۲۷ تا ۱۳۱

حافظ ابن الجوزی فرماتے ہیں۔ محمد بن حمید کی تکذیب کوسج اور ابو زرعہ اور صالح بن محمد اور ابن خراش نے کی ہے

الضعفاء والمتروکین ۳/۵۲

قال الحافظ الخزرجی، محمد بن حمید کذبہ ابو زرعۃ وقال النسائی لیس بثقۃ وقال ابن حبان ینفرد عن الثقات بالمقلوبات وقال صالح بن محمد الاسدی ما رأیت احذق بالکذب منہ ومن الشاذکونی خلاصۃ تذھیب الکمال ۳۳۲

• طالع شذرات الذھب ۲/۱۱۸

• حافظ خزرجی فرماتے ہیں۔ محمد بن حمید رازی کو ابو زرعہ نے جھوٹا کہا ہے اور نسائی لیس بثقہ کہتے ہیں اور

ابن حبان کہتے ہیں کہ یہ ثقات سے ردو بدل کرنے میں منفرد تھے اور صالح بن محمد کہتے ہیں کہ

میں نے جھوٹ میں زیادہ ماہر اس اور شاذکونی سے زیادہ کوئی نہیں دیکھا ہے۔

خلاصۃ تذھیب الکمال ۳۳۲

مطالعہ کریں شذرات الذھب ۲ / ۱۱۸

اما یعقوب بن عبد الله القمی فهو ایضاً لیس بالقوی کما قال الحافظ ابن الجوزی
• یعقوب بن عبد الله القمی قال الدارقطنی لیس بالقوی۔ الضعفاء والمتروکین ۳/۲۱۶
• قال الحافظ الذهبی۔ یعقوب بن عبد الله۔ قال الدارقطنی لیس بالقوی دیوان الضعفاء ۳۴۵
• قال الحافظ الذهبی۔ یعقوب بن عبد الله القمی۔ قال النسائی وغیره لیس به بأس
وقال الدارقطنی لیس بالقوی۔ کما فی المغنی فی الضعفاء ۲/۷۵۸
• طالع تهذیب الکمال ۱۵۵۳ • تهذیب التهذیب ۱۱/۳۹۰
• اما عیسی بن جاریة فهو ایضاً متروک الحدیث قال الحافظ النسائی عیسی بن جاریة
روی عنه یعقوب منکر۔ الضعفاء والمتروکین ۱۹
قال الحافظ العقیلی۔ عیسی بن جاریة روی عنه یعقوب القمی۔ قال یحیی عیسی
ابن جاریة عنده مناکیر یحدث عنه یعقوب القمی الضعفاء الکبیر ۳/۳۸۲

پھر اس کا استاد یعقوب بن عبداللہ القمی ہے یہ بھی قوی نہیں جیسا کہ حافظ ابن الجوزی فرماتے ہیں
کہ یعقوب بن عبداللہ القمی، دارقطنی کہتے ہیں کہ یہ قوی نہیں۔ الضعفاء والمتروکین ۳/۲۱۶
حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔ یعقوب بن عبداللہ۔ دارقطنی کہتے ہیں کہ یہ قوی نہیں۔ دیوان الضعفاء ۳۴۵
حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔ یعقوب بن عبداللہ۔ نسائی وغیرہ لیس بہ بأس کہتے ہیں اور دارقطنی کہتے
ہیں کہ قوی نہیں۔ المغنی فی الضعفاء ۲/۷۵۸ • مطالعہ کریں تہذیب الکمال ۱۵۵۳ • التہذیب ۱۱/۳۹۰
اور اس کا استاد عیسی بن جاریہ یہ بھی متروک الحدیث ہے۔
حافظ نسائی فرماتے ہیں کہ عیسی بن جاریہ سے یعقوب روایت کرتے ہیں وہ منکر الحدیث ہے
الضعفاء ۱۹
حافظ عقیلی فرماتے ہیں کہ عیسی بن جاریہ سے یعقوب القمی روایت کرتے ہیں اور یحیی فرماتے ہیں کہ
عیسی بن جاریہ کے پاس مناکیر ہیں اور اس سے یعقوب قمی روایت کرتے ہیں الضعفاء الکبیر ۳/۳۸۲

قال الحافظ ابن ابی حاتم ۔ عیسیٰ بن جاریۃ ... عن یحیی بن معین لیس حدیثہ مع
ابن جاریۃ بذاک لا اعلم احدا روی عنہ غیر یعقوب القمی۔ الجرح والتعدیل
قال الحافظ ابن الجوزیؒ عیسیٰ بن جاریۃ یروی عنہ یعقوب القمی قال یحیی
عندہ احادیث مناکیر وقال النسائی متروک الحدیث الضعفاء والمتروکین

حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں ... عیسیٰ بن جاریہ ... یحیی بن معین فرماتے ہیں کہ عیسیٰ بن جاریہ
حدیث اس (پایہ) کی نہیں سوا یعقوب قمی کے کسی نے اس سے روایت نہیں کی
ہے ۔ الجرح والتعدیل ۶/۲۷۳
حافظ ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں عیسیٰ بن جاریہ اس سے یعقوب قمی روایت کرتے ہیں
اور یحیی کہتے ہیں کہ اس کے پاس منکر احادیث ہیں اور
نسائی متروک الحدیث کہتے ہیں
الضعفاء والمتروکین ۲/۲۳۸

قال الحافظ ابن عدی ـ عیسی بن جاریۃ (ثم ذکر احادیثہ و قال) و بھذا الاسناد ثمانیۃ احادیث اخر حدثنا ابن صالح بھا غیر محفوظۃ ـ حدثنا ابن ذریح ثنا جعفر بن حمید الکوفی قال ثنا یعقوب بن عبد اللہ عن عیسی بن جاریۃ عن جابر قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان لیلۃ ثمانی رکعات والوتر فلما کان فی القابلۃ اجتمعنا فی المسجد فقلنا یا رسول اللہ اجتمعنا فی المسجد ورجونا ان تخرج الینا فقال انی کرھت ان یکتب علیکم حدثنا ابن ذریح بھذا الاسناد باحادیث اخر کلھا غیر محفوظۃ کما فی الکامل ۵/۱۵۸۸

حافظ ابن عدی فرماتے ہیں ۔ عیسیٰ بن جاریہ (پھر اس کی احادیث ذکر کی ہیں فرمایا ہے کہ اس کی اسناد سے آٹھ حدیثیں اور بھی ہیں ابن صالح نے انہیں بیان کیا ہے محفوظ نہیں ... ہم کو ابن ذریح نے جعفر بن حمید الکوفی سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم کو یعقوب بن عبداللہ نے عیسیٰ بن جاریہ سے بیان کیا ہے اور وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات رمضان میں آٹھ رکعات اور وتر پڑھائے اور جب دوسری رات ہو گئی تو ہم مسجد میں جمع ہو گئے تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم مسجد میں جمع تھے اور ہمارا خیال تھا کہ آپ تشریف فرما ہوں گے تو آپ نے فرمایا کہ میں نے مکروہ سمجھا کہ ایسا نہ ہو کہ تم پر فرض ہو جائے اور ابن ذریح نے اس اسناد سے دیگر روایات بھی ذکر کیں ہیں اور وہ تمام غیر محفوظ ہیں ۔ الکامل لابن عدی ۵/۱۵۸۸

- قال الحافظ المزی۔ عیسی بن جاریۃ۔ قال ابوبکر بن خیثمۃ عن یحیی بن معین لیس حدیثہ بذاک ولا اعلم احدا روی عنہ غیر یعقوب القمی۔ کما فی تھذیب الکمال ۱۰۷۷
- قال الحافظ الذھبی عیسی بن جاریۃ عن جابر مختلف فیہ قال النسائی متروک۔ المغنی فی الضعفاء ۲/۴۹۶
- قال الحافظ الذھبی۔ عیسی بن جاریۃ۔ قال ابن معین عندہ مناکیر وقال النسائی منکر الحدیث وجاء عنہ متروک الحدیث
میزان الاعتدال ۳/۳۱۰ و ۳۱۱ • طالع دیوان الضعفاء ۲۴۱

- حافظ مزی فرماتے ہیں۔ عیسی بن جاریہ۔۔ ابوبکر بن خیثمہ یحیی بن معین سے نقل کرتے ہیں کہ اس کی حدیث اس پایہ کی نہیں اور اس سے سوا یعقوب قمی کے اور کسی نے روایت نہیں کی ہے
تہذیب الکمال ۱۰۷۷
- حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔ عیسی بن جاریہ کی روایت جابر سے جو کرتے ہیں اس میں اختلاف ہے نسائی متروک کہتے ہیں المغنی فی الضعفاء ۲/۴۹۶
- حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔ عیسی بن جاریہ۔۔۔ ابن معین کہتے ہیں کہ اس کے پاس مناکیر ہیں اور نسائی منکر الحدیث کہتے ہیں اور
متروک الحدیث بھی اس سے منقول ہے۔
میزان الاعتدال ۳/۳۱۰ و ۳۱۱
- مطالعہ کریں دیوان الضعفاء ۲۴۱

قال الحافظ العسقلانی عیسی بن جاریة قال ابن ابی خیثمة عن ابن معین لیس بذالک لا اعلم احدا روی عنه غیر یعقوب القمی، وقال الدارمی عن ابن معین عنده مناکیر حدث عنه یعقوب القمی وقال ابوزرعة لا بأس به وقال الآجری منکر الحدیث وقال فی موضع آخر ما اعرفه روی مناکیر ذکره ابن حبان فی الثقات قلت وذکره الساجی والعقیلی فی الضعفاء وقال ابن عدی احادیثه غیر محفوظة

طالع التهذیب ۸/ ۲۰۶، ۲۰۷ • التقریب ۲۷۰

اعلم یا اخی هذا الحدیث الذی یستدل منه الالبانی لاثبات التراویح ثمانی رکعات مع ان هذا الحدیث مشتمل علی الکذابین والضعفاء والمتروکین ومع هذا یقول الالبانی سنده حسن اعوذ بالله من سوء الفتن

• حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں، عیسیٰ بن جاریہ ابن خیثمہ ابن معین سے لیس بذاک نقل کرتے ہیں اور الدارمی ابن معین سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے پاس مناکیر ہیں اور اس سے یعقوب القمی روایت کرتے تھے اور ابوزرعہ لا بأس بہ نقل کرتے ہیں آجری منکر الحدیث نقل کرتے ہیں اور دوسری جگہ فرماتے ہیں اس کو میں نہیں پہچانتا یہ منکر روایات نقل کرتے ہیں ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے میں کہتا ہوں کہ ساجی اور عقیلی نے ضعفاء میں ذکر کیا ہے اور ابن عدی کہتے ہیں کہ اس کی احادیث محفوظ نہیں مطالعہ کریں التہذیب ۸/ ۲۰۶، ۲۰۷ • التقریب ۲۷۰

• جان لو اے میرے بھائی یہ وہ حدیث ہے جس سے البانی آٹھ تراویح کے اثبات کے لئے استدلال کرتا ہے باوجودیکہ یہ حدیث کذابین اور ضعفاء ومتروکین پر مشتمل ہے اور اس کے باوجود البانی کہتے ہیں کہ اس کی سند حسن ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسے برے فتنوں سے پناہ مانگتا ہوں

Scanned by PDFer

هذا الحديث ليس حسنا بل بقانون الالباني موضوع لانه يقول في حق حديث ابن عباس
ان النبي صلى الله عليه وسلم صلى التراويح عشرين ركعة) بانه موضوع
مع ان فيه ابراهيم بن عثمان وهو وان كان ضعيفا ويروي مناكير لكن ما كذبه
احد من النقاد مثل محمد بن حميد الرازي الذي (في استدلال الالباني)
لانه كذاب واكذب وفيه نظر ومنكر الحديث عند النقاد وكذلك منفرد
يعقوب القمي وعيسى بن جارية الذي هو متروك الحديث

یہ حدیث حسن نہیں بلکہ البانی کے قانون کے مطابق موضوع ہے کیونکہ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما
کی روایت سے متعلق (کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیس تراویح پڑھتے تھے) کہتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے،
حالانکہ اس میں ابراہیم بن عثمان راوی ہے اور یہ اگرچہ ضعیف ہے اور مناکیر نقل کرتے ہیں
لیکن محمد بن حمید جیسے ناقد رجال نے اس کی تکذیب نہیں کی ہے جو البانی کے استدلال میں ہے
کیونکہ یہ کذاب اور اکذب اور منکر الحدیث ہے ناقدین کے نزدیک اور اسی طرح یعقوب
قمی اور عیسیٰ بن جاریہ پر جرح لیس بقوی متروک الحدیث منکر الحدیث ہیں۔

منکر الحدیث [illegible] الالبانی ان ینظر بنظر العدل
والانصاف ویتجنب عن الحسد فیقول بان سند هذا الحدیث لیس بحسن
بل هو موضوع مکذوب بقانونه لکن وقد قلنا ان التوثیق والتضعیف بید الالبانی
یفعل ما یشاء. یوثق احدا او یضعف احدا ولذا رد علی یزید بن خصیفة ورد
حدیثه مع انه ثقة وحجة واحتج به مالك والائمة کلهم لکن حدیثه
مخالف عن رأی الالبانی ولذا رد علی حدیثه واما الحدیث المذکور فهو ضعیف
بل موضوع بقانونه لکن سنده حسن لانه مطابق مع رأی الالبانی اعوذ بالله من
مثل التجاهل والتحاسد وقد صدق ان الحسد یعمی ویصم ... تدبر
اما ما الصقه علی الجامع الصغیر للطبرانی ففیه ایضا عیسی بن جاریة ویعقوب القمی
فهذا الحدیث ایضا ضعیف بل موضوع بقانون الالبانی لان عیسی بن جاریة
منکر الحدیث ومتروك الحدیث وعنده مناکیر واحادیثه غیر محفوظة
ایها الالبانی فارجع البصر ثم ارجع البصر ینقلب الیك البصر خاسئا وهو
حسیر

تو اس میں شک و شبہ نہیں کہ البانی عدل و انصاف سے دیکھیں اور حسد و عناد سے اجتناب
کریں تو خود بخود کہہ اٹھیں گے کہ سند حسن تو نہیں بلکہ موضوع اور مکذوب ہے لیکن ہم نے
پہلے بیان کیا کہ توثیق اور تضعیف البانی کے ہاتھ میں ہے جیسا چاہتے ہیں اسی طرح کرتے
ہیں کسی کو ضعیف کہہ دیتے ہیں اور کسی کو ثقہ کہہ دیتے ہیں تو اسی وجہ سے یزید
ابن خصیفہ پر رد کرتے ہیں حالانکہ یہ ثقہ اور حجت اور ثبت ہیں امام مالک اور تمام
ائمہ نے اس سے احتجاج کیا ہے لیکن چونکہ اس کی حدیث البانی کی رائے کے
مخالف ہے اسی وجہ سے اس کی حدیث صحیح نہیں البانی کے نزدیک اور جو
حدیث ضعیف بلکہ بقانون البانی موضوع ہے تو اس کی سند حسن ہے کیونکہ
البانی کی رائے کے موافق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں ایسے تجاہل اور
تحاسد سے سچ کہا گیا ہے کہ حسد انسان کو نابینا اور بہرہ کرتا ہے۔ تفکر
اور جو حوالہ الجامع الصغیر للطبرانی پر دیا ہے اس میں عیسیٰ بن جاریہ اور یعقوب القمی ہے۔ اور یہ حدیث بھی ضعیف اور بقانون
البانی موضوع ہے کیونکہ عیسیٰ بن جاریہ منکر الحدیث اور متروک الحدیث ہیں اور اس کے پاس منکر حدیثیں تھیں اور اس کی
احادیث غیر محفوظ ہیں اے البانی بار بار نگاہ ڈالو تمہاری نگاہ تھک کر نامراد پلٹ آئے گی۔

- اما استدلال الالبانی من الحدیث الاول فلا یصح بوجوہ
اما اولا فان دعواہ خاص لانہ یقول لم یصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التراویح اکثر من ۱۱ رکعۃ والدلیل عام لان ورد فی الحدیث بانہ علیہ الصلوۃ والسلام مایزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ . ومن المعلوم ان التراویح لا تکون فی غیر رمضان فلا یثبت دعواہ الخاص بالدلیل العام کما لا یخفی علی من لہ ادنی مناسبۃ مع العلوم الالیہ

- اما ثانیا فان الالبانی قد خادع لانہ ما ذکر الالفاظ التی تدل علی ان المراد من ہذہ الصلوۃ صلوۃ التہجد لان عائشۃ تقول فقلت یا رسول اللہ اتنام قبل ان توتر قال یا عائشۃ

- اور البانی کا استدلال حدیث اول سے چند وجوہ صحیح نہیں۔ اولاً اس لئے کہ البانی کا دعویٰ خاص ہے اس لئے کہ یہ کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ رکعات تراویح سے زیادہ نہیں پڑھی ہیں اور دلیل عام پیش کرتا ہے اس لئے کہ حدیث میں تو یہ وارد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے اور یہ تو بالکل واضح بات ہے کہ تراویح تو غیر رمضان نہیں ہوتیں تو دلیل عام سے دعویٰ خاص ثابت نہیں ہو سکتا جیسا کہ ان لوگوں پر پوشیدہ نہیں جس کی ادنیٰ مناسبت علوم آلیہ سے ہو۔

ثانیا... تحقیق البانی نے دھوکہ کیا ہے اس لیے کہ
اس نے وہ الفاظ ذکر نہیں کئے ہیں جو اس پر دلالت کرتے ہیں کہ اس سے مراد نماز تہجد ہے۔ کیونکہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ
میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں آپ نے فرمایا

ان عینای تنامان ولاینام قلبی الحدیث وکان نومہ علیہ الصلوۃ والسلام فی البیت فلو حاجۃ الی کیت و ذیت .. فلیس فیہ لفظ یدل علی ان المراد من ھذہ الصلوۃ التراویح بل ھو صریح بان المراد من ھذہ الصلوۃ صلوۃ التھجد ولذا سئلت عنہ عائشۃ رضی اللہ عنہا۔

کہ میری آنکھیں سو جاتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔ الحدیث)
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند گھر میں تھی تو فضول باتوں کی ضرورت نہیں
تو اس حدیث میں ایسا لفظ نہیں جو اس پر دلالت کرتا ہے
کہ مراد اس سے تراویح ہیں بلکہ اس میں تصریح ہے کہ مراد اس سے نماز تہجد ہے اسی وجہ
سے اس کے بارے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا ہے۔

• اما ثالثاً فهذا الحديث يدل على نفی الزيادة على احدى عشرة ركعة مع انه ثبت فی الحديث الصحيح بان عائشةؓ تقول كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى من الليل ثلاث عشرة ركعة[2]

---

[1] طالع صحيح البخاری ۱/۲۶۹ • صحيح مسلم ۱/۵۰۹ رقم الحديث ۷۳۸ • المؤطا للامام مالك
• سنن ابی داؤد ۱/۲۱ • مع بذل المجهود ۲/۱۰۶ • سنن الترمذی ۲/۳۲
• السنن الكبرى ۲/۴۹۵ • مسند احمد ۶/۱۰۴ • مسند ابی عوانة ۲/۳۲
• رياض الصالحين ۳۵۳ • تنوير الحوالك ۱/۱۳۹ للسيوطی • بدائع الصنائع ۱/...

[2] طالع صحيح البخاری ۱/۲۶۹ • مسند ابی يعلى ۸/۲۲۲ • المصنف لعبد الرزاق ۳/۳
• سنن النسائی ۳/۲۳۴
• فتح الباری ۳/۳۳ • مسند احمد ۶/۲۷۶ • نصب الراية ۲/۱۵۳
• المهذب ۱/۴۹۱ • التجريد الصريح ۱/۸۹ • المغنی مع الشرح الكبير ...
بذل المجهود ۲/۱۰۶ • زاد المعاد ۱/۳۲۵ • الحاوی ۱/۳۸ • رياض الصالحين

ثالثاً یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ گیارہ رکعات سے زائد نہیں پڑھی ہیں۔ جیساکہ مندرجہ بالا رقم ۱ میں حوالجات لکھ دیے گئے ہیں، حالانکہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعات پڑھتے تھے۔ جیساکہ رقم ۲ میں حوالجات ذکر کیے ہیں

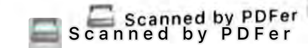
وكذلك روى عن ابن عباس رضي الله عنه بانه يقول كان صلوة النبي صلى الله عليه وسلم ثلاث عشرة ركعة [3]

واذا تعارضا تساقطا فلا يصح منه الاستدلال كما لا يخفى على الرجال

---

[3] طالع صحيح البخاری ۱/۱۵۳ • صحیح ابن خزیمۃ ۳/۳٤۱ • مسلم ۱/۵۰۹ رقم ۷۳۷ • شرح معانی الآثار ۱/۲۸۳ • مسند ابی عوانۃ ۲/۳٤۱ • الدارقطنی ۱/۳۷۱ • سنن ابی داؤد ۲/۸٦ رقم ۱۳۳۹ مع معالم السنن للخطابی • المصنف لابن ابی شیبۃ ۲/٤۹۱ رقم ۹۲ مختصر صحیح مسلم رقم ۱۰۵ • بذل المجہود ۷/۱۰۲ • احکام الاحکام شرح عمدۃ الاحکام ۲/۸۳ • سنن ابن ماجۃ ۱/٤۳۲ • المؤطا للامام مالکؒ ۹۵ • تنویر الحوالک ۱/۱٤۲ • مسند ابی حنیفۃ ۲۱۱ مع شرح الملا علی القاری • زاد المعاد ۱/۳۲٦

اور اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تیرہ رکعات تھیں جیسا کہ رقم ۳ میں حوالجات ذکر کئے ہیں
اور جب ان احادیث میں تعارض آگیا تو اس سے استدلال کرنا ساقط ہے جیسا کہ آدمیوں پر پوشیدہ نہیں ہے۔



فلما قال الالباني بان ما عند ... على التراويح اكثر من الاحد عشر
باطل مردود لان الزيادة ثبت من هذين الحديثين فكيف يصح حصر
مقصود العيني

اما رابعا فانه لا تعلق لهذا الحديث بالتراويح لان لفظ لا يزيد في رمضان
ولا في غيره دليل واضح بان المراد ليس منها التراويح لانها لا تكون في
غير رمضان فالمراد منها صلوة التهجد والالا يصح معنى الحديث لان معناه
ح ما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يزيد (التراويح) في رمضان ولا في غيره
على احدى عشرة ركعة وهذا بديهي البطلان لان التراويح لا تكون
في غير رمضان فلا تعلق له بالتراويح ولذا قال الامام المحدث السهارنفوري
فان هذا الحديث لا تعلق له بالتراويح لا نفيا ولا اثباتا فكانها صلوة اخرى
والاستدلال بهذا الحديث على ان التراويح ثمان ركعات لغو هكذا كتب
مولنا محمد يحيى المرحوم من تقرير شيخه رحمه الله. بذل المجهود ۲/۱۵

تو یہ جب آپ نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ رکعات تراویح سے زیادہ نہیں پڑھی
ہیں باطل اور مردود ہے کیونکہ ان دونوں حدیثوں سے گیارہ رکعات سے زائد ثابت ہو گیا تو
آٹھوں کے کھرے کا حصر کیسا صحیح ہو گیا۔

رابعا اس حدیث کا تعلق بالکل تراویح سے نہیں کیونکہ اس میں تو یہ ہے کہ رمضان اور بغیر رمضان
میں گیارہ رکعات سے زائد نہیں پڑھتے تھے تو یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اس سے مراد
نماز تہجد ہے کیونکہ بغیر رمضان تو تراویح نہیں ہوتیں ورنہ پھر حدیث کا معنی غلط ہوتا ہے
کیونکہ اس کا معنی تو یہ ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تراویح گیارہ رکعات سے زائد رمضان اور بغیر رمضان
میں نہیں پڑھتے تھے یہ بدیہی البطلان ہے کیونکہ تراویح تو بغیر رمضان نہیں ہوتیں تو حدیث کا کوئی
تعلق تراویح سے نہیں اسی وجہ سے علامہ امام محدث سہارنپوری فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا تعلق تراویح سے نفیا
ہے نہ اثباتا تو گویا کہ یہ دوسری نماز ہے تو اس حدیث سے آٹھ تراویح پر استدلال کرنا لغو ہے اسی طرح
مولانا محمد یحیی مرحوم اپنے شیخ کی تقریر سے تحریر فرمایا ہے۔ جیسا کہ بذل المجہود ۲/۱۵ میں ہے۔

اما اخامسا فان رسول الله صلی الله علیہ وسلم صلی فی المسجد ثلاث لیال کما روی من ابن شہاب انہ اخبرہ عروۃ ان عائشۃؓ اخبرتہ ان رسول الله صلی الله علیہ وسلم خرج من جوف اللیل فصلی فی المسجد وصلی رجال بصلوتہ فاصبح الناس فتحدثوا فاجتمع اکثر منہم فصلی فصلوا معہ فاصبح الناس فتحدثوا فکثر اھل المسجد من اللیلۃ الثالثۃ فخرج رسول الله صلی الله علیہ وسلم فصلی فصلوا بصلوتہ فلما کانت اللیلۃ الرابعۃ عجز المسجد عن اھلہ حتی خرج لصلوۃ الصبح فلما قضی الفجر اقبل علی الناس فتشہد ثم قال اما بعد فانہ

پنجم... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں تین رات نماز پڑھی ہے جیسا کہ ابن شہاب سے روایت ہے اس کو عروہؓ نے اور اس کو عائشہؓ نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں باہر نکلے تو مسجد میں نماز پڑھی اور صحابہؓ نے بھی آپ کے ساتھ پڑھی۔ تو صبح لوگ باتیں کرتے تھے تو دوسری رات لوگ زیادہ جمع ہو گئے تو آپ نے نماز پڑھی اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی پڑھی... تو تیسری رات لوگ اور زیادہ ہو گئے پھر آپ نے نماز پڑھی اور لوگوں نے بھی پڑھی... جب چوتھی رات ہوئی تو لوگ زیادہ ہو گئے یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح نماز کو نکلے اور جب نماز فجر پڑھی تو لوگوں سے متوجہ ہو کر فرمایا:

Scanned by PDFer

لم یخف علی مکانکم ولکن خشیت ان تفترض علیکم فتعجزوا عنها فتوفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والامر علی ذلک [1]

---

[1] طالع صحیح البخاری ۱/۲۶۹ • صحیح مسلم ۱/۵۲۴ رقم الحدیث ۷۶۱ • مسلم مع النووی ۶/۳۲ و ۳۳ علی حاشیۃ ارشاد الساری • ومسلم مع السراج الوہاج ۳/۹۶ • مختصر صحیح مسلم ۱۰۹ • مختصر سنن ابی داؤد ۱۰۹ مع تہذیب ابن قیم • سنن النسائی ۲۰۳ الجزء الثالث من المجلد الثانی مع شرح السیوطی

• صحیح ابن خزیمۃ ۳/۳۳۶

• السنن الکبری ۲/۴۹۳، ۴۹۲ • اکمال اکمال المعلم شرح صحیح مسلم ۲/۳۸۶

• جامع الاصول ۶/۱۱۶ • مسند احمد ۶/۲۶۷ • دلیل الفالحین ۶/۲۴۸

• تنویر الحوالک ۱/۱۳۵ • فتح الباری ۳/۱۲ • شرح معانی الآثار ۱/۲۵۰

• تفسیر روح المعانی ۷/۱۱ و ۱۳/۱۷۰ • کتاب الاخیار ۱/۱۷۱ • مسند ابی یعلیٰ ۳/۲۳

• حجۃ اللہ البالغۃ ۲/۱۸ • سنن ابی داود ۷/۱۵۰ مع بذل المجہود

• صحیح ابن خزیمۃ ۳/۳۳۸ • المصنف لعبد الرزاق ۳/۴۴۳، ۴۴ • اغاثۃ اللہفان

کہ مجھ پر پوشیدہ تمہارے حالات نہیں تھے لیکن مجھے خوف ہوا کہ تم پر فرض ہوجائے گی اور تم ادا کرنے سے عاجز ہو جاؤ گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور امر اس پر تھا (یعنی انفرادی نماز تراویح پڑھتے تھے)

مندرجہ بالا حوالجات سے مطالعہ کریں۔

رمضان، الصلوٰة التي صلاها رسول الله صلى الله عليه وسلم في المسجد لكن ما قال احد من الصحابة رضي الله عنهم بان النبي صلى الله عليه وسلم صلى في هذه الليالي احدى عشرة ركعة فمن اين علم الالباني بان النبي صلى الله عليه وسلم لم يصل التراويح اكثر من ۱۱ ركعة ولا يمكن للالباني والمتبوعين ولا للاتباع ان يثبتوا من النبي صلى الله عليه وسلم صلوٰة التراويح احدى عشرة ركعة في رمضان ولذا قال شيخ الاسلام ابن تيمية رحمه الله ومن ظن ان قيام رمضان فيه عدد موقت عن النبي صلى الله عليه وسلم لا يزاد فيه ولا ينقص منه فقد اخطأ كما في مجموع فتاوى شيخ الاسلام ۲۲/۲۶۳ وقد ذكرناه مفصلا ولما لم يكن العدد ثابتا عن النبي صلى الله عليه وسلم

یہ نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں پڑھی ہے لیکن ایک صحابی نے نہیں فرمایا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین راتوں میں گیارہ رکعات پڑھی ہیں تو البانی کو کہاں سے علم ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ رکعات تراویح سے زیادہ نہیں پڑھی ہیں اور البانی اور اس کے تابعین اور متبوعین کو ممکن نہیں کہ وہ یہ ثابت کریں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان میں گیارہ رکعات تراویح پڑھی ہیں اسی وجہ سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو یہ گمان کرتا ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قیام رمضان میں عدد معلوم ہے جس میں نہ زیادتی ہوتی ہے نہ کمی تو بلاشک اس نے خطا کی۔۔ جیسا کہ مجموع فتاوی ۲۲/۲۶۲ میں ہے اور ہم نے مفصل ذکر کیا ہے تو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عدد معلوم ثابت نہیں تو البانی

فکیف تقول ذاہب فی القطع و الیقین بان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یصل التراویح اکثر من احدی عشرۃ رکعۃ وقال شیخ الاسلام ان نفس قیام رمضان لم یوقت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیہ عددا معینا بل کان ھو صلی اللہ علیہ وسلم لا یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی ثلاث عشرۃ رکعۃ لکن کان یطیل الرکعات فلما جمعھم عمرؓ علی ابی بن کعبؓ کان یصلی بھم عشرین رکعۃ ثم یوتر بثلاث وکان یخفف القراءۃ بقدر ما زاد من الرکعات لان ذلک اخف علی الماموین من تطویل الرکعۃ الواحدۃ کما فی مجموع فتاوٰہ ۲۲/۱۷۲

کس طرح یقین اور قطعیت کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ رکعات تراویح سے زیادہ نہیں پڑھی ہیں اور شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ قیام رمضان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عدد معلوم نہیں تھا بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے لیکن رکعات لمبی پڑھتے تھے تو جب عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر صحابہ رضی اللہ عنہم کو جمع کیا تو آپ ان کو بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھاتے تھے اور قرأت میں تخفیف کرتے تھے اس اندازہ کو جو رکعات میں زیادہ تھی کیونکہ یہ مقتدیوں پر آسان ہے ایک رکعت کو لمبا کرنے سے جیساکہ مجموع الفتاوی ۲۲/۱۷۲ میں ہے

وان کان الالبانی یثبت التراویح ثمان رکعات من الحدیث الضعیف بل موضوع فلنا ایضاً حق ان نثبت عشرین رکعۃ من الحدیث الضعیف کما روی عن ابن عباس وذکرہ البیھقی فی سننہ لکن ما ذکرناہ لاثبات الدعوی لضعف ابراھیم بن عثمان مع ان الحافظ ابن عدی یقول. ابراھیم بن عثمان وھو وان کان نسب الی الضعف فانہ خیر من ابراھیم بن ابی حیبۃ الذی تقدم ذکرہ الکامل ا/۲۴۲

ھذا ھو العدل والانصاف فی المیدان

تدبر ولا تحزن والا ستقع فی الخسران

لکن العجب کل العجب علی تجاھل الالبانی بانہ یقول . حدیث العشرین ضعیف جداً لایجوز العمل بہ ثم قال فی الفتح ۴/۲۰۵، ۲۰۶ ، تحت شرح الحدیث الاول وما رواہ ابن ابی شیبۃ من حدیث ابن عباس کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ والوتر فاسنادہ ضعیف

اگر البانی تراویح آٹھ رکعات کو حدیث ضعیف بلکہ موضوع سے ثابت کرتا ہے تو ہمارا بھی حق ہے کہ ہم بیس رکعات تراویح کو حدیث ضعیف سے ثابت کریں جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی ہے اور امام بیہقیؒ نے سنن کبری میں ذکر کیا ہے لیکن ہم نے اپنا دعوی ثابت کرنے کے لئے اس ضعیف حدیث کو استدلال میں پیش نہ کیا کیونکہ اس میں ابراہیم بن عثمان ضعیف ہیں حالانکہ حافظ ابن عدی فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن عثمان اگرچہ منسوب ضعف کی طرف ہے لیکن یہ ابراہیم بن ابی حیبۃ سے بہتر ہے جو پہلے ذکر ہو چکا ہے ۔ الکامل ا/۲۴۲ یہ میدان عدل و انصاف ہے۔

لیکن تعجب پر تعجب ہے البانی کی جہالت پر کہ یہ کہتا ہے کہ حدیث بیس تراویح نہایت ضعیف ہے اور اس پر عمل کرنا جائز نہیں پھر فتح الباری ۴/۲۰۵ اور ۲۰۶ میں اول حدیث کی تحت فرماتے ہیں کہ جو ابن ابی شیبہؒ ابن عباسؓ کی روایت ذکر کی ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعات تراویح اور وتر پڑھتے تھے تو اس کی اسناد

(یقول الالبانی)

وقال الطبرانی لا یروی عن ابن عباس الا بهذا الاسناد وقال البیهقی تفرد به ابوشیبة وهو ضعیف وكذلك قال الهیثمی فی المجمع ۳/۱۷۳ انه ضعیف (قال الالبانی) والحقیقة انه ضعیف جدا

ضعیف ہے (تو البانی لکھتا ہے کہ طبرانی نے فرمایا ہے کہ ابن عباسؓ سے اس اسناد سے یہ روایت کی گئی ہے اور بیہقی فرماتے ہیں کہ اس کے ساتھ ابوشیبہ منفرد ہیں اور یہ ضعیف ہیں اور اسی طرح ھیثمی نے مجمع الزوائد ۳/۱۷۳ میں فرمایا ہے کہ یہ ضعیف ہے اور البانی کہتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ نہایت ضعیف ہے

كما يشير اليه قول الحافظ العسقلاني رحمه الله متروك الحديث وهذا هو الصواب
فقد قال ابن معين ليس بثقة رسالة الالباني ١٩ و ٢٠ ، أو لا يدري الالباني
ان المحدثين لما يقولون ان حديث ابن عباس ضعيف فكيف يرتقي ويقول ضعيف
جدا ولا يجوز العمل به ولما كان متروك الحديث وليس بثقة مستلزما لضعفه
جدا افلا يجري هذا القانون في حديثه الذي ذكره لاثبات الدعوى وهو حديث
جابر بان فيه عيسى بن جارية متروك ومنكر الحديث ومتروك الحديث وعنده
مناكير فهو ايضا ضعيف جدا ولا يجوز العمل به فكيف يقول الالباني بان سنده حسن
بل حديثه ضعيف جدا بل موضوع لانه مشتمل على الكذابين والمتروكين كما يقول
الالباني في حق حديث ابن عباس ... موضوع ... تدبر وتدرب

جیسا کہ اس کی طرف حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اشارہ کیا ہے کہ متروک الحدیث ہے اور یہی بات
صحیح ہے "ابن معین لیس بثقہ کہتے ہیں رسالہ البانی ۱۹ و ۲۰ ، کیا البانی کو پتہ نہیں کہ محدثین جب کہتے
ہیں کہ حدیث ابن عباسؓ ضعیف ہے تو البانی ترقی کیوں کرتے ہیں کہ یہ نہایت ضعیف ہے اور
اس پر عمل کرنا بھی جائز نہیں تو جب متروک الحدیث اور لیس بثقہ کے الفاظ اس کے نہایت ضعیف ہونے
کو مستلزم ہیں تو کیا یہ قانون البانی اس حدیث میں جاری نہیں کرتے جو اس نے دعوی اثبات کے
لئے پیش کیا ہے کہ حدیث جابرؓ ہے حالانکہ اس میں عیسیٰ بن جاریہ متروک اور منکر الحدیث اور متروک الحدیث اور
عندہ مناکیر ہے تو وہ بھی نہایت ضعیف رہی ہے اور اس پر عمل کرنا جائز نہیں تو البانی کیوں کہتے ہیں
کہ اس کی سند حسن ہے بلکہ یہ ضعیف ہے بلکہ موضوع ہے کیونکہ یہ کذابین اور متروکین پر مشتمل ہے تو
جیسا کہ البانی ابن عباس کی روایت کے متعلق موضوع کہتا ہے تو اپنے استدلال کے بارے بھی اس کو موضوع

لكن الالبانی يفعل ما يشاء ويختار ليس للتوثيقه وتضعيفه زمام بل هو يعد نفسه من النافدين ولذلك لما قال الحافظ العسقلانی تحت حديث والامر على ذلك اى على ترك الجماعة فى التراويح فيقول الالبانی فى رده والاولى ان يقال اى على الصلوة اوزاعًا حاشيه ٢ على ص ١٢ رسالة الالبانی

واما ما قال الالبانی بان السيوطی قال فى الحاوی للفتاوی بضعف حديث ابن عباسؓ فهو مردود عليه ... لانه وان كان قائلاً بضعف حديث ابن عباس لكن مع هذا قائل باثبات التراويح عشرين ركعة

کا لفظ استعمال کرنا چاہیے تھا لیکن البانی کو تو اختیار ہے توثیق اور تضعیف کے لگام اس کے پاس ہے جیسا چاہتا ہے اسی طرح بلکہ البانی اپنے آپ کو ناقدین سے سمجھتا ہے اسی وجہ سے حافظ ابن حجرؒ والامر علی ذلک کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ امر ترک جماعت پر رہا البانی رد کرتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ ایسا کہنا کہ امر جدا نماز پڑھنے پر تھا حاشیہ ۲ بر ص ۱۲ اور جو البانی کہتے ہیں کہ سیوطی نے حاوی للفتاوی میں ابن عباسؓ کی روایت کو ضعیف کہا ہے تو یہ اس پر مردود ہے کیونکہ سیوطی اگرچہ ضعف روایت ابن عباسؓ کے قائل ہیں لیکن بیس تراویح کو دلائل سے ثابت کرتے ہیں۔

حیث یقول قال السبکی فی شرح المنہاج اعلم انہ لم ینقل کم صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلک اللیالی ھل ھو عشرون او اقل ومذھبنا ان التراویح عشرون رکعۃ لما روی البیہقی وغیرہ بالاسناد الصحیح عن السائب بن یزید الصحابی قال کنا نقوم علی عھد عمر رضی اللہ عنہ بعشرین رکعۃ والوتر کما فی الحاوی ۱/۳۵۰

قال الالبانی. قلت وفیما نقلہ عن السبکی اشارۃ لطیفۃ الی انہ لا یری العمل بالعشرین فتامل رسالۃ الالبانی ص ۲۰

اقول قد افتری الالبانی علی السبکی سبحانک ھذا بھتان عظیم لانہ صرح بالتراویح العشرین وقال مذھبنا ان التراویح عشرون رکعۃ وذکر الاستدلال من حدیث السائب بن یزید ثم ذکر التفصیل وقال الا ان ھذا امر سہل الخلاف فیہ فان ذلک من النوافل من شاء اقل و من شاء اکثر

جیسا کہ فرماتے ہیں کہ سبکیؒ نے شرح المنہاج میں فرمایا ہے جان لو کہ یہ بات منقول نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان راتوں میں بیس رکعات تراویح پڑھی ہیں یا کم . اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ تراویح بیس رکعات ہیں جیسا کہ بیہقی وغیرہ نے صحیح اسناد سے السائب بن یزیدؓ صحابی سے روایت کی ہے کہ ہم زمانہ عمرؓ میں بیس تراویح اور وتر سے قیام کرتے تھے جیسا کہ الحاوی ۱/۳۵۰ میں ہے۔ البانی کہتا ہے کہ سبکیؒ کے قول میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ بیس رکعات تراویح پہ عمل کرنا جائز نہیں سمجھتا . فکر کرو. رسالہ البانی ص ۲۰

میں خان بادشاہ کہتا ہوں کہ البانی نے سبکی پر افترا کیا . پاک ہے تو یہ بڑا بہتان ہے کیونکہ سبکی نے بیس تراویح کی تصریح کی ہے اور فرماتے ہیں کہ ہمارا مذہب بیس رکعات تراویح ہیں اور استدلال میں السائب بن یزیدؓ کی روایت پیش کی ہے پھر تفصیل ذکر کی ہے کہ یہ آسان معاملہ ہے کیونکہ تراویح نوافل سے ہیں جو چاہتا ہے زیادہ کرے اور جو چاہتا ہے کم کرے

ولعلهم في وقت اختاروا تطويل القيام على عدد الركعات فجعلوها احدى عشرة ركعة وفي وقت اختاروا عدد الركعات فجعلوها عشرين وقد استقر العمل على هذا انتهى كلام السبكي كما في الحاوي ۱/۳۵۰ . ولما صرح السبكي باستقرار العمل على العشرين فكيف يفتري الالباني بانه لا يرى العمل بالعشرين لعله اشار الالباني بقوله فتامل بانه افترى على السبكي لكن يجوز له ما لا يجوز لغيره لانه هو المجتهد الجديد تدبر ولا تغتر بقول الالباني ولا تزل اقدامك

شاید ان لوگوں نے بعض اوقات لمبا کھڑا ہونے کو عدد رکعات پر پسند کیا تو گیارہ رکعات پڑھی ہیں اور بعض اوقات میں عدد رکعات کو پسند کیا ہے تو بیس رکعات پڑھی ہیں اور اسی پر عمل جاری رہا ... انتہی کلام السبکی جیسا کہ حاوی ۱/۳۵۰ میں ہے تو جب سبکی نے بیس تراویح پر عمل کرنے کو امر مستقر کہا ہے تو البانی کیوں افترا کرتے ہیں کہ سبکیؒ عمل کرنا بیس تراویح پر جائز نہیں سمجھتا شاید البانی فکر کے الفاظ میں اس کی طرف اشارہ کیا ہو کہ یہ سبکیؒ پر افتراء کرنا ہے لیکن البانی کو تو جائز ہے جو دوسروں کو جائز نہیں اس لئے کہ یہ نیا مجتہد ہے فکر کر البانی کے قول پر دھوکہ نہ ہو جا ۔ اور آپ کے قدم پھسل نہ جائیں ۔

قال الالبانی ثم قال السیوطی بعد ان ذکر حدیث جابر من روایۃ ابن حبان فالحاصل ان العشرین رکعۃ لم تثبت من فعلہ علیہ الصلوۃ والسلام ثم یقول الالبانی، قلت وفی کلامہ اشارۃ قویۃ الی اختیارہ احدی عشرۃ رکعۃ ورفضہ العشرین الواردۃ فی حدیث ابن عباس لضعفہ الشدید تدبر (رسالۃ الالبانی ۲۰ و ۲۱)

اقول فی قول الالبانی فتدبر اشارۃ قویۃ بانہ یفتری علی السیوطی وانہ ذکر روایۃ السائب بن یزید بالاسناد الصحیح بانہم کانوا یقومون فی عہد عمر بن الخطابؓ فی شہر رمضان بعشرین رکعۃ

فی کلام السبکی

ثم قال فی الاخر... وقد اختاروا عدد الرکعات فجعلوہا عشرین رکعۃ وقد استقر العمل علی ہذا انتہی کلام السبکی فمن این علم الالبانی بانہ یقول فی کلامہ اشارۃ قویۃ الی اختیارہ احدی عشرۃ رکعۃ ورفضہ

- البانی کہتا ہے کہ پھر سیوطیؒ نے حدیث جابرؓ کے بعد روایت ابن حبان ذکر کی ہے حاصل یہ ہے کہ بیس رکعات تراویح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت نہیں ۔ پھر البانی کہتا ہے کہ اس کے کلام میں اس کی طرف قوی اشارہ ہے کہ یہ گیارہ رکعات تراویح کو پسند کرتا ہے اور جو بیس رکعات ابن عباسؓ کی روایت میں وارد ہیں اس کو چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ اس میں شدید ضعف ہے تدبر... رسالہ البانی ۲۰ و ۲۱

- میں خان بادشاہ کہتا ہوں کہ البانی نے جو "تدبر (فکر کر)" ذکر کیا ہے اس میں اشارہ قوی ہے اس بات کے لئے کہ اس نے علامہ سیوطیؒ پر افترا کیا ہے کیونکہ سیوطیؒ نے اسناد صحیح کے ساتھ یہ ذکر کیا ہے کہ ماہ رمضان میں صحابہؓ عہد عمرؓ میں بیس رکعات پڑھتے تھے

سبکیؒ کے کلام میں پھر اخیر میں فرمایا ہے کہ انہوں نے (بعض اوقات میں) عدد رکعات کو پسند کیا تو بیس رکعات پڑھیں، اور اسی پر عمل جاری رہا ۔ کلام سبکی ختم ہوا تو البانی کو کہاں سے معلوم ہوا کہ یہ کہتا ہے کہ اس میں قوی اشارہ ہے اس کی طرف کہ اس نے گیارہ رکعات پسند کئے ہیں اور بیس رکعات پر

لعمل على العشرين سبحنك هذا بهتان عظيم نعم ان السيوطیؒ يقول بضعف حديث ابن عباسؓ وهذا لايستلزم ضعف رواية العشرين باسناد السائب بن يزيد ونحن لا ندعی اثبات التراويح العشرين من النبي صلى الله عليه وسلم بالاسناد الصحيح ولذلك قال السيوطیؒ ان العلماء يختلفوا فى عددها ولو ثبت ذلك من فعل النبي صلى الله عليه وسلم لم يختلف فيه كعدد الوتر والرواتب (ثم قال) ولو ثبت عددها بالنص لم تجز الزيادة عليه كما فى الحاوى ۱/۳۴۸ فنقل كلام السيوطی اشارة قوية بان ادعاء الالبانی بانه عليه الصلوة والسلام لم يصل التراويح اكثر من ۱۱ ركعة باطل مردود فتفكر

عمل چھوڑ دیا ہے پاک ہے تیرے لئے یہ تو بڑا بہتان ہے البتہ سیوطی ابن عباسؓ کی روایت کو ضعیف سمجھتا ہے لیکن یہ اس بات کے لئے مستلزم نہیں کہ السائب بن یزید کی روایت جس میں بیس رکعات ہیں وہ بھی ضعیف ہے اور ہمارا یہ دعوٰی نہیں کہ بیس تراویح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح اسناد کے ساتھ ثابت ہیں تو اسی وجہ سے سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ تراویح کے عدد میں اختلاف ہے اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوتا تو اس میں اختلاف واقع نہ ہوتا جیسا کہ وتر اور سنن مؤکدہ (میں ہو سکتے ہیں) اگر تراویح کا عدد نص سے ثابت ہوتا تو پھر اس پر زیادت جائز نہ تھی جیسا کہ الحاوی ۱/۳۴۸ میں ہے۔ تو کلام سیوطیؒ میں اس بات کی طرف قوی اشارہ ہے کہ البانی کا دعوٰی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ رکعات سے زائد تراویح نہیں پڑھی ہیں، باطل اور مردود ہے۔ فکر کر

وقد قال السیوطی ثم رایت فی تخریج احادیث الشرح الکبیر لشیخ الاسلام ابن حجرؒ مانصہ۔ قول الرافعی انہ صلی اللہ علیہ وسلم صلی بالناس عشرین رکعۃ لیلتین فلما کان فی اللیلۃ الثالثۃ اجتمع الناس فلم یخرج الیہم ثم قال من الغد خشیت ان تفرض علیکم فلا تطیقوھا متفق علی صحتہ من حدیث عائشۃؓ دون عدد الرکعات ثم ذکر حدیث العشرین من البیہقی ونقل ضعف الحدیث منہ ثم قال وفی المؤطا وابن ابی شیبۃ والبیہقی عن عمر انہ جمع الناس علی ابی بن کعب فکان یصلی بہم فی شہر رمضان عشرین رکعۃ الحدیث انتہی۔۔۔ ثم

اور سیوطیؒ فرماتے ہیں پھر میں نے تخریج احادیث الشرح الکبیر لشیخ الاسلام ابن حجرؒ میں دیکھا جس کا نص یہ ہے کہ رافعی کا یہ قول کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو راتیں بیس تراویح پڑھی ہیں جب تیسری رات ہوگئی تو لوگ جمع ہوئے تو آپؐ نہ نکلے پھر صبح فرمایا کہ مجھے خوف ہوا کہ تم پر فرض ہو جائیں گی اور تمہاری طاقت نہ ہوگی۔ صحت حدیث عائشہؓ پر تو اتفاق ہے سوا رکعات کی تعداد کے پھر بیہقی سے بیس رکعات تراویح کے واسطہ حدیث ذکر کی ہے اور حدیث کا ضعف بھی بیہقی سے نقل کیا ہے پھر فرمایا ہے کہ موطا۔ ابن ابی شیبہ اور بیہقی میں عمرؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کو ابی بن کعب پر جمع کیا اور وہ ماہ رمضان میں ان کو بیس تراویح پڑھاتے تھے الحدیث ...انتہی... پھر حدث

بعد بیان ضعف حدیث ابن عباس ذکر حدیث السائب بن یزید فی کلام السبکی و ختم کلام السبکیؒ باستقرار العمل علی التراویح العشرین.. . فعلم الشیخ علو الالبانی بان السیوطیؒ اختار احدی عشرۃ رکعۃ ورفض العمل بالعشرین سبحٰنک ھٰذا بہتان عظیم ففی قول السیوطی اشارۃ قویۃ الی جواز الزیادۃ علی احدی عشرۃ رکعۃ والالبانی یقول بعدم جواز الزیادۃ فقول السیوطی مضر للالبانی لکنہ لایدری بنافع و مضر، فتدبر

ابن عباسؓ کے ضعف بیان کرنے کے بعد حدیث السائب بن یزیدؓ کلام سیوطیؒ میں ذکر کیا ہے اور سیوطیؒ نے سبکیؒ کا کلام اس پر ختم کیا ہے کہ عمل بیس رکعات پر جاری رہا . . .

تو البانی کو کہاں سے پتہ لگا کہ سیوطیؒ نے گیارہ رکعات پسند کی ہیں اور بیس پر عمل چھوڑ دیا ہے پاک ہے تیرے لئے یہ تو بڑا بہتان ہے ۔

تو سیوطیؒ کے قول میں اشارہ قوی ہے اس بات کی طرف کہ گیارہ رکعات پہ زیادت جائز ہے اور البانی عدم جواز الزیادۃ سمجھتے ہیں تو سیوطیؒ کا قول البانی کو مضر ہے لیکن یہ نافع اور مضر نہیں سمجھتا ، فکر کر ،

قال الالبانی الاقتصار على الاحدى عشرة ركعة دليل على عدم جواز الزيادة عليها تبين لنا مما سبق ان عدد ركعات قيام الليل انما هو احدى عشرة ركعة بالنص الصحيح من فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم واذا تاملنا فيه يظهر لنا بوضوح انه صلى الله عليه وسلم استمر على هذا العدد طيلة حياته لا يزيد عليه سواء ذلك فى رمضان او فى غيره صلوٰة التراويح ۲۲

اقول بطلان دعواه واضح مما سبق بانه ورد فى الحديث الصحيح عن عائشة رض كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلى من الليل ثلاث عشرة ركعة وكذلك روى عن ابن عباس رضى الله عنهما فكيف يدعى الالبانى باقتصاره عليه الصلوٰة والسلام باحدى عشرة ركعة۔

البانی کہتا ہے کہ گیارہ رکعات پر انحصار کرنا اس بات پر دلیل ہے کہ اس سے زیادہ پڑھنا جائز نہیں۔ ہمیں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قیام اللیل کی تعداد رکعات گیارہ رکعات نص صحیح فعلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور جب ہم اس میں تکرر یہں تو ہم کر یہ واضح ہوجاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام زندگی میں اس عدد پر استمرار کیا ہے اور اس پر زیادت نہیں کی ہے خواہ رمضان ہو یا غیر رمضان۔ صلوٰۃ التراویح ۲۲

میں کہتا ہوں کہ ماسبق سے یہ بات واضح ہوگئی کہ البانی کا دعوی باطل ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث کے ساتھ عائشہ رض سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ رکعات پڑھتے اور اسی طرح ابن عباس رض سے بھی مروی ہے تو البانی کس طرح دعوی کرتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ رکعات پر انحصار کیا ہے۔

• قال الالبانی تکملۃ صلوۃ التراویح لایجوز الزیادۃ علی العدد المسنون (۲۲)
اقول ھذا مردود علیہ لانہ ما اثبت التراویح احدی عشرۃ رکعۃ من النبی صلی اللہ علیہ وسلم و لن یقدر الی یوم القیمۃ فکیف یقول بعدم جواز الزیادۃ علی احدی عشرۃ رکعۃ -
علاوہ ان دعواہ صلوۃ التراویح فی رمضان احدی عشرۃ رکعۃ ویستدل من قیام اللیل فی رمضان وغیرہ فلا یثبت دعواہ الخاص بالدلیل العام کما لا یخفی علی اولی الافہام... تدبر

!

• البانی کہتا ہے کہ نماز تراویح پر زیادت عدد مسنون سے جائز نہیں۔ (رسالہ البانی ۲۲)
میں کہتا ہوں کہ یہ اس پر مردود ہے کیونکہ اس نے گیارہ رکعات تراویح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں کیں ہیں اور نہ قیامت تک یہ طاقت رکھتا ہے تو کس طرح دعوی کرتا ہے کہ گیارہ رکعات پر زیادت جائز نہیں۔
علاوہ اس کا دعوی یہ ہے کہ ماہ رمضان میں گیارہ رکعت تراویح اور دلیل میں قیام اللیل رمضان اور غیر رمضان میں پیش کرتا ہے تو دعوی خاص دلیل عام سے کیسے ثابت ہو سکتا ہے جیسا کہ ذوی الافہام پر پوشیدہ نہیں۔ تجربہ حاصل کر۔

۱ قال الالبانی نقلا عن الشیخ احمد الرومی الحنفی صاحب مجالس الابرار ما ملخصه ان عدم وقوع الفعل فی الصدر الاول اما لعدم الحاجة الیه او لوجود مانع او لعدم تنبه او التکاسل او لکراهة او لعدم مشروعیته والاولان منتفیان فی العبادات البدنیة المحضة لان الحاجة فی التقرب الی الله تعالیٰ لا تنقطع وبعد ظهور الاسلام لم یکن منها مانع ولا یظن بالنبی صلی الله علیه وسلم عدم التنبه والتکاسل فذالک اسوء الظن المؤدی الی الکفر فلم یبق الا کونها سیئة غیر مشروعة. صلوٰۃ التراویح ۲۴

اقول ان قول صاحب مجالس الابرار یرد دعوی الالبانی لانه قائل بعدم جواز الزیادة فی التراویح من احدی عشرة رکعة مع ان الزیادة فی التراویح ثابتة فی الصدر الاول من الخلفاء الراشدین مثل عمر بن الخطاب وعثمان بن عفان وعلی بن ابی طالب وقال النبی صلی الله علیه وسلم علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین فاطلق البدعة علی التراویح العشرین انکار عن حدیث سید المرسلین والزام علی الخلفاء الراشدین وکذلک الزام علی الائمة المجتهدین وعلی المحدثین وعلی فقهاء المذاهب الاربعة اجمعین اعوذ بالله من شر الحاسدین کبرت کلمة تخرج من افواههم بئس ما کانوا یکتبون فما ربحت تجارتهم وما کانوا مهتدین

---

۱ البانی کہتا ہے کہ شیخ ملا احمد رومی حنفی صاحب مجالس الابرار فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ صدر اوّل میں کسی فعل کا نہ واقع ہونا یا عدم حاجت کی وجہ سے یا وجود مانع کی وجہ سے یا عدم تنبیہ اور سستی کی وجہ سے یا کراہت کی وجہ سے یا عدم مشروعیت کی وجہ سے اوّل دو تو عبادات بدنیہ محضہ میں منتفی ہیں کیونکہ حاجت تقرب الی اللہ تعالیٰ کے لئے منقطع نہیں ہوتا اور ظہور اسلام کے بعد مانع نہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عدم التنبیہ اور تکاسل کا گمان نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ تو برا گمان مفضی کفر ہے تو سیئہ غیر مشروعہ کے سوا کچھ نہ رہا۔ (صلوٰۃ التراویح ۲۴)

میں خان بادشاہ کہتا ہوں کہ مجالس الابرار والے کا قول البانی کے دعوے کو رد کرتا ہے کیونکہ البانی تو گیارہ رکعات پر زیادت ناجائز سمجھتے ہیں حالانکہ گیارہ رکعات تراویح پر زیادت تو صدر اوّل میں خلفائے راشدین مثل عمرؓ اور عثمان اور علیؓ سے ثابت ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم پر لازم ہے میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کی اتباع کرنا تو بیس تراویح پر بدعت کا اطلاق کرنا سید المرسلین کی صحیح حدیث سے انکار کرنا ہے اور اسی طرح ائمہ مجتہدین اور محدثین اور چار مذاہب کے فقہاء پر الزام لگانا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں حاسدین کے حسد سے بڑی بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے برا ہے وہ جو لکھتے ہیں [illegible] نہیں اور نہ ہدایت پانے والے۔

قال الالبانی فی رد قول السیوطی حیث قال ان العلماء اختلفوا فی عددها (ای التراویح) ولو ثبت ذلک من فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یختلف فیہ کعدد الوتر والرواتب فیقول الالبانی فی رده الجواب نحن نسلم بان من الاختلاف ما یکون سببه عدم وجود النص ولکن من العجب ان یقرر السیوطیؒ لهذا القول فانه یفهم منه ان الاختلاف لیس له الا سبب واحد وعدم ثبوت النص مع انه من المعلوم ان هناک اختلافات کثیرة لم یکن سببها عدم وجود النص بل کان عدم وصوله الی الامام الذی قال بخلافه او بلغه لکن من طریق لا تقوم الحجة به۔ صلوة التراویح ۲۶

البانی سیوطیؒ کی تردید میں کہتا ہے کہ سیوطیؒ نے کہا ہے کہ عدد تراویح میں علماء کا اختلاف ہے اگر یہ عدد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے ثابت ہوتا تو اس میں اختلاف واقع نہ ہوتا جیسا کہ وتر اور سنن میں تو البانی تردید میں کہتا ہے کہ جواب اس کا یہ ہے کہ ہم مانتے ہیں کہ بعض اختلاف کا سبب عدم وجود النص ہوتا ہے لیکن عجیب بات یہ ہے کہ سیوطیؒ اس قول کو مقرر کرتا ہے کیونکہ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف کے لئے ایک سبب ہے اور وہ عدم ثبوت النص ہے، حالانکہ یہ بات معلوم ہے کہ بہت سے اختلافات ایسے ہیں جن کا سبب عدم وجود النص نہیں ہوتا ہے بلکہ اختلاف کا سبب عدم وصول قول ہوتا ہے امام کو۔۔۔ جو اس سے خلاف کرتا ہو یا اس کو قول پہنچا ہو لیکن ایسے طریقہ سے جس کے ساتھ حجت قائم نہیں ہو سکتی۔ صلوٰۃ التراویح ۲۶

اقول وقد ذکرنا فیما سبق ان الحدیث وان کان موضوعا لکنہ اذا کان موافقا لرای الالبانی فیوثقہ و الحدیث وان کان صحیحا لکنہ اذا کان مخالفا عن ھواہ فیضعفہ لان التوثیق والتضعیف بیدہ وکذلک یؤید بقول احد اذا کان یوافقہ ویرد علیہ اذا کان مخالفا عن ھواہ وقد قال فی ص ۲۱.. وفی کلام السیوطی اشارۃ قویۃ الی اختیارہ الاحدی عشرۃ رکعۃ کأنہ یجر قولہ الی رأیہ بان السیوطی موافق لرایہ ولما وصل الی حقیقۃ کلام السیوطی بانہ یقول بجواز الزیادۃ علی احدی عشرۃ رکعۃ وھذا مخالف عن الالبانی فردعلیہ فقال ما قال فثبت قولنا بان التضعیف والتوثیق والتایید والتردید بیدہ ویفعل مایشاء ویختار

میں کہتا ہوں کہ پہلے ہم نے ذکر کیا ہے کہ حدیث اگرچہ موضوع ہو لیکن جب البانی کی رائے کے موافق ہو تو یہ اس کی توثیق کرتا ہے اور حدیث اگرچہ صحیح ہو لیکن البانی کی رائے کے مخالف ہو تو اس کی تضعیف کرتا ہے اس لئے کہ توثیق و تضعیف اس کے ہاتھ میں ہے اور اسی طرح اس قول کا مؤید ہوتا ہے جو اس سے موافقت رکھتا ہو اور جب اس سے مخالف ہو تو تردید کرتا ہے۔ اور البانی نے ۲۱ میں کہا ہے کہ سیوطیؒ کے قول میں قوی اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ یہ گیارہ رکعات کو پسند کرتا ہے گویا کہ یہ سیوطیؒ کا قول اپنی طرف کھینچتا ہے کہ سیوطیؒ اس کی رائے کے موافق ہے

لیکن جب البانی کو سیوطیؒ کے کلام کی حقیقت معلوم ہوگئی کہ یہ تو گیارہ رکعات سے زائد جائز سمجھتے ہیں تو اس کا خلاف ہے تو فوری البانی نے رد کیا ہے تو بولا جو بولا۔ تو اس سے یہ ثابت ہوگیا جو ہم نے کہا تھا کہ تضعیف اور توثیق اور تائید اور تردید البانی کے ہاتھ میں ہے جیسا چاہے کرتا ہے اور خود مختار ہے۔

وبعد اللتی والتیا اقول ان قول الالبانی مردود علیہ لان السیوطی ما ادعی بان عدم وجود النص فقط سبب الاختلاف فی کل مقام بل قال فی بیان التراویح بان النص لیس موجودا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بانہ صلی التراویح عشرین رکعۃ او احدی عشرۃ رکعۃ ولذا وقع الاختلاف بین الائمۃ فی عددھا ولا شک فیہ ولا مریۃ بان الاحناف والشوافع والحنابلۃ وبعض المالکیۃ قائلون بکون التراویح عشرین رکعۃ وقد نسب الی الامام مالک روایۃ ستۃ وثلاثین لکن ھذا امر عجیب بان روایۃ احدی عشرۃ رکعۃ من التراویح وصلت الی الالبانی وما وصلت الی احد من الائمۃ المجتھدین ولا یدری الالبانی بان ھذا الحدیث یعرفہ کل احد من المحدثین والائمۃ المجتھدین وفقہاء الدین لکنہ لیس نصا فی التراویح ولذا ما یستدل عنہ احد منھم ولذلک ذکرہ الامام البخاری فی کتاب التہجد

لمبی اور چھوٹی بات کی بات میں کہتا ہوں کہ البانی کا قول اس پر مردود ہے کیونکہ سیوطیؒ نے یہ دعویٰ نہیں کیا ہے کہ فقط عدم وجود النص ہر جگہ میں سبب اختلاف ہوتا ہے بلکہ تراویح کے بیان میں فرمایا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تراویح کے بارے نص ثابت نہیں کہ آپ نے بیس رکعات پڑھی ہیں یا گیارہ رکعات۔ تو اسی وجہ سے ائمہ کے درمیان اختلاف واقع ہوا اور اس میں شک شبہ نہیں کہ احناف وشوافع اور حنابلہ اور بعض مالکیہ بیس رکعات تراویح کے قائل ہیں اور امام مالکؒ کی طرف ۳۶ کی روایت منسوب کی گئی ہے لیکن یہ تو عجیب بات ہے کہ گیارہ رکعات تراویح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جس حدیث سے ثابت ہے یہ حدیث البانی کو پہنچی ہے، اور یہ حدیث کسی ایک امام کو ائمہ مجتہدین میں سے نہیں پہنچی۔

اور البانی کو یہ معلوم نہیں کہ یہ حدیث جس سے البانی استدلال کرتا ہے۔ یہ تمام محدثین اور ائمہ مجتہدین اور فقہاء الدین سمجھتے ہیں لیکن یہ تراویح میں نص نہیں

اسی وجہ سے اس حدیث سے کوئی استدلال برائے تراویح نہیں کرتا اسی وجہ سے تو امام بخاریؒ نے کتاب تہجد میں ذکر کیا ہے۔

ولیس احد من الائمة المجتهدين والفقهاء الذين قائلا بما هو قائل به الالبانی ومتبوعه الصنعانی والمبارکفوری وهذا الحديث الذی يستدل به الالبانی على احدى عشرة ركعة ما وصل الى احد من المتقدمين لكنه وصل الى الصنعانی والمباركفوری والالبانی وهذا من عجائب الدين۔

قال الالبانی بعد ذكر المثال۔ الاختلاف فی عدد ركعات التراويح لا يدل على عدم ورود نص ثابت فيه لان الواقع ان النص وارد ثابت فيه فلا يجوز ان يرد النص بسبب الخلاف بل الواجب ان يزال الخلاف بالرجوع الى النص عملا بقول الله تبارك وتعالى (فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا فی انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما)

اور جس کا البانی قائل ہے اس کا ائمہ مجتہدین میں سے نہ ایک قائل ہے اور نہ کوئی ایک فقہائے دین میں سے اس قول کا قائل ہے سوا صنعانی اور مبارکپوری غیر مقلدین سے... اور جس حدیث سے البانی اور ان کے متبوعین گیارہ رکعات کے لئے استدلال کرتے ہیں یہ متقدمین میں سے کسی ایک کو نہیں پہنچی ہے لیکن صنعانی مبارکپوری اور البانی کو پہنچی ہے یہ تو دین کے اعاجیب سے ہے۔

البانی مثال بیان کرنے کے بعد کہتا ہے کہ عدد رکعات میں اختلاف اس پر دلالت نہیں کرتا کہ اس میں نص ثابت نہیں حقیقت یہ ہے کہ نص وارد اور ثابت ہے تو یہ جائز نہیں کہ اختلاف کی وجہ سے نص کو رد کیا جائے بلکہ واجب یہ ہے کہ خلاف کو بوجہ رجوع الی النص ختم کریں اور اس آیت پر عمل کریں (نہیں اے محمد تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر جو تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ سر بسر تسلیم کر لیں) اور

وقوله (فان تنازعتم فی شیٔ فردوه الی الله والرسول ان کنتم تؤمنون بالله و الیوم الاخر ذلك خیر و احسن تاویلا (صلوٰۃ التراویح ۲۸)

• اقول قوله - الاختلاف فی عدد رکعات التراویح لا یدل علی عدم ورود نص مردود علیه. لان الاختلاف فی عدد الرکعات فی القرن الاول دلیل علی عدم وجود نص فی التراویح والا لم یمکن للخلفاء الراشدین ان یصلوا التراویح عشرین رکعة مع انهم رأوا النبی صلی الله علیه وسلم بانه صلی لهم التراویح احدی عشرة رکعة کما هو یظن الالبانی...

یہ قول رلیس اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی اللہ اور روز آخرپہ ایمان رکھتے ہو یہی صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے ۔
صلوٰۃ التراویح ۲۸

• میں کہتا ہوں کہ یہ قول البانی کا کہ اختلاف عدد رکعات میں دلالت نہیں کرتا عدم ورود النص پہ یہ اس پر مردود ہے
اس لئے کہ اختلاف صدر اول میں عدد رکعات میں یہ دلیل اس بات پہ ہے کہ تراویح میں نص موجود نہیں ورنہ یہ تو ممکن نہیں کہ خلفائے راشدین بیس رکعات پڑھتے تھے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو کہ آپ گیارہ رکعات تراویح پڑھتے تھے جیسا کہ البانی کا گمان ہے

بل ما قال الالبانی انهم استوا الظن بالصحابة لان النص لو كان موجودا فی القرون المفضلة وانهم لم يردوا الخلاف برجوعهم الى سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم وما حكموا رسول الله صلى الله عليه وسلم فی رفع الاختلاف فانهم ليسوا بمؤمنين كاملين كما يعلم من الآيتين الكريمتين وهذه الجرأة العظيمة تليق بمثل الالبانی المجتهد الجديد ولا يمكن هذه الجرأة العظيمة لمن يخاف من رب العالمين ... ولما كان نص التراويح احدى عشرة ركعة موجودة فی الصدر الاول مع انهم ما عملوا بل احدثوا عشرين ركعة من انفسهم. فكيف قال النبی صلى الله عليه وسلم. عليكم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين المهديين .. اعوذ بالله من شر الحاسدين.

- قال الالبانی ... وقد يقول قائل اخر سلمنا انه ثبت النص ان النبی صلى الله عليه وسلم صلى التراويح احدى عشرة ركعة فقط وانه ثبت ضعف الخبر الذی فيه انه صلاها عشرين ولكن لا نرى مانعا من الزيادة عليها لان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم ينه عنه قلت الاصل فی العبادات انها لا تثبت الا بتوقيف من رسول الله صلى الله عليه وسلم وهذا الاصل متفق عليه بين العلماء ولا نتصور مسلما عالما يخالفه فيه رسالة الالبانی ۲۹

بلکہ جو البانی کہتا ہے یہ تو صحابہؓ پر بدگمان ہے کیونکہ جب قرون مفضلہ میں نص موجود تھی اور انہوں نے اپنے خلاف کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہ پھیر دیا۔ اور اپنے باہمی اختلاف میں آپ کو حاکم نہ بنایا تو یہ کامل مؤمنین نہ بن گئے جیسا کہ دونوں آیات سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ کتنی بڑی جرأت ہے جو البانی مجتہد جدید جیسے شخص کے لائق ہے اور اتنی بڑی جرأت وہ شخص نہیں کر سکتا جو رب العالمین سے خوف کرتا ہو اور جب صدر اول میں گیارہ رکعات تراویح کی نص صحابہ کے پاس موجود تھی اور انہوں نے اس پر عمل نہ کیا بلکہ بیس رکعات تراویح کی ایجاد کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے فرماتے ہیں کہ تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کی اتباع کرنا لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگتے ہیں حاسدوں کے حسد سے

- البانی کہتا ہے اگر کوئی کہے کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ نص موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ رکعات تراویح پڑھیں ہیں اور جس روایت میں بیس رکعات ہیں وہ ضعیف ہے لیکن ہم زیادت کو گیارہ رکعات پر منع نہیں کہتے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو منع نہیں فرمایا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اصل عبادات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے توقیف ہے اور یہ علماء کے درمیان متفق علیہ قانون ہے اور ہم کسی مسلمان عالم کا تصور بھی نہیں کرتے کہ وہ اس اصل میں مخالفت کرے گا۔ رسالہ البانی ۲۹

اقول ... العجب كل العجب على تجاهل الالباني وذلك من يقول بالتسليم بانه عليه الصلوٰة والسلام صلى التراويح احدى عشرة ركعة فقط فكيف يمكن لمسلم الا القول بجواز الزيادة عليها ونحن لا نسلم بانه ثبت التراويح احدى عشرة ركعة من النبي صلى الله عليه وسلم و لذا صرح شيخ الاسلام ابن تيمية وغيره من الائمة الاعلام بان النبي صلى الله عليه وسلم لم يوقت فى رمضان عددا معينا وقد صرحوا بان الخلفاء الراشدين المهديين صلوا التراويح عشرين ركعة ولا شك فيه ولا مرية بان العبادات توقيفية ولا تثبت الا بتوقيف من رسول الله صلى الله عليه وسلم ولما صلى الخلفاء الراشدون عشرين ركعة ولا يمكن ان نقول فى حقهم بانهم احدثوا التراويح العشرين من انفسهم كلا و حاشا لكن ليس معنا حديث صحيح بانه عليه الصلوٰة والسلام صلاها عشرين ركعة اما حديث ابن عباس ففيه تصريح بانه عليه الصلوٰة والسلام صلاها عشرين ركعة لكنه ضعيف والحديث الضعيف اذا كان معضدا بعمل الصحابة والتابعين فيصلح بالاحتجاج

میں کہتا ہوں کہ البانی کے تجاہل پر تعجب بر تعجب ہے اس لئے کہ جو شخص تسلیم کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقط گیارہ رکعات پڑھی ہیں تو مسلمان کو ممکن نہیں کہ وہ اس پر اپنی طرف سے زیادتی جائز سمجھیں اور ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف گیارہ رکعات تراویح پڑھی ہیں اسی وجہ سے تو شیخ الاسلام ابن تیمیہ وغیرہ بڑے بڑے علماء نے تصریحات فرمائی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں عدد معین موقت نہیں کیا اور اس پر تصریح کی ہے کہ خلفائے راشدین نے بیس رکعات تراویح پڑھی ہیں اور اس میں تو شک اور شبہ نہیں کہ عبادات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے توقیفی ہیں اور جب خلفائے راشدین نے بیس رکعات پڑھی ہیں تو یہ ممکن نہیں کہ ہم ان کے حق میں کہیں کہ انہوں نے بیس رکعات اپنی طرف سے ایجاد کیں ہیں۔ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ لیکن ہمارے پاس صحیح حدیث نہیں جس میں یہ ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس تراویح پڑھی ہیں اور ابن عباسؓ کی روایت چونکہ ضعیف ہے اگرچہ اس میں بیس تراویح کی تصریح موجود ہے لیکن جب حدیث ضعیف بھی ہو تو صحابہؓ اور تابعین کے عمل سے مؤید ہو تو اس سے احتجاج صحیح ہے

لكن ومع هذا ما ذكرناه في الاستدلال بل اثبتنا التراويح العشرين من الخلفاء الراشدين بالاسانيد الصحيحة وقد قال عليه الصلوٰة والسلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين

لیکن اس کے باوجود ہم نے استدلال اس سے نہیں کیا بلکہ بیس تراویح کو ہم نے خلفائے راشدین کی سنتوں سے صحیح سندوں سے ثابت کیں ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

تم پر میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کی اتباع لازم ہے

فالعمل بسنتهم عمل بقول النبي صلى الله عليه وسلم ونحن نقول باليقين بانهم ما احدثوا من انفسهم لكن معهم ثبوت من النبي صلى الله عليه وسلم ولا مجال لاحد ان يقول فى حق الخلفاء الراشدين بانهم احدثوا من انفسهم نثبت المطلوب بان التراويح العشرين سنة من سنن الخلفاء الراشدين فما تفوه بكونها بدعة سوى شرذمة قليلة لا اعتبار لها ونحن لا نستدل من النصوص المطلقة بل الالبانى يستدل من النصوص المطلقة فالاعتراض يرد عليه ولا يرد علينا.

قال الالبانى السبب الحقيقى فى اختلاف العلماء فى عدد ركعات التراويح فان قيل سلمت بفساد هذه الشبهات كلها وسلامة النص اى معارض فما هو السبب الذى جعل العلماء يختلفون فى عدد ركعات التراويح فنقول الذى يبدو لنا فى ذلك امران لا ثالث لهما الاول وهو الاقوى

تو ان کی سنتوں پر عمل کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پر عمل کرنا ہے اور ہم یقین سے کہتے ہیں کہ ان کے پاس ضرور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثبوت تھی اور اپنی طرف سے ایجاد نہیں کی ہے تو کسی کا مجال نہیں کہ خلفاء راشدین کے بارے میں یہ گمان کریں کہ انہوں نے خود بیس رکعات ایجاد کرلیں ہیں تو ہمارا دعویٰ ثابت ہوگیا کہ بیس تراویح خلفائے راشدین کی سنت ہیں اور اس کے بدعت ہونے پر تلفظ کسی نے نہیں کیا ہے سوا ان تھوڑی جماعت (غیر مقلدین) سے جس کا کوئی اعتبار نہیں اور ہم نصوص مطلقہ سے استدلال نہیں کرتے بلکہ البانی نصوص مطلقہ سے استدلال کرتا ہے تو اعتراض اس پر وارد ہوتا ہے، ہم پر نہیں۔

البانی کہتا ہے کہ عدد رکعات میں اختلاف کا سبب حقیقی.... اگر کوئی کہے کہ ہم کو تمام شبہات فاسد معلوم ہوگئے اور نص کا کوئی معارض نہیں تو وہ سبب کیا ہے کہ علماء عدد رکعات میں اختلاف کرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ ہم کو جو سبب معلوم ہوتا ہے وہ دو امر ہیں ان کا تیسرا نہیں۔ امر اول یہ ہے زیادہ قوی تر اور

واکثرہ عدم الاطلاع علی ہذا النص الوارد فی العدد فہو معذور فی عدم العمل بہ
ثانی انہم فہموا النص فہما لا یلزمہم الوقوف عندہ وعدم الزیادۃ علیہ لوجہ
من وجوہ التاویل التی قد تعرض لبعض العلماء ۔ رسالۃ صلوۃ التراویح ۳۴

زیادہ ہے وہ اس نص پر عدم اطلاع ہے کہ ان کو یہ نص معلوم نہیں
جس میں گیارہ رکعات تراویح وارد ہیں تو یہ لوگ عمل نہ کرنے میں
معذور ہیں ۔
دوم انہوں نے اس نص کا ایسا مفہوم سمجھا کہ ان کے نزدیک اس پر وقوف
لازم نہیں اور عدم زیادت کو کسی تاویل کی بنا پر ہوگی جو بعض علماء کو پیش
ہوتا ہے ۔
صلوۃ التراویح ۳۴

اقول قوله باطل [illegible] لان هذه المسئلة قد ذكرها الائمة الاعلام ولذا ذكروه في كتبهم لكن الالباني يدعي بانه وصل اليه والى متبوعيه نما وصل الى احد ائمة من المجتهدين ولا المحدثين ولا الفقهاء المذاهب الاربعة فهذا مردود عليه ۔

اما ثانيا فانه فهم من هذا الحديث احدى عشرة ركعة من التراويح وما وصل الى هذا الاجتهاد احد من الائمة الاعلام فهم معذورون لعدم فهمهم هذا المعنى واما الالباني فقد وصل الى حقيقة مفهوم الحديث (انا لله وانا اليه راجعون)

میں کہتا ہوں کہ اس کا یہ قول چند وجوہ سے باطل اور مردود ہے اول اس لئے کہ یہی روایت بڑے بڑے علماء نے کتابوں میں ذکر کی ہے لیکن البانی دعوی کرتا ہے کہ یہ حدیث صرف اس کو اور اس کے متبوعین کو پہنچی ہے اور کسی ایک امام کو ائمہ مجتہدین اور محدثین اور چاروں مذاہب کے فقہاء کو نہیں پہنچی ہے، تو یہ اس پر مردود ہے

دوم اس حدیث سے گیارہ رکعات تراویح کا معنی صرف البانی نے سمجھا ہے اور اس معنی کو کوئی مجتہد نہیں پہنچا ہے، تو یہ حضرات عدم سمجھنے کی وجہ سے معذور ہیں اور البانی نے اس معنی کو (انا للہ وانا الیہ راجعون)

اما ثالثاً فانا قد ذکرنا مفصلاً بان النص لیس موجودا من رسول الله صلی الله علیه وسلم بانه صلی التراویح احدی عشرة رکعة لکن الالبانی یکرر لفظ النص لعله لا یعرف معنی النص والا لا یمکن ان یتفوه بهذا لان النص یقال لما سیق له الکلام کما قال الامام الفقیه الاصولی السرخسی المتوفی سنه ۴۹۰ھ فی بیان قول الله سبحانه (احل الله البیع وحرم الربوا) بانه ظاهر فی اطلاق البیع نص فی الفرق بین البیع والربوا بمعنی الحل والحرمة لان السیاق کان لاجله لانها نزلت ردا علی الکفرة فی دعواهم المساوات بین البیع والربو کما قال الله تعالی ذلک بانهم قالوا انما البیع مثل الربو [1]

[1] اصول السرخسی ۱/۱۶۴

سوم پہلے مفصل گذر چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نص موجود نہیں کہ آپ نے گیارہ رکعات تراویح پڑھی ہیں لیکن البانی یہ لفظ بار بار ذکر کرتا ہے شاید یہ نص کا معنی نہیں سمجھتا ورنہ اس کا تلفظ نہ کرتا اس لئے کہ نص اس کو کہتے ہیں جس کے لئے کلام چلایا گیا ہو جیسا کہ فقیہ اصولی علامہ سرخسی متوفی سنہ ۴۹۰ھ فرماتے ہیں (احل اللہ البیع وحرم الربو) اللہ تعالی نے بیع حلال کیا ہے اور سود حرام کہ یہ آیت مطلق بیع میں ظاہر ہے اور بیع اور سود میں فرق کرنے میں نص ہے کہ بیع حلال ہے اور سود حرام کیونکہ کلام تفرقہ کے لئے چلایا گیا ہے
اس لئے کہ یہ آیت کریمہ کافروں کے دعوی کی تردید میں نازل ہوئی ہے کہ وہ لوگ ان دونوں کے درمیان مساوات سمجھتے تھے جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے (کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ بیع سود جیسی ہے۔ جیسا کہ اصول السرخسی ۱/۱۶۴ میں ہے۔

• قال الامام الفقیہ علاء الدین السمرقندی المتوفی ۵۳۹ھ قولہ تعالیٰ واحل اللہ البیع وحرم الربٰو فی الکلام سیق لبیان التفرقۃ بین البیع والربٰو لا لحلول البیع وتحریم الربٰو فان الکفار دعوا لمماثلۃ بینھما کما اخبرہ تعالیٰ عنھم بقولہ تعالیٰ (ذلک بانھم قالوا انما البیع مثل الربٰو احل اللہ البیع وحرم الربٰو) ای فرق بینھما وفصل فتکون ھذہ الآیۃ ظاھرا من حیث انہ ظھر بھا احلول البیع وتحریم الربٰو بسماع الصیغۃ من غیر قرینۃ ونصا من حیث بھا التفرقۃ بینھما بقرینۃ صدر الآیۃ من دعوی المماثلۃ من الکفرۃ بینھما [1]

[1] میزان الاصول فی نتائج العقول ۳۵۰

• اور امام فقیہ علاء الدین سمرقندی متوفی ۵۳۹ھ فرماتے ہیں کہ یہ قول اللہ تعالیٰ کا (احل اللہ البیع و حرم الربٰو) یہ کلام فرق بیان کرنے کے لئے چلایا گیا ہے کہ بیع اور سود میں فرق ہے اور یہ اس لئے نہیں چلایا گیا کہ بیع کی حلت اور سود کی حرمت ثابت کرتا ہے کیونکہ کفار ان کے درمیان مساوات کے دعوی کرتے تھے جیساکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (کہ یہ کہتے تھے کہ بیع مثل سود ہے اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام) تو ان کے درمیان فرق بتایا تو یہ آیت اس بات میں ظاہر کہ بیع حلال ہے اور سود حرام اور یہ نفس صیغہ سے معلوم ہوتا ہے قرینہ کی ضرورت نہیں اور یہ نص ہے تفرقہ میں کہ ان کے درمیان مساوات نہیں بلکہ فرق ہے۔ جیساکہ میزان الاصول ۳۵۰ میں ہے۔

قال الامام فخر الاسلام المتوفی ۴۸۲ھ ۔ احل اللہ البیع وحرم الربٰو) فانہ ظاھر للتحلیل والتحریم نص للفصل بین البیع والربٰو لانہ سیق الکلام لاجلہ[1]
وقال الامام علاء الدین عبد العزیز بن احمد البخاری المتوفی ۷۳۰ھ ،
احل اللہ البیع وحرم الربٰو نص فی التفرقۃ بین البیع والربٰو[2]

---

[1] اصول فخر الاسلام ۱/۲۴۷ [2] کشف الاسرار عن اصول فخر الاسلام ۱/۴۷

فخر الاسلام متوفی ۴۸۲ھ فرماتے ہیں (اللہ تعالیٰ نے بیع حلال کیا ہے اور سود حرام) تحلیل بیع اور تحریم سود میں ظاہر ہے اور بیع اور ربٰو میں فرق کرنے میں نص ہے کیونکہ اس تفرقہ کیلئے کلام چلایا گیا ہے جیسا کہ اصول فخر الاسلام ۱/۴۷ میں ہے ۔
علامہ علاء الدین عبد العزیز بن احمد بخاری متوفی ۷۳۰ھ فرماتے ہیں (احل اللہ البیع وحرم الربٰو) یہ بیع اور سود کے درمیان فرق کرنے میں نص ہے جیسا کہ کشف الاسرار ۱/۴۷ میں ہے ۔

فعلى هذا معنى النص في هذا المقام بانه هل كان النبي صلى الله عليه وسلم هل صلى التراويح احدى عشرة ركعة او زاد عليها فلذا سئل ابو سلمة عن عائشة رضي الله عنها كيف كانت صلوة تراويح رسول الله صلى الله عليه وسلم في شهر رمضان هل هو يصلي احدى عشرة ركعة او عشرين ركعة او ست وثلاثين ركعة فاجابت عائشة رضي الله عنها بانه عليه الصلوة والسلام ما كان يزيد التراويح في رمضان ولا في غيره على احدى عشرة ركعة ففي هذا المقام يقال له نص الله سبق الكلام لاجل بيان عدم زيادة التراويح على احدى عشرة ركعة وهذا بهتان عظيم فلا يمكن للالباني ان يستعمل ههنا لفظ النص والا يلزم الافتراء وكذلك يلزم التعارض بين الاحاديث الصحيحة التي فيها ثلاث عشرة ركعة فتدبر

- قال الالباني موقفنا مع المخالفين لنا في هذه المسئلة وغيرها اذا عرفت ذلك فلا يتوهمن احد اننا اخترنا الاقتصار على السنة في عدد التراويح وعدم جواز الزيادة عليها انا نضلل او نبدع من لا يرى ذلك من العلماء السابقين واللاحقين كما قد ظن ذلك بعض الناس واتخذوا حجة للطعن علينا توهما منهم انه يلزم من قولنا بان الامر الفلاني

تو اس تفصیل کے مطابق نص کا معنی یہ ہوگا کہ کوئی یہ گمان کرتا ہوگا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ تراویح پڑھی ہیں یا اس پر زیادت کی ہے تو ابو سلمہؓ نے عائشہؓ سے پوچھا کہ تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ماہِ رمضان میں کیسی تھیں کیا وہ گیارہ رکعات پڑھتے یا بیس رکعات یا چھتیس رکعات تو عائشہؓ نے جواب دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان اور غیر رمضان گیارہ رکعات تراویح سے زیادہ نہیں پڑھیں اور یہ تو بڑا بہتان ہے۔
تو البانی کو ممکن نہیں کہ یہاں نص کا لفظ استعمال کریں ورنہ لازم آجائے گا افترا..... اور اسی طرح گیارہ رکعات اور تیرہ رکعات کی احادیث میں تعارض آجائے گا۔ تجربہ کر۔

- البانی کہتا ہے کہ ہمارا موقف اس مسئلہ اور دیگر مسائل میں مخالفین سے جب تو نے پہچانا تو کوئی یہ توہم نہ کریں کہ ہم عدد رکعات میں سنت پر اقتصار کرتے ہیں اور زیادہ کو جائز نہیں سمجھتے تو علماء سابقین اور لاحقین کو ہم مبتدعین اور گمراہ سمجھتے ہیں جیسا کہ بعض لوگوں نے گمان کیا ہے اور ہم کو مورد طعن بنایا ہے اور یہ توہم کرتے ہیں کہ ہم جب کہتے ہیں کہ فلاں کام جائز نہیں اور بدعت ہے تو اس سے یہ لازم آتا ہے

ل ویجوز او انہ بدعۃ ان کل من قال بجوازہ واستحبابہ فہو ضال مبتدع کلا فانہ وہم باطل وجہل بالغ لان البدعۃ التی یذم صاحبہا وتحمل علیہ الاحادیث الزاجرۃ عن البدعۃ انما ہی طریقۃ فی الدین مخترعۃ تضاہی الشریعۃ یقصد بالسلوک علیہا المبالغۃ فی التعبد للہ سبحانہ فمن ابتدع بدعۃ یقصد بہا المبالغۃ فی التعبد وہو یعلم انہ لیس من الشرع فہو الذی تنصب علیہ تلک الاحادیث واما من وقع فیہما دون ان یعلم بہا او لم یقصد بہا المبالغۃ فی التعبد فلا تشملہ تلک الاحادیث مطلقا ولا تعنیہ البتۃ وانما تعنی اولئک المبتدعۃ الذی[1] یقفون فی طریقۃ انتشار السنۃ ویستحسنون کل بدعۃ بدون علم ولا ہدی ولا کتاب منیر بل ولا تقلیدا لاہل العلم وا لاکبر بل اتباعا للہوی وارضاء للعوام (رسالۃ الالبانی ۳۶)

---

[1] ینبغی الذین ۔ تفکر (یہاں الذی کی بجائے الذین صیغہ جمع چاہیئے)

کہ جو اس کے جواز اور استحباب کا قائل ہو وہ گمراہ اور مبتدع ہے یہ ہرگز نہیں بلکہ یہ وہم باطل اور نہایت جہالت ہے کیونکہ وہ بدعت جس کا کرنے والا قابل مذمت ہے اور احادیث زجر کی ناظر چسپاں ہوتی ہیں تو وہ یہ وہی طریقہ محدثہ دین میں ہے جو شریعت کے مقابل ہو اور کرنے والے کا مقصد عبادات میں مبالغہ کرنا ہو اللہ تعالیٰ کے لئے اور جو شخص ایسی بدعت کرے جو شریعت سے نہ ہو اور اس کا مقصود عبادات میں مبالغہ ہو تو اس پر یہ حدیثیں زجر کی چسپاں ہوتی ہیں اور جو اس بدعت میں واقع ہو جائے ناعلمی کی وجہ سے اور عبادات میں مبالغہ اس کا مقصود نہ ہو تو اس پر یہ احادیث چسپاں نہیں ہو سکتیں اور نہ یہ لوگ مقصود ہیں بلکہ اس سے وہ مبتدعین مراد ہیں جو سنت کی اشاعت کے لئے رکاوٹ بنتے ہوں اور بغیر علم اور ہدایت اور روشن کتاب کی ہر بدعت کو مستحسن سمجھتے ہیں بلکہ اہل العلم کی تقلید بھی نہ کرنا ہو صرف خواہش کے تابع ہو اور عوام کو راضی کرنا ہو (رسالہ البانی ۳۶)

اقول قوله واعتذاره باطل مردود بوجوه

اما اولا فانه اقر بان عدد التراويح عشرين ركعة بدعة ضلالة وكل من يفعل البدعة الضلالة فهو يسمى بمبتدع ضال لان قيام المبدأ بالشئ علة لحمل المشتق عليه فينتج منه بان من يصلى التراويح عشرين ركعة فهو مبتدع ضال ... فقوله فلا يتوهمن احد اننا نضلل او نبدع مردود عليه لانه لما يقول بان التراويح احدى عشرة ركعة سنة .

میں کہتا ہوں کہ البانی کا عذر اور قول چند وجوہ سے باطل اور مردود ہے اول اس لئے کہ اس نے تصریح کی ہے کہ بیس رکعات تراویح بدعت اور گمراہی ہے اور جو گمراہی اور بدعت کرتا ہو تو اس کو مبتدع کہتے ہیں کیونکہ مصدر جس کے ساتھ قائم ہو تو مشتق اس پر محمول ہوتا ہے تو اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ جو بیس رکعات تراویح پڑھتا ہو تو وہ مبتدع اور گمراہ ہیں تو البانی کا قول کہ یہ وہم نہ کریں اس پر مردود ہے اور باطل ہے اس لئے کہ اس نے تصریح کی ہے کہ گیارہ رکعات تراویح سنت ہیں ۔

والزائد علیها بدعة ضلالة فهل هذا وهم او توهم او هذه نتيجة كلامه فتدبر

واما ثانیا فانه یقول لان البدعة التی یلام صاحبها وتحمل علیه الاحادیث الزاجرة عن البدعة انما هی طریقة فی الدین مخترعة تضاهی الشریعة یقصد بسلوك علیها المبالغة فی التعبد ولا شك فیه ولا مریة بانه من یصلی التراویح عشرین رکعة ولیس مقصودهم الا المبالغة فی التعبد وهی تضاهی الشریعة النبویة عند الالبانی لان التراویح العشرین عنده بدعة ضلالة فینتج منه بانه یضلل من یصلی التراویح العشرین والاحادیث الزاجرة عن البدعة تحمل علیهم عند الالبانی فکیف ینکر ویقول هذا وهم باطل وجهل بالغ بل جهله جهل بالغ بانه لا یدری ویکتب ما یشتهی ثم ینکرو یعتذر واعتذاره اسوأ من کلامه فتدبر

اور اس پر زیادت بدعت ہے تو یہ وہم اور توہم ہے یا یہ اس کے کلام کا نتیجہ ہے، تجزیہ کر۔
دوم یہ کہتا ہے کہ جس بدعت کا کرنے والا قابل مذمت ہے اور جس پر احادیث زاجرہ چسپاں ہوتی ہیں تو وہ اس بدعت کا کرنے والا ہے جو شریعت کا مخالف اور مقصود اس کا عبادات میں مبالغہ ہو اور اس میں شک وشبہ نہیں کہ جو بیس رکعات تراویح پڑھتے ہیں تو ان کا مقصود عبادات میں مبالغہ ہے اور البانی کے نزدیک شریعت کا مخالف ہے کیونکہ بیس تراویح اس کے نزدیک گمراہی ہے تو اس سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ بیس تراویح والوں کو گمراہ سمجھتا ہے اور البانی کے نزدیک احادیث زاجرہ ان پر چسپاں ہیں تو کیا یہ وہم باطل اور نہایت جہالت ہے بلکہ اس کی جہالت انتہا کو پہنچ چکی ہے کہ یہ جانتا نہیں ہے جو دل چاہتا ہے لکھتا ہے اور پھر اعتذار بھی پیش کرتا ہے جو اس کے کلام سے بھی برا اعتذار ہے لہذا فکر کر۔

واما ثالثا فانه يقول فمن ابتدع بدعة يقصد بها المبالغة في التعبد وهو يعلم انها ليست من الشرع فهو الذي تنصب عليه تلك الاحاديث.. وهذا من عجائب تحقيقاته بانه لا يدري بان كل مبتدع يبتدع بدعة يقصد بها المبالغة في التعبد ومع هذا وهو يعلم بانها ليست من الشرع فكيف يعدها من العبادات ثم يريد بها الثواب في القيامة هذا مثل العنقاء كما لا يخفى على العلماء

سوم یہ کہتا ہے کہ جو بدعت ایجاد کریں اور مقصود اس کا عبادات میں مبالغہ ہو اور جانتا بھی ہو کہ یہ شریعت سے نہیں تو اس پر احادیث زاجرہ چسپاں ہیں تو یہ البانی کی تحقیقات عجیبہ سے ہیں کہ اس کو یہ بھی پتہ نہیں کہ جو مبتدع بدعت کی ایجاد کرے اور عبادات میں مبالغہ اس کا مقصود ہو لہذا اس کے باوجود وہ جانتا ہو کہ یہ شریعت سے نہیں تو یہ عبادات سے کس طرح سمجھتا ہے تو قیامت میں ثواب کا ارادہ کیسے رکھتا ہے یہ تو عنقاء کی طرح ہے جیسا کہ علماء پر پوشیدہ نہیں۔

اما رابعًا فان تعریفہ للبدعۃ دلیل علی جھلہ لان البدعۃ عندہ عبارۃ عن طریقۃ مخترعۃ فی الدین یقصد بالسلوک علیھا المبالغۃ فی التعبد وھو یعلم انھا لیست من الشرع

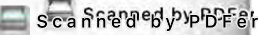
مع ان البدعۃ عبارۃ عن طریقۃ محدثۃ فی الدین مالم تکن فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولیس لھا ثبوت عن الصحابۃ رضی اللہ عنھم کما قال الحافظ ابن کثیرؒ۔ واما اھل السنۃ والجماعۃ فیقولون فی کل قول وفعل لم یثبت عن الصحابۃ رضی اللہ عنھم ھو بدعۃ لانہ لو کان خیرا لسبقونا الیہ لانھم لم یترکوا خصلۃ من خصال الخیر الا وقد بادروا الیہ [1]

---

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۴/ ۱۵٦ طالع ۱/ ۱٦۱

چہارم : اس نے جو بدعت کی تعریف کی ہے یہ اس کی جہالت کی دلیل ہے کیونکہ بدعت اس کے نزدیک اس طریقہ محدثہ فی الدین سے عبارت ہے جو کرنے والے کا مقصد اس سے عبادات میں مبالغہ ہو اور اس کو پتہ ہو کہ یہ شریعت سے نہیں حالانکہ بدعت اس طریقہ محدثہ فی الدین سے عبارت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ ہوا اور جس کا ثبوت صحابہ رضی اللہ عنہم سے نہ ہو جیسا کہ حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اہل السنۃ والجماعۃ بدعت اس قول و فعل کو کہتے ہیں جس کا ثبوت صحابہ رضی اللہ عنہم سے نہ ہو کیونکہ اگر بھلائی کا کام ہوتا تو لازم صحابہؓ کر لیتے اس لیے کہ انہوں نے کوئی نیک کام نہیں چھوڑا ہے بلکہ اس کی طرف سبقت کی ہے جیسا کہ تفسیر ابن کثیر ج ۴/ ۱۵٦ اور ۱/ ۱٦۱ میں مطالعہ کریں۔





- وقال الامام النووی: البدعة فی الشرع احداث مالم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔[1]
- وقال شیخ الاسلام ابن تیمیۃ: کل من قال قولا بلا دلیل شرعی فانہ یبتدع الی البدعۃ ۔[2]

---

[1] تہذیب الاسماء واللغات ۳/۲۲ [2] بیان موافقۃ صریح المعقول لصحیح المنقول ۱/۱۴۶ علی حاشیۃ منہاج السنۃ النبویہ
- طالع مجموعۃ الرسائل الکبری ۱/۲۴۷ الرسالۃ الخامسۃ

- امام نووی فرماتے ہیں کہ بدعت شریعت میں ایسی چیز کی ایجاد کو کہتے ہیں جس کا وجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ ہو جیسا کہ تہذیب الاسماء واللغات ۳/۲۲ میں ہے ۔
- اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ
ہر قول اور فعل بدون دلیل شرعی مفضی الی البدعۃ ہے ۔
بیان موافقۃ صریح المعقول ۱/۱۴۶ بر حاشیہ منہاج السنۃ النبویہ
- مجموعہ رسائل کبری ۱/۲۴۷ رسالہ پنجم مطالعہ کریں ۔

• وقال الامام القسطلانی البدعۃ فی الشرع احداث ما لم یکن فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [1]

• قال المفسر ابن جریر سمی المبتدع فی الدین مبتدعا لاحداثہ فیہ ما لم یسبق الیہ غیرہ [2]

وقد صرح کثیر من العلماء الکرام بان البدعۃ عبارۃ عن کل قول وفعل فی الدین ما لم یکن لہ ثبوت من النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولا من الخلفاء الراشدین ولا من الصحابۃ رضی اللہ عنہم فیسمی بالبدعۃ ویسمی فاعلہا بمبتدع وقد مر ذکرہ طالع الحاشیۃ [3]

---

[1] ارشاد الساری ۱۰/۳۰۲ • [2] جامع البیان ۱/٤٠٤

• التفسیر الکبیر ۲/۲ • الجامع لاحکام القرآن ۲/۸٦ • تفسیر النسفی ۱/۷۱

• محاسن التاویل ۲/۲۲٤ • تلبیس ابلیس ۱٦ • فتح الباری ۱۳/۲۷۸

• المجموع شرح المہذب ۸/۲۷۵ • روح البیان ۱/۲۱٤ • جمہرۃ اللغۃ ۱/۲٤۵

• لسان العرب ۸/٦ • مختار الصحاح ٤٤ • المعجم الوسیط ٤۳ • الرائد معجم لغوی ۲۱۰ • المنجد الجدید ۲۹ • کشف الظنون ۱/۳۲۱

• طالع التفصیل فی تالیفی رفع الملام ومسرۃ العیلین

امام قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ بدعت شریعت میں ایسی چیز کا ایجاد کرنا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ ہو جیسا کہ ارشاد الساری ۱۰/۳۰۲ میں ہے۔

مفسر ابن جریرؒ فرماتے ہیں کہ دین میں ایجاد کرنے والے کو مبتدع اس لئے کہتے ہیں کہ اس نے دین میں ایسی چیز ایجاد کی ہے کہ کسی نے نہیں کیا ہے جیسا کہ جامع البیان ۱/٤۰٤ میں ہے۔

کئی علمائے کرام نے تصریحات فرمائی ہیں کہ بدعت ایسے قول اور فعل سے عبارت ہے جو دین میں ایجاد کیا جائے جس کا ثبوت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے نہ ہو تو اسے بدعت کہتے ہیں اور کرنے والے کو مبتدع کہتے ہیں اور اس کا ذکر پہلے بھی ہے۔

نوٹ: مندرجہ بالا حوالجات میں تفصیل مطالعہ کریں۔
دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

لكن الالباني يقول في تعريف المبتدعة بانما ... يعلم انها ليست من الشرع

ولا يدري الالباني بانه اذا كان فاعلها يعلم بانها ليست من الشرع فكيف

يفعلها و يعدها من التعبدات وهذا من مخترعات الالباني فتدبر

اما خامسا ... فانه يقول فانما نعني اولئك المبتدعة الذين يقفون في طريق

انتشار السنة و يستحسنون كل بدعة بدون علم ولا هدى ولا كتاب منير

ولا تقليد لاهل العلم والذكر بل اتباعا للهوى ... وحاشا ان يكون من هؤلاء

احد من العلماء المعروفين بعلمهم -

ولا سيما الائمة الاربعة المجتهدين رضي الله عنهم

اقول . لا شك فيه ولا مرية بان من يصلي التراويح عشرين ركعة سواء

كان التحسين لاجل الادلة او التحسين لها

لیکن البانی بدعت کی تعریف کہتا ہے کہ مبتدع جانتا ہو کہ یہ شریعت سے نہیں اور البانی کو

یہ پتہ نہیں کہ جب وہ جانتا ہو کہ یہ شریعت سے نہیں تو پھر اس کو کرتا ہے کیوں اور عبادات سے

کیوں سمجھتا ہے یہ البانی کے مخترعات ہیں فکر کر۔

پنجم یہ کہتا ہے کہ اس سے ہماری مراد وہ مبتدعین ہیں جو اشاعۃ السنۃ کے لئے رکاوٹ ہوں اور ہر

بدعت کو مستحسن سمجھتے ہوں بغیر ہدایت و علم اور روشن کتاب اور نہ یہ اہل علم کا مقلد ہو بلکہ تابع خواہشات

ہوں اور ہرگز ان میں سے معروف بالعلم نہیں ہو سکتے اور نہ ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم

میں کہتا ہوں کہ اس میں شک و شبہ نہیں کہ جو بیس رکعات تراویح پڑھتے ہیں خواہ تراویح کو مستحب از روئے دلائل

لا جل تقليد الائمة المجتهدين فلا تسمى التراويح بالبدعة عند الالباني. فلا حاجة الى كتابة هذه الرسالة ولانها مشتملة على رد البدعة التى ليس لها وجود فى الخارج لان من يصلى التراويح عشرين ركعة اما تابع للادلة الصحيحة او تقليدا للائمة المجتهدين فلا تسمى التراويح العشرين بالبدعة على التقديرين فلا وجود للبدعة التى يرد مفقود العينين - فكتابة هذه الرسالة هذيان كما لا يخفى الا على العميان.

فلا تغتر باقوال الحسود لانهم يكتبون مايشتهون فما ربحت تجارتهم وما كانوا مهتدين.

سمجھتے ہیں یا ازروئے تقلید ائمہ مجتہدین تو البانی کے نزدیک یہ بدعت نہیں ہوگی تو پھر رسالہ لکھنے کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ یہ رسالہ ایسی بدعت کی تردید کرتا ہے جس کا وجود خارج میں نہ ہو کیونکہ جو بیس تراویح پڑھتے یا دلائل کا تابع ہوتا ہے یا ائمہ مجتہدین کا تو بیس تراویح دونوں صورتوں میں بدعت سے مسمی نہیں ہوسکتی تو جس بدعت کی تعریف مفقود العینین کرتا ہے اس کے لئے وجود بھی نہیں تو ایسے رسالہ لکھنا کھلونا ہے جیساکہ پوشیدہ نہیں مگر ان پر جو اندھے ہوں.
دھوکہ نہ ہو حاسدین کے اقوال پر کیونکہ یہ لکھتے ہیں جو چاہتے ہیں اور ان کی تجارت کامیاب نہیں اور نہ وہ ہدایت پانے والے.

• (٦) اما سادسا فان من يصلى التراويح عشرين ركعة قائما وان يتحسنوها لاجل الادلة او تقليدا للائمة المجتهدين لكنه مخالف عن هدى النبى صلى الله عليه وسلم عند الالبانى لانه يقول انتصاره صلى الله عليه وسلم على الاحدى عشرة ركعة دليل على عدم جواز الزيادة عليها (ويقول) صلوة التراويح لا يجوز الزيادة فيها على العدد المسنون (صلوة التراويح ٢٢)

واذا كانت الزيادة على احدى عشرة ركعة مثل الزيادة على السنن الرواتب كما فى (٢٢)

وهى مخالفة عن هدى النبى صلى الله عليه وسلم فلابد ان تكون هذه التراويح بدعة ضلالة سواء كان من يصليها لاجل الادلة عنده او تقليدا للائمة فكيف يقر الالبانى بجواز التراويح العشرين تارة ويكونها بدعة ضلالة تارة وهذا من اعاجيب تحقیقات الالبانی -

---

• ششم - تو جو بیس رکعات تراویح پڑھتے ہیں تو یہ ان کو اگرچہ دلائل کی وجہ سے یا تقلید ائمہ مجتہدین کی وجہ سے مستحب سمجھتے ہیں لیکن البانی کے نزدیک تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کے خلاف ہیں کیونکہ یہ تو کہتا ہے کہ گیارہ رکعات تراویح پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اکتفاء دلیل ہے اس بات کی کہ اُس سے زیادہ جائز نہیں (۲۲)

• اور کہتا ہے کہ گیارہ پر زیادہ کرنا ایسا ہے جیسا کہ سنن مؤکدہ پر زیادت کریں (رسالہ البانی ۲۲) اور یہ بیس تراویح جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کے مخالف ہیں تو خواہ مخواہ یہ بدعت اور گمراہی ہوگی - خواہ از رُوئے دلیل پڑھیں یا از روئے تقلید ائمہ مجتہدین تو البانی کس طرح کبھی بیس تراویح کے جواز پر اقرار کرتا ہے اور کبھی اس کو بدعت کہتا ہے یہ البانی کی عجیب تحقیقات میں -

...ما سابعًا فانه يقول مهما قيل فى جواز الزيادة او عدمها فما اظن ان مسلما ...يتوقف بعد ما سلف بيانه عن القول بان العدد الذى ورد عنه صلى الله عليه ...وسلم افضل من الزيادة عليه لصريح قوله عليه الصلوٰة والسلام خير هدى هدى ...محمد صلى الله عليه وسلم رواه مسلم فما الذى يمنع المسلمين ان يأخذوا ...بهذا الهدى المحمدى ويدعوا ما زاد عليه (صلوٰة التراويح ۳۹)

...البانی کہتا ہے جیسا بھی جواز اور عدم جواز میں کہا جاتا ہے میں گمان نہیں کرتا ...سابق بیان کے بعد بھی مسلمان اس پر واقف نہ ہو کہ جو نبی صلی اللہ علیہ ...سے وارد ہے تو وہ زیادت کرنے سے بہتر ہے ...کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تصریح موجود ہے کہ بہترین ھدی نبی صلی اللہ علیہ ...کا ھدی ہے رواہ مسلم تو اس شخص کو کیا ہے کہ مسلمانوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ...روکتا ہے اور اس پر زیادت کرتا ہے (رسالہ البانی ۳۹)

ولما كانت التراويح عشرين ركعة مخالفة عن هدى رسول الله صلى الله عليه وسلم فلا بد ان تكون بدعة ضلالة كما صرح بها فى رسالة (۸۰) فكيف ينكر ههنا ويقول انا ونريد الا المبتدعين الذين يحسنون البدعة بدون علم ولا تقليد لا هل العلم - فمن يصلى التراويح عشرين ركعة اما يصلون لاجل الادلة او لاجل تقليد الائمة المجتهدين فلا يصدق عليهما اطلاق البدعة والضلالة فما قال الالبانى بحوالة صاحب السلام ان عدد العشرين فى التراويح بدعة (صلوة التراويح ۸۰) فهو قول باطل مردود لاجل هذا القول الذى ذكر فى (۳۶) ثـولـثـو واشـدرب

آماثامنا فانه لا يدرى بان عدد الاكثر ينافى الاقل فمن يصلى التراويح العشرين فهم لا يمنعون المسلمين عن احدى عشرة ركعة لان من يصلى العشرين فهو يصلى احدى عشرة ركعة بلا شك وارتياب فاعتراضه مردود عند اولى الالباب تدرب

توجب بیس تراویح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کے خلاف ہیں تو لازم ہے کہ بدعت ہوں گی۔ جیسا کہ البانی نے خود تصریح کی تو یہاں کیوں انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہماری مراد وہ مبتدعین ہیں جو بدعت کو مستحسن بغیر دلیل اور بغیر تقلید سمجھتے ہوں گے تو جب بیس تراویح پڑھتے ہیں خواہ دلائل کی وجہ سے یا تقلید ائمہ مجتہدین کی وجہ سے تو اس پر البانی کے نزدیک بدعت اور گمراہی کا اطلاق نہیں ہو سکتا تو جو البانی بحوالہ سبل السلام کہتا ہے کہ بیس تراویح بدعت ہیں (رسالہ ۸۰) تو یہ قول باطل اور مردود ہے اس قول البانی کی وجہ سے جو رسالہ ۳ میں ذکر کیا ہے۔ تکرار تجربہ کر۔

ہشتم۔ البانی کو یہ پتہ نہیں کہ عدد اکثر عدد اقل کا منافی نہیں تو جو بیس رکعات پڑھتے ہیں یہ لوگوں کو گیارہ رکعات سے نہیں روکتے کیونکہ جو بیس رکعات پڑھتے ہیں تو وہ گیارہ رکعات بلا شک و شبہ پڑھتے ہیں۔

تو اس کا اعتراض عقل والوں کے نزدیک مردود ہے، تجربہ کر۔

قال الالبانی ... (ركعة) واما امر عمر رضی الله عنه بالاحدى عشرة[1] ركعة فهو ما رواه مالك فی الموطا عن محمد بن یوسف عن السائب بن یزید انه قال امر عمر بن الخطاب ابی بن كعب وتمیما الداری ان یقوما للناس باحدى عشرة ركعة قال وقد كان القاری یقرأ بالمئین حتی كنا نعتمد علی العصی من طول القیام وما كنا ننصرف الا فی بزوغ الفجر قلت وهذا سند صحیح جدا (صلاة التراویح ٤٥)

اقول لایصح منه للالبانی استدلال بوجوه

---

[1] ان الالبانی یدخل الالف واللام علی احدی عشرة ركعة لعله یبین فیه نكات عجیبة

(الاصل) البانی ہر جگہ احدی عشرۃ رکعۃ پر الف ولام داخل کرتے ہیں شاید اس میں کوئی نکتہ بیان کرے گا

• البانی کہتا ہے . عمرؓ کا امر گیارہ رکعات کے ساتھ ، پس جو عمرؓ کا امر ہے گیارہ رکعات کے ساتھ تو وہ ہے کہ امام مالکؒ نے مؤطا میں محمد بن یوسف اس نے السائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ عمر بن الخطابؓ نے ابی بن کعبؓ اور تمیم داریؓ کو امر فرمایا کہ لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھائیں اور پڑھنے والے کئی سو آیات پڑھتے تھے یہاں تک کہ ہم لاٹھیوں کا سہارا زیادہ قیام کرنے کی وجہ سے لیتے تھے اور ہم (تراویح سے) فجر کے قریب گھر واپس آجاتے تھے (البانی) کہتا ہوں کہ یہ بہت سند صحیح ہے (صلوۃ التراویح ص ۴۵)

• ہما رخان بادشاہ) کہتا ہوں کہ اس حدیث سے استدلال کرنا چند وجوہ سے صحیح نہیں .

اما اثرو فان امر عمر رضی اللہ عنہ فی بدء عہدہ باحدی عشرۃ رکعۃ مع طول القراءۃ لربما فی الامر فی آخر عہدہ بعشرین رکعۃ مع تخفیف القراءۃ فیہما ولذا قال الحافظ البیہقی بعد ذکرہ ہذہ الروایۃ و ذکرہ الروایتین للعشرین رکعۃ۔ ویمکن الجمع بین الروایتین فانہم کانوا یقومون باحدی عشرۃ رکعۃ ثم کانوا یقومون بعشرین رکعۃ ویوترون بثلاث واللہ اعلم لہ

لہ السنن الکبریٰ ۲/۴۹۶

اول اس لئے کہ عمرؓ کا امر گیارہ رکعات کے ساتھ ابتداء دور میں یہ منافی نہیں ہے آپ کے اس امر کے ساتھ جو اخیر عہد میں تخفیف قراءۃ کے ساتھ کیا ہے اسی وجہ سے حافظ بیہقی عجب یہ گیارہ رکعات کی روایت اور دوسری بیس رکعات کی روایات ذکر کر کے پھر فرماتے ہیں کہ ان دونوں روایات کے درمیان جمع ممکن ہے، کہ صحابہؓ ابتداء حالت میں (طول قیام کے ساتھ) گیارہ رکعات پڑھتے تھے پھر اخیر میں (تخفیف قراءۃ اور کثرۃ رکعات کے ساتھ) بیس رکعات اور تین رکعات وتر پڑھتے تھے جیسا کہ سنن کبریٰ ۲/۴۹۶ میں ہے۔

• قال الامام سلیمان المالکی: یحتمل امرهم عمر باحدی عشرة رکعة وامرهم مع ذلک بطول القراءة ... یقرأ القاری بالمئین فی الرکعة دون التطویل فی القراءة افضل الصلوة [1]

---

[1] قال الامام الطحاوی ذهب قوم الی ان کثرة السجود افضل فی صلوٰة التطوع من طول القنام والقراءة وذهب آخرون بان طول القیام فی ذلک افضل طالع التفصیل فی شرح معانی الآثار ۱/۲۷۶

• وقال شیخ الاسلام ابن تیمیة ... قد تنازع الناس هل الافضل طول القیام ام کثرة الرکوع والسجود او کلاهما سواء علی ثلاثة اقوال اصحها ان کلیهما

• امام سلیمان مالکی فرماتے ہیں کہ احتمال ہے کہ عمر نے اول گیارہ رکعات سے امر فرمایا ہو اور ساتھ طول قراءۃ کے ساتھ کہ قاری ایک رکعت میں کئی سو آیات پڑھتے تھے کیونکہ قراءۃ میں تطویل کرنا افضل الصلوٰۃ ہے۔

• امام طحاوی فرماتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز نفل میں کثرۃ السجود بہتر ہے طول القیام اور قراءۃ سے اور بعض کہتے ہیں کہ طول القیام بہتر ہے۔ تفصیل مطالعہ کریں شرح معانی الآثار ۱/۲۷۶ میں۔

شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ لوگوں کا اس میں اختلاف ہے کہ طول قیام بہتر ہے یا کثرۃ السجود اور کثرۃ الرکوع یا دونوں برابر ہیں تین اقوال ہیں ان میں صحیح قول یہ ہے کہ یہ دونوں برابر ہیں

فلما ضعف الناس عن ذلك امرهم بثلاث وعشرين ركعة على وجه التخفيف عنهم من طول القيام ؎

سواء فان القيام اختص بالقراءة وهى افضل من الذكر والدعاء. والسجود بنفسه افضل من القيام فينبغى انه اذا طول القيام ان يطيل الركوع والسجود وهذا هو طول القنوت. طالع التفصيل فى مجموع فتاواه ۲۲/۲۷۳
• وطالع بذل المجهود ۷/۸۳ و ۸۴

؎ المنتقى شرح الموطا ۱/۲۰۸ • طالع الاختيارات الفقهية ۱/۶۴ من فتاوى شيخ الاسلام ابن تيمية

اور جب لوگ لمبا کھڑا ہونے سے ضعیف ہوگئے تو ان کو برائے تخفیف اس کے بدلے ۲۳ رکعات (بمعہ وتر) امر فرمایا۔

المنتقی شرح الموطا ۱/۲۰۸ بیہقی - اختیارات الفقہیہ ۱/۶۴ شیخ الاسلام کا مطالعہ کریں

کیونکہ قیام کا اختصاص قراءۃ سے ہے اور قراءۃ ذکر اور دعا سے افضل ہے اور سجدہ بنفسہ قیام سے افضل ہے تو مناسب ہے کہ جب قیام لمبا کریں تو رکوع اور سجود بھی لمبا کریں اور یہی طول القنوت ہے۔
تفصیل مطالعہ کریں مجموع الفتاوی ۲۲/۲۷۳
• بذل المجہود ۷/۸۳ و ۸۴ بھی مطالعہ کریں

وقال شیخ الاسلام ابن تیمیۃ: وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قیامہ باللیل ھو وترہ یصلی باللیل فی رمضان وغیر رمضان احدی عشرۃ رکعۃ او ثلاث عشرۃ رکعۃ لکن کان یصلیہا طوالا فلما کان ذلک یشق علی الناس قام بھم ابی بن کعب فی زمن عمر بن الخطاب عشرین رکعۃ یوتر بعدھا ویخفف فیہا القیام فکان تضعیف العدد عوضا عن طول القیام[1]

وقال شیخ الاسلام: الافضل یختلف باختلاف المصلین فان کان فیہم احتمال طول القیام فالقیام بعشر رکعات وثلاث بعدھا کما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی لنفسہ[2] فی رمضان وغیرہ وھو الافضل وان کانوا لا یحتملونہ

---

[1] مجموع فتاوی لشیخ الاسلام ۲۳/۱۲۰ [2] والالبانی یقول بانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام یصلی التراویح احدی عشرۃ... تدبر

شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رات میں قیام کرنا اس کا وتر تھا۔ اور آپ رمضان اور بغیر رمضان میں گیارہ رکعات پڑھتے تھے یا تیرہ رکعات۔ لیکن لمبی نماز پڑھتے تھے تو جب یہ لوگوں پر بھاری ہوا تو ابی بن کعبؓ عمر بن خطابؓ کے زمانہ میں بیس تراویح سے قیام شروع کیا اور قیام ہلکا کرتا تھا تو عدد میں دوگنا یہ طول قیام کا عوض ہوگیا۔ جیسا کہ مجموع فتاویٰ ۲۳/۱۲۰ میں ہے

اور شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ اس کا اختلاف نمازیوں سے مختلف ہوتا ہے اگر ان میں طول قیام کا احتمال ہو تو دس رکعات تراویح اور اس کے بعد تین وتر پڑھیں، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور بغیر رمضان اپنے لئے پڑھتے تھے (البانی کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تراویح

فالقیام بعشرین افضل وهو الذی یعمل به اکثر المسلمین[3] فانه اوسط بین العشر والاربعین[4]

---

[3] انظر ایها الوبانی کیف یقول شیخ الاسلام بان التراویح عشرین رکعة یعمل به اکثر المسلمین لکن الوبانی المجتهد الجدید یعد هذا العمل من فعل المبتدعین اعوذ بالله من عناد الحاسدین

[4] مجموع فتاوی شیخ الاسلام ۲۲/۲۷۲

گیارہ رکعات پڑھتے تھے (راقم) تو یہ بہتر ہے

اگر ان میں طول قیام کا احتمال نہ ہو (طاقت نہیں رکھتے) تو پھر قیام کرنا بیس رکعات تراویح سے بہتر ہے یہ وہی طریقہ ہے جس پر اکثر مسلمانوں کا عمل ہے کیونکہ یہ دس اور بیس کے درمیان ہے جیسا کہ مجموع فتاوی ۲۲/۲۷۲ میں ہے۔

(فوائد) البانی کو فکر کرنا چاہیے کہ شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ بیس تراویح پر اکثر مسلمانوں کا عمل ہے لیکن البانی مجتہد جدید اس عمل کو مبتدعین کا عمل سمجھتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ حسد کرنے والوں کے عناد سے مانگتا ہوں۔

• قال الامام ... بانهم كانوا يقومون باحدى عشرة ركعة ثم قاموا بعشرين واوتروا بثلاث وقد عدّوا ما وقع فى زمن عمر رضى الله عنه كالاجماع [1]

• وقال العلامة الشعرانیؒ ... بان ثلاث عشرة ركعة فى اول عهد عمر رضى الله عنه بان القارى يقرأ بالمئين من الآيات حتى كان الناس يعتمدون على العصى من طول القيام وكان امامهم ابى بن كعب وتميم الدارى رضى الله عنهما ثم ان عمرؓ امر بفعلها ثلاث وعشرين ركعة ثلاث منها الوتر واستقر الامر على ذلك فى الامصار [2] كما مر مفصلا فتذكر.

فقد وضح الائمة الاعلام بان احدى عشرة ركعة فى اول عهد عمر رضى الله عنه ثم لما شق على الناس طول القيام امرهم عمر رضى الله عنه بثلاث وعشرين ركعة مع الوتر فكان تضعيف العدد عن طول القيام فلا يرد اعتراض الالبانى ذوا ملاوم تدبر فى الكلام

---

[1] ارشاد السارى ۳/۴۲۶

[2] كشف الغمة ۱/۱۴۶ و ۱۴۷ • طالع نصب الراية ۲/۱۵۴

• امام قسطلانیؒ فرماتے ہیں کہ امام بیہقیؒ نے ان دونوں روایات کے درمیان اس طرح جمع کیا ہے کہ اول صحابہؓ گیارہ رکعات پڑھتے پھر بیس رکعات شروع کیں اور تین رکعات وتر پڑھتے اور زمانہ عمرؓ میں جو بیس تراویح پڑھی گئیں ہیں یہ بمنزلہ اجماع ہے۔ جیساکہ ارشاد الساری ۳/۴۲۶ میں ہے

• اور علامہ شعرانیؒ فرماتے ہیں کہ تیرہ رکعات تراویح عمرؓ کے اول عہد میں تھیں کہ قاری کئی سو آیات پڑھا کرتا تھا یہاں تک کہ صحابہؓ لاٹھیوں کا سہارا طول کی وجہ سے لیا کرتے تھے اور ان کا امام ابی بن کعبؓ اور تمیم داریؓ تھے پھر عمرؓ نے ۲۳ رکعات (بمع وتر) امر فرمایا اور اسی پر تمام شہروں میں امر مستقر ہوا جیساکہ کشف الغمہ ۱/۱۴۶، ۱۴۷ میں ہے۔ • نصب الرایۃ ۲/۱۵۴ میں مطالعہ کریں۔

• تو ان تمام بڑے بڑے علمائے کرام نے وضاحت فرمائی ہے کہ عہد عمرؓ کے ابتدائی دور میں گیارہ رکعات تراویح پڑھتے تھے جب لوگوں پر طول قیام بھاری ہوا تو ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے امر فرمایا بمع وتر ۲۳ رکعات کے ساتھ تو عدد کا دو گنا طول قیام کا بدلے میں ہوا تو البانی صاحب ملامت کا اعتراض وارد نہ ہوا۔ کلام میں فکر۔

- اما ثانیاً فان الالبانی ان یعمل بحدیث احدی عشرۃ رکعۃ فقد ترک العمل بحدیث ثلاث عشرۃ رکعۃ مع ان الحدیث الثانی ورد فی صحیح البخاری متدرب
- اما ثالثاً فان حدیث احدی عشرۃ رکعۃ رواہ الامام مالک کما روی حدیث العشرین فمن یصلی العشرین فهو عامل بالحدیثین فلا یرد اعتراض مفقود العینین
- اما رابعاً فان قول الالبانی بان هذا سند صحیح جداً دعوی بلا دلیل لان فی هذا الحدیث اضطرابا شدیدا لان الامام مالک یروی عن محمد بن یوسف عن السائب بن یزید انه قال امر عمر بن الخطاب ابی بن کعب وتمیما الداری ان یقوما للناس باحدی عشرۃ رکعۃ [1]

---

[1] الموطا ۹۲ • طالع جامع الاصول ۱۲۳/۶ • فتاوی رشیدیہ ۹۸

- دوم اگر البانی گیارہ رکعات والی روایت پر عمل کرتا ہے تو تیرہ رکعات والی حدیث کو چھوڑ دیا حالانکہ ۱۳ رکعات کی حدیث بھی بخاری میں ہے جیسا کہ مفصل حوالجات گذر چکے ہیں
- سوم: گیارہ رکعات کی روایت جیسا کہ امام مالکؒ نے مؤطا میں روایت کی ہے تو بیس رکعات کی روایت بھی موطا میں ذکر کیا ہے تو جو شخص بیس تراویح کی روایت پر عمل کریں تو وہ دونوں حدیثوں پر عامل ہوگیا تو اعتراض مفقود العینین وارد نہ ہوا۔
- چہارم۔ البانی کا یہ قول کہ یہ نہایت صحیح سند ہے دعوی بلا دلیل ہے کیونکہ اس حدیث میں سخت اضطراب ہے امام مالکؒ نے محمد بن یوسف اس نے السائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ عمرؓ نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو گیارہ رکعات کے قیام کا امر فرمایا۔ جیسا کہ مؤطا ۹۲ • جامع الاصول ۱۲۳/۶ • فتاوی رشیدیہ ۹۸

• وروی ابوبکر بن ابی شیبۃ حدثنا یحییٰ بن سعید القطان عن محمد بن یوسف ان السائب اخبرہ ان عمرؓ جمع الناس علی ابی وتمیم فکانا یصلیان احدی عشرۃ رکعۃ ؎۱

• وروی سعید بن منصور حدثنا عبدالعزیز بن محمد حدثنی محمد بن یوسف سمعت السائب بن یزید یقول کنا نقوم فی زمن عمر بن الخطاب باحدی عشرۃ رکعۃ ؎۲

؎۱ المصنف ۲/۳۹۱ و ۳۹۲ • مختصر قیام اللیل ۲۰۰

؎۲ فتح الباری ۴/۲۵۳ • التعلیق الحسن علی آثار السنن ۲۰۳

• ابوبکر بن شیبۃ۔ یحییٰ بن سعید سے وہ محمد بن یوسف سے روایت کرتے ہیں کہ اس کو السائب بن یزید نے خبر دی ہے کہ عمرؓ نے لوگوں کو ابیؓ اور تمیمؓ پر جمع کیا تو وہ ان کو گیارہ رکعات پڑھایا کرتے تھے

المصنف ۲/۳۹۱ و ۳۹۲ • مختصر قیام اللیل ۲۰۰

• سعید بن منصور، عبدالعزیز بن محمد سے وہ محمد بن یوسف سے روایت کرتے ہیں کہ محمد بن یوسف کہتے ہیں کہ میں نے السائب بن یزید سے سنا ہے فرماتے ہیں کہ ہم زمانۂ عمرؓ میں گیارہ رکعات سے قیام کرتے تھے جیسا کہ فتح الباری ۴/۲۵۳ • التعلیق الحسن ۲۰۳

• واخرج محمد بن نصر من طریق محمد بن اسحٰق حدثنی محمد بن یوسف عن جدہ السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی رمضان ثلاث عشرۃ رکعۃ[1]

• وروی عبد الرزاق من طریق داؤد بن قیس عن محمد بن یوسف عن السائب ابن یزید ان عمر جمع الناس فی رمضان علی ابی بن کعب وعلی تمیم الداری علی احدی وعشرین رکعۃ یقرأون بالمئین فینصرفون عند فروع الفجر[2]

---

[1] قیام اللیل ۲۰۰

[2] المصنف ۷۷۳۰ وقال محقق سیر اعلام النبلاء ھذا سند قوی طالع حاشیۃ علی سیر اعلام النبلاء ۱/ ۴۰۱

طالع فتح الباری ۴/ ۲۵۳ • التعلیق الحسن ۲۰۳ • فتاوی رشیدیہ ۹۸

• محمد بن نصر مروزی محمد بن اسحٰق کے طریقہ سے کہ محمد بن یوسف اپنے دادے سے روایت کرتے ہیں کہ السائب بن یزید فرماتے تھے کہ ہم زمانۂ عمرؓ میں ۱۳ رکعات پڑھتے تھے جیساکہ قیام اللیل ۲۰۰ میں ہے۔

• اور عبد الرزاق طریقہ داؤد بن قیس از محمد بن یوسف از سائب بن یزید روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ رمضان میں ابی بن کعبؓ اور تمیم داریؓ پر صحابہؓ کو ۲۱ رکعات پر جمع کیا اور وہ سو آیات پڑھا کرتے تھے اور فجر سے تھوڑا پہلے گھر واپس آجاتے تھے۔

جیساکہ المصنف رقم ۷۷۳۰ میں ہے۔

محقق سیر اعلام النبلاء فرماتے ہیں کہ یہ سند قوی ہے مطالعہ حاشیہ بر سیر اعلام النبلاء ۱/ ۴۰۱۔

مطالعہ کریں فتح الباری ۴/ ۲۵۳

• التعلیق الحسن ۲۰۳ • فتاوی رشیدیہ ۹۸

مالک	یحیی بن سعید القطان	عبد العزیز	ابن اسحق	عبد الرزاق
محمد بن یوسف	محمد بن یوسف	محمد بن یوسف	محمد بن یوسف	محمد بن یوسف
السائب بن یزید	السائب بن یزید	سمعت السائب بن یزید	عن جدہ السائب	عن السائب بن یزید
امر عمر بن الخطاب	اخبرہ ان	یقول	بن یزید	ان عمر جمع الناس
ابی بن کعب وتمیم الداری	عمر جمع الناس علی	کنا نقوم	قال کنا	علی ابی بن کعب وتمیم
ان یقوما للناس	ابی بن کعب	فی زمن	نصلی فی زمن عمر بن الخطاب	الداری
باحدی عشرة رکعة	وتمیم باحدی عشرة رکعة	عمر بن الخطاب باحدی عشرة رکعة	ثلاث عشرة رکعة	علی احدی وعشرین رکعة

فهذه الائمة الخمسة کل واحد منهم یروی عن استاذہ محمد بن یوسف عن السائب ابن یزید لکن الائمة الثلاثة یروون احدی عشرة رکعة مختلفین فی الالفاظ والکیفیة اشد الاختلاف واما تلمیذه الرابع فهو یروی عنه ثلاث عشرة رکعة واما الخامس فهو یروی عنه احدی وعشرین رکعة فمع هذا الاضطراب الشدید والاختلاف فی اللفظ والکیفیة کیف یدعی الالبانی ویقول بان سنده صحیح جدا ومن یصلی عشرین رکعة فیقول فی حقه بانه مخالف عن الحدیث الصحیح، فتدبر

نقشہ اس کا مندرجہ بالا ہے اس کو مطالعہ کریں۔ خود پتہ لگ جائے گا کہ ان کے درمیان کتنا اختلاف ہے کہ یہ پانچ ائمہ کرام تمام اپنے استاد محمد بن یوسف سے اور وہ السائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ لیکن اول تین ائمہ امام مالکؒ، اور امام یحیی قطان، اور امام عبد العزیزؒ گیارہ رکعات کی روایت کرتے ہیں لیکن الفاظ اور طریقہ میں شدید اختلاف اور امام ابن اسحقؒ یہ تیرہ رکعات نقل کرتے ہیں اور

امام عبد الرزاق اکیس رکعات نقل کرتے ہیں تو اس اضطراب اور تعداد اور کیفیت میں اختلاف کے باوجود کس طرح البانی دعوی کرتا ہے کہ اس کی سند نہایت صحیح ہے۔ اور بیس پڑھنے والے کے حق میں کہتا ہے کہ صحیح حدیث کے مخالف ہیں.. فکر کرو

اما رابعاً فان الاتفاق ان یعمل بحدیث احدی عشرۃ رکعۃ فقد ترک العمل بالحدیثین وان یعمل بحدیث ثلاث عشرۃ رکعۃ فقد ترک العمل بحدیث الاخر عشرین رکعۃ مع ان جمیع هذه الروایات عن محمد بن یوسف عن السائب ابن یزید... فاین المفر واما من یصلی عشرین رکعۃ فقد عمل بجمیع الروایات لان عدد الاکثر لا ینافی الاقل -

فعلم مما سبق بان العمل بحدیث یزید بن خصیفۃ عن السائب بن یزید اولیٰ من الحدیث المضطرب

اما خامساً فان التراویح العشرین ایضاً ثابتۃ عن امیر المؤمنین علی بن ابی طالب بانه امر رجلا ان یصلی بالناس فی شهر رمضان عشرین رکعۃ ورواته ثقات بالاتفاق فلما ثبت عدد العشرین من الخلفاء الراشدین ولذا عمل بها الصحابۃ والتابعون والائمۃ المجتهدون والمحدثون وفقهاء المذاهب الاربعۃ فمن یصلی عشرین رکعۃ فهو عامل بجمیع الروایات سواء کانت فیها

چہارم اتفاقی اگر گیارہ والی روایت پرعمل کریں تو تیرہ رکعات اور اکیس رکعات کی روایات پر عمل چھوڑا اگر تیرہ رکعات کی روایت پر عمل کریں تو اکیس والی روایت پر عمل چھوڑ دیا حالانکہ یہ تمام روایات محمد بن یوسف سائب بن یزید سے نقل کرتے ہیں تو کہاں ہے بھاگنا، اور جو بیس رکعات تراویح پڑھتے ہیں تو وہ تمام پر عمل کرتے ہیں کیونکہ عدد اکثر عدد اقل کا منافی نہیں ہوتا -

تو ماسبق سے معلوم ہوا کہ یزید بن خصیفہ کی روایت السائب بن یزید سے جو مروی ہے اس پر عمل کرنا اولیٰ اور بہتر ہے حدیث مضطرب پر عمل کرنے سے -

پنجم: تراویح بیس رکعات امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؓ سے صحیح روایات سے ثابت ہیں کہ آپ نے صحابی کو امر فرمایا کہ

لوگوں کو بیس رکعات پڑھائیں اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں تو جب بیس رکعات خلفائے راشدین سے ثابت ہیں تو اس لئے اس پر صحابہؓ اور تابعینؒ اور ائمہ مجتہدین اور محدثین اور چار مذاہب کے فقہاء کرام نے عمل کیا ہے - تو جو بیس رکعات تراویح پڑھتے ہیں تو وہ تمام روایات پر عامل ہیں۔

احدی عشرۃ رکعۃ او ثلاث عشرۃ رکعۃ فلا یرد علیہ الایراد فبرو
المرض عن الحسد والعناد واعمل بما قیل سے

وما اجمعت فیہ الصحابۃ حجۃ • فتلک سبیل المومنین لمن سبر
ففی الاخذ بالاجماع فاعلم سعادۃ • کما فی شذوذ القول نوع من الخطر (انتہی)

انا احمد اللہ سبحانہ واصلی علی خیر البشر
واستعیذ باللہ من شر کل متکبر

خواہ گیارہ رکعات کی روایت یا ۱۳ کی . . . تو اعتراض وارد نہ ہو فکر کر اور حسد اور عناد
سے اعراض کر اور اس پر عمل کر جو کہا گیا ہے سے

• جس میں صحابہؓ نے اجماع کیا تو وہ حجت ہے
• اور یہی مسلمانوں کا راستہ ہے جو اس پر چلنا چاہتا ہے
• اجماع پر عمل کرنے میں سعادت اور نیک بختی ہے .
جیسا کہ شاذ قول پر عمل کرنے میں خطرہ ہے .. . (انتہی)

میں خان بادشاہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں اور
آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہوں
اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہر متکبر کے شر سے پناہ
مانگتا ہوں۔

افتراء الالبانی علی الامام المجتهد الشافعی وعلی الامام الترمذی

۱) قال الالبانی - تضعیف الامام الشافعی والترمذی لعدد العشرين عند عمرؓ وقد اشار الترمذی في سننه ۲/۷٤ الى عدم ثبوت العشرين عن عمرؓ وغيره من الصحابة فقال وروى عن علیؓ وعمرؓ وغيرهما من اصحاب النبی صلی اللہ علیه وسلم وكذلك قال الشافعي في العشرين عن عمرؓ كما نقله صاحب المزنی عنه فی المختصر ۱/۱۰۷ فقولهما روی تضعیف منهما المروی كما هو معروف عند المحدثين ۔ (صلوۃ التراویح ۵۵)

• اقول قوله باطل مردود بوجوه

اما اولا فان الدليل لا يطابق الدعوى لان دعواه عدم ثبوت عدد العشرين عن عمرؓ وعلیؓ واستدل من استعمال لفظ روی بانه صيغة مجهول ۔

(حضرت امام مجتہد شافعیؒ اور ترمذیؒ پر البانی کا افتراء)

البانی کہتا ہے کہ امام شافعیؒ اور ترمذیؒ نے بیس رکعات تراویح کی عدد کو عمرؓ سے ضعیف بتایا ہے اور ترمذیؒ نے اپنے سنن ۲/۷۴ میں عدم ثبوت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ بیس تراویح عمرؓ وغیرہ صحابہؓ سے ثابت نہیں اسی لئے فرمایا ہے کہ علیؓ اور عمرؓ وغیرہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے اور اسی طرح امام شافعیؒ نے بیس رکعات کے بارے کہا ہے جیسا کہ مزنی نے مختصر ۱/۱۰۷ میں نقل کیا ہے تو روی صیغہ مجہول کا ذکر کرنا ان دونوں سے تضعیف کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ محدثین کے نزدیک معلوم ہے (صلوۃ التراویح ۵۵)

میں کہتا ہوں کہ اس کا یہ قول چند وجوہ سے باطل ہے ۔ اول اس لئے کہ دلیل مطابق دعوی نہیں البانی کا دعوی عمرؓ اور علیؓ وغیرہ سے عدم ثبوت بیس رکعات کا ہے اور استدلال لفظ روی کی صیغہ مجہول سے کیا ہے

ولا شك فيه انه لا تدل على عدم ثبوت العشرين كما وجه الرد على المتجاهلين لم يثبت بها المطلوب .

اما ثانيا فانه افترى على الامام الشافعيؒ لانه قد صرح فی كتاب الام بالعشرين حيث قال رأيتهم في المدينة يقومون بتسع وثلاثين واحب الى عشرون لانه يروى عن عمرؓ وكذلك يقومون بمكة ويوترون بثلاث [2] وكذلك نقله المزني في المختصر [2]

---

[1] كتاب الام ١/١٤٢ [2] مختصر المزنی ٢١

الامام العلامة فقيه الملة علم الزهاد ابو ابراهيم اسماعيل بن يحيى المزنى تلميذ الشافعيؒ .
طالع التفصيل فى الكتب التالية - سير اعلام النبلاء ١٢/٤٩٢ • العبر ١/٣٧٨
• الجرح والتعديل ٢/٢٠٤ • طبقات الفقهاء للشيرازى ٧٩ • وفيات الاعيان ١/٢١٧
• الانساب ١٢/٢٢٧ • طبقات السبكى ٢/٩٣ الى ١٠٩ • اللباب ٢/٢٠٥
• البداية والنهاية ١١/٣٦ • النجوم الزاهرة ٣/٣٩

اور اس میں شک نہیں کہ صیغہ مجہول تو عدم شہرت پر دلالت نہیں کرتا جیسا کہ جاہلوں کے سوا کسی پر پوشیدہ نہیں کہ اس سے البانی کا مقصود ثابت نہیں ہوتا ۔
• دوم البانی نے امام شافعیؒ پر افتراء کیا ہے اس لئے کہ آپ نے کتاب الام میں تصریح بیس رکعات کی فرمائی ہے جیسا کہ فرماتے ہیں
کہ میں نے مدینہ میں لوگوں کو ۳۹ رکعات پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اور مجھ کو بیس رکعات پڑھنا محبوب ہے اس لئے کہ
عمرؓ سے روایت ہے اور اسی طرح مکہ میں بیس تراویح پڑھا کرتے تھے اور تین رکعات وتر ۔ ۔
جیسا کہ کتاب الام ۱/۱۴۲ میں ہے اور مزنی نے اپنی مختصر ۲۱ میں نقل کیا ہے ۔

ولما كان عدد العشرين عمل الامام الشافعي ضعيفا كيف يحب الضعيف ولعله يترك القوي للالباني

- وكذلك تفترى على الامام الترمذي لانه ايضا صرح بثبوت العشرين عن عمر وعلي وغيرهما من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم وان قلت بانه ذكر صيغة مجهول قلت انها لا تدل بعدم ثبوت العشرين ودعواه عدم ثبوت العشرين فلو يثبت مطلوب الالباني -

وان قلت بان صيغة مجهول تدل على الضعف قلت ولو سلم فلا تدل على عدم الثبوت فكيف يتفوه بعدم ثبوت العشرين من الامام الترمذي هذا بهتان عظيم .

- مرآة الجنان ۲/۱۷۷ الی ۱۷۹ • تهذيب الاسماء واللغات ۲/۲۸۵ • شذرات الذهب ۲/۱٤۸ • مفتاح السعادة ۲/۲۹۷ • طبقات الشافعية لابن هداية الله ۲۰ • مروج الذهب ٤/۲۰٦ كشف الظنون ۱/٤۰ ، ۲/۱٦۳۵ • ايضاح المكنون ۲/٤۲٤

- اگر بیس رکعات تراویح امام شافعیؒ کے نزدیک ضعیف ہوتیں تو آپ ضعیف کیسے پسند کرتے شاید قوی البانی کے لئے چھوڑ دیا اور ضعیف پر امام شافعیؒ نے عمل کیا

اور اسی طرح امام ترمذیؒ پر افترا کیا اس لئے کہ آپ نے بھی بیس رکعات تراویح کی تصریح فرمائی ہے کہ یہ عمرؓ اور علیؓ وغیرہما اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں اگر تو اعتراض کرے کہ اس نے صیغہ مجہول ذکر کیا تو میں کہتا ہوں کہ صیغہ مجہول کا ذکر کرنا عدم ثبوت پر دلیل تو نہیں اور البانی کا دعویٰ تو عدم ثبوت ہے تو اس کا مطلوب کہاں سے ثابت ہوا۔

اگر تو اعتراض کرے کہ صیغہ مجہول ضعف پر دلالت کرتا ہے میں کہتا ہوں کہ اگر بالفرض والمحال یہ تسلیم کر ضعیف ہونے پر دلالت کرتا ہے تو عدم ثبوت العشرین پہ دلالت نہیں کرتا اور البانی تو عدم ثبوت العشرین امام ترمذی سے ثابت کرتا ہے ، اور یہ بڑا بہتان ہے ۔

وأما ثالثا فان التراويح العشرين ان كانت بدعة ضلالة فكيف يحبها الامام الشافعي ويقول احب إليّ عشرون أليس للالباني عيون۔

اما رابعا فانه قال لقولهما روى تضعيف للمروى توجيه بما لا يرضى قائلهُ لان الامام الترمذيؒ ذكر الاحاديث الصحيحة في سننه بلفظ روى حيث قال وقد روى من غير هذا الوجه عن انس قال المباركفوري رواه البخاري ومسلم وغيرهما كما في تحفة الاحوذي ۲/۳

وقال الترمذي روى عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم نحو هذا قال المباركفوري اخرجه مسلم كما في التحفة ۲/۱۹۳

سوم۔ اگر بیس تراویح بدعت اور گمراہی ہے تو پھر امام شافعی کہنے لئے کس طرح یہ گمراہی پسند کرتا ہے کیا البانی کی آنکھیں نہیں۔

چہارم۔ البانی کا یہ قول کہ ان دونوں نے صیغہ مجہول ذکر کیا ہے تو یہ مروی کی تضعیف ہے یہ توجیہ ہے جو کہنے والے کو پسند نہیں کیونکہ امام ترمذیؒ نے کافی احادیث صحیحہ صیغہ مجہول سے ذکر کیں ہیں جیسا کہ فرماتے ہیں کہ انسؓ سے روایت کی گئی ہے مبارکپوری کہتا ہے کہ بخاری ومسلم نے یہ روایت کی ہے تحفۃ الاحوذی ۲/۳ ترمذی فرماتے ہیں کہ عائشہؓ سے روایت کی گئی ہے۔ مبارکپوری کہتا ہے کہ اس حدیث کا اخراج مسلم نے کیا ہے جیسا کہ تحفۃ الاحوذی ۲/۱۹۳ میں ہے۔

- وقال [illegible] وفي الباب عن [illegible] وابي هريرة قال المباركفوري اخرجه الشيخان كما في التحفة ٣/٢٨٩
- وقال قد روى عن ابن عباسؓ قال المباركفوري رواه ابن خزيمة وصححه كذا في التحفة ٣/٢٩١
- وقال وقد روى عن النبي صلى الله عليه وسلم انه كان يقول بعد التسليم لا اله الا الله الخ قال المباركفوري اخرجه الشيخان كما في التحفة ١/٢٤٤
- وقال وقد روى عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قرأ في الظهر قدر تنزيل السجدة والحديث اخرجه مسلم كما في التحفة ٢/٢٥١
- وقال وروى عنه صلى الله عليه وسلم انه كان يقرأ في الفجر من ستين الى مائة قال المباركفوري اخرجه الشيخان من التحفة ٢٥

- اور ترمذی فرماتے ہیں اور اس کے سوا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دوسرے طریقہ سے روایت کی گئی ہے مبارکپوری کہتا ہے کہ اس حدیث کا اخراج بخاری ومسلم نے کیا ہے تحفۃ الاحوذی ٣/٢٨٩
- اور ترمذی کہتے ہیں "ابن عباسؓ سے روایت کی گئی ہے مبارکپوری کہتے ہیں کہ ابن خزیمہ نے صحیح نقل کیا ہے۔ تحفۃ الاحوذی ٣/٢٩١
- فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد فرماتے تھے لا الہ الا اللہ الخ مبارکپوری کہتا ہے کہ بخاری اور مسلم نے اخراج کیا ہے تحفۃ الاحوذی ١/٢٤٤
- فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ نماز ظہر میں تنزیل السجدۃ کی مقدار پڑھی اور حدیث کا اخراج مسلم نے کیا ہے تحفۃ الاحوذی ٢/٢٥١
- فرماتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ نماز فجر میں ساٹھ سے سو تک آیات پڑھتے بخاری اور مسلم کی روایت ہے۔ تحفۃ الاحوذی ١/٢٥٠

وقال وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قرأ فی المغرب بالطور قال المبارکفوری رواہ الشیخان کما فی التحفۃ ۱/۱۰۵
ھذہ الروایات کلھا صحیحۃ بعضھا اخرجھا الشیخان واخرج بعضھا مسلم واقر علیھا متبوع الالبانی۔ وکلھا مرویۃ بلفظ صیغۃ مجھول فھل یقول الالبانی بانھا ضعیفۃ

فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ نماز مغرب میں طور پڑھی۔
بخاری ومسلم کی روایت ہے ۔ تحفۃ الاحوذی ۱/۱۰۵
یہ تمام روایات صحیح ہیں بعض بخاری اور مسلم کی ہیں اور بعض مسلم کی جس پر آلبانی کے متبوع نے اقرار کیا ہے ، اور یہ تمام صیغۂ مجہول کے ساتھ مروی ہیں
تو کیا آلبانی ان صحیح احادیث کے بارے بھی کہے گا کہ یہ ضعیف ہیں ۔

او یحکم علیہما بانہما معدومۃ اویحکم بانہا موضوعۃ اویقلد المبارکفوری بانہا فی الصحیحین فثبت رد قول مفقود العینین۔

- اما خامسًا فانہ قال نقولہما یروی تضعیف منہما للمروی کما ہو معروف عند المحدثین فہو ایضًا مردود علیہ لان صیغۃ مجہول لیست موضوعۃ للتضعیف عند المحدثین بل تارۃ یستعملہا المحدث فی الصحیح وتارۃ فی الضعیف ولذا ذکرہ شیخ الاسلام الامام البخاری فی صحیحہ حیث قال ویذکر عن عبد اللہ بن السائب قرأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الصبح کما فی صحیح البخاری ۱/۱۰۶ م ب طابع صیغۃ مجہول فی البخاری ۱/۱۹۸ و ۲۰۲ و ۲۲۰ و ۲۳۳ و ۲۵۹ و ۲۶۴ و ۲۷۹ و ۳۲۴ و ۳۲۵
- وکذلک فصلہ شیخ الاسلام ابن حجر وقال ویذکر عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الرقی بفاتحۃ الکتاب فانہ اسندہ فی موضع اخر من طریق عبد اللہ ابن اخنس عن ابن ابی ملیکہ عن ابن عباس کما فی مقدمۃ فتح الباری ۱۵

اور یا حکم کرے گا کہ یہ معدوم ہیں یا موضوع ہیں اور یا مبارکپوری کی تقلید کرے گا کہ یہ صحاح میں موجود ہیں تو قول مفقود العینین کا مردود ہوگیا۔

- پنجم البانی کا یہ قول کہ صیغہ مجہول مروی کی تضعیف پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ معروف عند المحدثین ہے یہ بھی اس پر مردود ہے کیونکہ صیغہ مجہول محدثین کے نزدیک تضعیف کے لئے موضوع نہیں بلکہ محدث صحیح میں استعمال کرتا ہے اور کبھی ضعیف میں۔ اسی وجہ سے شیخ الاسلام امام بخاریؒ اپنی صحیح بخاری میں ذکر کرتے ہیں۔ کہ عبد اللہ بن السائب سے ذکر کیا گیا ہے کہ نماز صبح میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرات کی جیسا کہ ۱/۱۰۶ مطبع پاکستانی میں ہے مطالعہ کریں صیغۂ مجہول ۱/۱۹۸ و ۲۰۲ و ۲۲۰ و ۲۳۰ و ۲۳۳ و ۲۵۱ و ۲۶۴ و ۲۷۹ و ۳۳۹ و ۳۲۴ و ۳۲۵
- اور اسی طرح شیخ الاسلام ابن حجرؒ نے تفصیل کی ہے کہ امام بخاریؒ نے رقی میں فرمایا کہ ابن عباسؓ سے ذکر کیا گیا ہے اور یہ حدیث دوسری جگہ میں بطریق عبد اللہ بن اخنس عن ابن ابی ملیکہ عن ابن عباسؓ سے مسند ذکر کیا ہے جیسا کہ مقدمہ فتح الباری ۱۵ میں ہے۔

ولو سلم ان المعروف عند المحدثین بانہا یستعملہا المحدثون لتضعیف المروی فلا یثبت منہما مطلوب الالبانی لانہ بصدد عدم ثبوت العشرین وصیغۃ مجہول لیست لاعدام المروی عند المحدثین لعلہ لا یدری بالفرق بین الوجودی والعدمی۔

اما سادسا فانہ ذکر فی عبارۃ المجموع شرح المہذب بان الامام النووی قال انہم یقولون کثیرا فی الصحیح روی عنہ و فی الضعیف قال وروی فلان کما فی المجموع ۱/۶۳

کیف یدعی الالبانی بان استعمال ہذہ الصیغۃ فی عبارۃ الامام الترمذی نص للتضعیف او لاعدام المروی تدبر ولا یرد مایرد۔

اگر بالفرض ہم یہ تسلیم کریں کہ محدثین صیغۂ مجہول مروی کی تضعیف کے لئے استعمال کرتے ہیں تو بھی البانی کا مقصد ثابت نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کا دعویٰ تو عدم ثبوت بیس رکعات ہے صیغۂ مجہول سے اور یہ صیغہ محدثین کے نزدیک تو مروی کی معدوم ہونے کے لئے استعمال نہیں ہوتا۔ شاید البانی کو معدوم اور موجود میں فرق معلوم نہ ہو۔

ششم۔ اس نے خود مجموع شرح مہذب کی عبارت میں ذکر کیا ہے کہ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ محدثین بسا اوقات صحیح میں صیغۂ مجہول ذکر کرتے ہیں اور ضعیف میں صیغۂ معلوم ذکر کرتے ہیں جیسا کہ مجموع شرح المہذب ۱/۶۳ میں ہے۔

تو البانی کس طرح دعویٰ کرتا ہے کہ اس صیغہ کا استعمال امام ترمذیؒ کی عبارت میں تضعیف یا اعدام مروی میں نص ہے۔ فکر کریں یہاں اعتراض وارد نہیں ہوتا۔

- قال الالبانی: لقد یقول البعض سلمت بضعف مفردات هذه الروایات لکن الا یقوی بعضها بعضا لکثرتها؟ اقول کلا وذلک من وجهین الاول ان الکثرة یحتمل ان تکون شکلیة غیر حقیقیة لانه لیس لدینا الا روایة السائب بن یزید وروایة یزید بن رومان ویحیی بن سعید الانصاری المنقطعة والثانی انا اثبتنا فیما تقدم ان روایة مالک عن محمد بن یوسف الثقة الثبت عن السائب ابن یزید باحدی عشرة رکعة هی الصحیحة وان من خالف مالکا[1] لقد اخطأ وکذا من خالف محمد بن یوسف وهما ابن خصیفة وابن ابی ذباب (صلوٰة التراویح ۵۹، ۶۰)

- اقول ان ما ضرب الالبانی فی الطنبور باطل مردود علی الحسود بوجوه اما اولا فلا نسلم ضعف الروایات وان کان ضعفها مسلما عنده وکم من الاحادیث ضعیفة او موضوعة صحیحة عنده وکم من الاحادیث الصحیحة ضعیفة او موضوعة عنده ولا شک ان تسلیم ضعف الروایات الی الاکابر من الائمة لا یصح وان کان لا ینسب الی بعض رفقائه الاتباع المتبوعین فلیس بشیء

---

[1] لا یخفی فصاحة هذه الکلمة علی ذوی الالباب تدبر لا یخفی فصاحة ادخال الالف واللام علی احدی عشرة رکعة

- البانی کہتا ہے کہ کبھی بعض کہیں گے کہ ہم نے ضعف کو تسلیم کیا ہے لیکن کثرت کی وجہ سے وہ آپس میں قوی کیوں نہیں ہو جاتیں۔ میں (البانی) کہتا ہوں کہ یہ دو وجوہ سے ... اول اس لئے کہ احتمال ہے کہ یہ کثرت حقیقی نہ ہو بلکہ صورۃً ہو کیونکہ ہمارے پاس سوا سائب بن یزید کی روایت اور روایت یزید بن رومان کے اور یحیی بن سعید کی منقطع روایت کے سوا کوئی نہیں۔ دوم ماسبق میں ہم نے ثابت کیا ہے کہ روایت مالک کی محمد بن یوسف ثقہ ثبت سے اور پھر اس کا سائب بن یزیدؓ سے گیارہ رکعات کی روایت صحیح یہی ہے۔ اور جس نے مالک کا خلاف کیا تو اس نے غلطی کی ہے اور جس نے محمد بن یوسف کا خلاف کیا ہے وہ بھی خطا ہے جیسا کہ ابن خصیفہ اور ابن ابی ذباب نے کیا ہے۔ صلوٰۃ التراویح ۵۹، ۶۰

- میں کہتا ہوں کہ البانی نے جو نغمہ طنبور پر بجایا ہے، یہ حسد کرنے والوں پر چند وجوہ سے باطل اور مردود ہے۔ اولاً ہم کہ ہم روایات کو ضعیف سمجھتے نہیں تو ہم نے کب تسلیم کیا ہے کہ یہ خود دو کیل بنتا ہے اور اگر اس کے نزدیک روایات ضعیف ہیں تو کتنی ضعیف اور موضوع احادیث ہیں اس کے نزدیک صحیح ہیں اور کتنی صحیح احادیث اس کے نزدیک ضعیف اور موضوع ہیں اور ضعف الروایات اکابر کی طرف منسوب کرنا صحیح نہیں اگر بعض تابعین اور متبعین البانی کو مسلم ہو تو کوئی حقیقت نہیں رکھتی

واما ثانیاً فانه لیس له... حقیقیة لعدم وجود الروایات عنده سوی روایة السائب بن یزید مردود علیه لانا قد ذکرنا فیما سبق وثبات العشرین حدیث امیرالمؤمنین علی بن ابی طالبؓ وکذلک ذکرنا روایات اخری للتائید وعدم وجود روایات اخری لیس دلیلاً علی العدم فی نفسه علو ان الاحتمال لا یسمن ولا یغنی من جوع تدبر۔

واما ثالثاً فان روایة یزید بن رومان وان کانت منقطعة لکنها معضدة بعمل الصحابۃؓ والتابعین والائمة المجتهدین فلا انکار عنه من غفلة الحاسدین۔

واما رابعاً فانه یقول بان روایة محمد بن یوسف الثقة الثبت اولی من روایة یزید بن خصیفة مردود علیه لان روایة یزید بن خصیفة الثقة الثبت الحجة اولی بالقبول من روایة محمد بن یوسف لاضطرابها ولذا عمل بروایة یزید بن خصیفة الائمة المجتهدون والتابعون والمحدثون وفقهاء المذاهب الاربعة وجمهور العلماء۔

اما خامساً فان من یروی التراویح العشرین فهو لیس بمخالف عن روایة الامام مالکؒ وانه روی روایة التراویح العشرین واما روایة محمد بن یوسف وهی وان رواها امام مالکؒ لکنها مضطربة فروایة یزید بن رومان اولی بالقبول من روایة محمد بن یوسف تدبر

- دوم یہ کہنا ہے کہ احتمال ہے کہ یہ کثرۃ صورۃ ہو حقیقی نہ ہو کیونکہ السائب بن یزید کی روایت بغیر روایات نہیں یہ اس پر مردود ہے اس لئے کہ ہم نے بیس تراویح کے اثبات کے لئے علیؓ کی صحیح روایت اور اس طرح دیگر روایات برائے تائید ذکر کیں ہیں۔ تو اس کے پاس عدم وجود دلائل مستلزم نہیں عدم فی نفسہ کے لئے علاوہ نفس احتمال کوئی مفید نہیں۔ فکر کر۔
- سوم یزید بن رومان کی روایت اگر منقطع ہے لیکن عمل صحابہؓ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین سے مؤید ہے تو اس سے انکار کرنا حاسدوں کی غفلت پر مبنی ہے۔
- چہارم یہ کہنا ہے کہ محمد بن یوسف ثقہ ثبت کی روایت یزید بن خصیفہ سے اولیٰ ہے یہ اس پر مردود ہے اس لیے کہ یزید بن خصیفہ ثقہ ثبت حجۃ کی روایت اولیٰ بالقبول ہے محمد بن یوسف کی مضطرب روایت سے اسی وجہ سے تو یزید بن خصیفہ کی روایت پر تمام ائمہ مجتہدین اور تابعین اور چار مذاہب کے فقہاء نے عمل کیا ہے۔
- پنجم جو بیس رکعات تراویح کی روایت کرتا ہے یہ امام مالکؒ بیس رکعات بروایت یزید بن رومان سے موافق ہے اور محمد بن یوسف کی روایت اگر چہ امام مالکؒ نے روایت کی ہے۔ لیکن مضطرب ہے لہٰذا غیر مضطرب پر عمل کرنا اولیٰ ہے مضطرب کے عمل کرنے سے۔

قال الالبانی : واذا تبین ضعف ... روایة ... فلا ضرورة حینئذ الی الجمع بینها وبین الروایة الصحیحة کما فعل بعضهم فقال انهم کانوا یقومون اولا باحدی عشرة رکعة ثم کانوا یقومون بعشرین ویوترون بثلاث لانا نقول ان الجمع فرع التصحیح وهذه الروایات غیر صحیحة فلا داعی بجمع المذکور علی انه یمکن معارضة هذا الجمع فقال المبارکفوری ۲/۷۶ عقب الجمع المذکور قلت فیه لقائل ان یقول بانهم کانوا یقومون اولا بعشرین رکعة ثم کانوا یقومون باحدی عشرة رکعة وهذا هو الظاهر لان هذا کان من اقالما هو الثابت عن رسول الله صلی الله علیه وسلم وذالک کان مخالف له فتفکر (صلوٰة التراویح ۵۹ و ۶۰)

اقول ان ما قاله باطل مردود بوجوه اما اولا فان قد اثبتت فیما سبق ان هذه الروایة صحیحة بلا شك وارتیاب وقال الالبانی الجمع فرع التصحیح فهذا هو الداعی للجمع بین الروایات فلا حاجة الی جمع الخرافات فتدبر

- البانی کہتا ہے کہ جب قاری کو عمرؓ کی روایت کا ضعف ظاہر ہوا تو جمع کرنے کی ضرورت نہیں اس گیارہ اور بیس رکعات کی روایت کے درمیان جیسا کہ بعض نے کیا ۔ اور کہا ہے کہ ابتدا عہد عمرؓ میں گیارہ رکعات سے قیام کرتے تھے پھر بیس رکعات سے قیام کرتے تھے اور تین وتر پڑھا کرتے تھے اس لئے کہ ہم کہتے ہیں کہ تطبیق فرع تصحیح ہے اور یہی روایات صحیح نہیں تو تطبیق کے لئے داعی نہیں علاوہ اس جمع کرنے سے معارضہ ممکن ہے مبارکپوری نے ۲/۷۶ میں جمع مذکور کے بعد کہا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ کہنے والا حق ہے کہ کہہ دے کہ یہ لوگ اول عہد عمرؓ میں بیس رکعات پڑھتے تھے پھر گیارہ پڑھا کرتے تھے اور یہی بات ظاہر ہے اس لئے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ عمل کے موافق ہے اور یہ دوسرا مخالف ہے تفکر کر۔ (صلوٰۃ التراویح ۵۹، ۶۰)
- میں کہتا ہوں کہ اس کا یہ قول چند وجوہ سے باطل اور مردود ہے اس لئے کہ ہم نے پہلے ثابت کیا ہے کہ یہ بیس رکعات کی روایات بلاشک و شبہ صحیح ہی ہیں اور البانی کہتا ہے کہ تطبیق فرع تصحیح ہے تو یہی داعی تطبیق کا ہے تو خرافات جمع کرنے کی ضرورت نہیں۔ تفکر

اما ثانیاً فان الالبانی لا یعمل بقول الائمة الاعلام مثل الحافظ البیهقی والامام الباجی وشیخ الاسلام ابن تیمیة بانهم صرحوا بالجمع المذکور لکنه مقلد للمبارکفوری ولذا وقع فی الورطة الظلماء

یامن تلهی و شیب الرأس ینذبه
ماذا الذی بعد شیب الرأس تنتظر
لو لم یکن لک غیر الموت موعظة
لکان فیه عن اللذات مزدجر

جذوة المقتبس ۱۶۶

دوم البانی پر تعجب ہے کہ یہ بڑے بڑے اکابر کے اقوال پر عمل نہیں کرتا جیسا حافظ بیہقیؒ اور امام باجی اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کہ انہوں نے تطبیق پر تصریحات فرمائی ہیں لیکن مبارکپوری کا مقلد ہے اور اس کی بات مانتا ہے اس لئے تو اندھیرں ________ میں گرتا ہے۔

اے وہ شخص جو دنیا میں ہیں جس کو سر کی سفیدی نے موت کی خبر دی ہے
سر کی سفیدی کے بعد کس چیز کا تو انتظار کر رہا ہے
اگر موت سے سوا تجھے نصیحت کرنے والا نہ ہو
تو اس میں لذات سے زجر کافی ہے،
جیسا کہ جذوۃ المقتبس ۱۶۶ میں ہے۔

• وأما ثالثاً فإن ما قاله من المعارضة لتقليد المباركفوري بأنه نقل قائل أن
يقول بأنهم كانوا يقومون أولاً بالعشرين ثم كانوا يقومون بإحدى عشرة
ركعة فلا يقول بهذا إلا مخبوط الحواس أو معتوه لأن معناه بأن الصحابة
أولاً كانوا يقومون بعشرين ركعة مخالفين عن سنة رسول الله صلى
الله عليه وسلم في زمن عمر وعثمان وعلي رضي الله عنهم ثم كانوا يقومون
بإحدى عشرة ركعة موافقين لسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم
سبحانك هذا بهتان عظيم نعوذ بالله من حسد الجاهلين

• وأما رابعاً فإن ما قال بأن هذا كان موافقاً لما هو الثابت عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم وذاك كان مخالفاً له يرد قول المباركفوري لأنه دليل واضح على
أن الخلفاء الراشدين والصحابة كانوا مخالفين عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم بأنهم كانوا يؤدون عشرين ركعة ثم رجعوا من هذا فشرعوا

• سوم جو اس نے معارضہ مبارکپوری سے نقل کیا ہے کہ کہنے والا کہے گا کہ ابتداء میں بیس تراویح پڑھتے
تھے پھر اخیر میں گیارہ رکعات اس پر تو وہ شخص قول کرے گا کہ مخبوط الحواس ہو یا معتوہ اور پاگل
ہو۔ اس لئے کہ اس کا معنی تو یہ ہوا کہ صحابہؓ اول عہد عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی سنت کا خلاف کرتے ہوئے بیس رکعات پڑھتے تھے پھر اخیر عہد عمرؓ میں سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے موافقت کرتے ہوئے گیارہ رکعات پڑھتے تھے۔ پاک ہے تو
کیا بڑا بہتان ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگتے ہیں جاہلوں کے حسد سے۔

• چہارم یہ جو کہا ہے کہ یہ گیارہ رکعات اخیر میں اس سے موافق ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے ثابت ہے اور بیس رکعات اول میں یہ مخالف ہے یہ مبارکپوری کی تردید ہے،
کیونکہ یہ تو اس پر دلیل واضح ہوگئی کہ خلفائے راشدینؓ اور صحابہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی سنت سے مخالفت کرتے ہوئے بیس رکعات پڑھتے تھے پھر اس سے رجوع کرکے گیارہ رکعات

على احدى عشرة ركعة موافقة لسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم
فهذا الزام على الصحابة نعوذ بالله من هذه الجهالة
اما ثانياً فانه ما ثبت احدى عشرة ركعة من التراويح عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم وليس عندهم حديث صريح ۔ واما حديث عائشة رض

شروع کیں ہیں کیونکہ یہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے موافق ہیں تو
یہ الزام آگیا صحابہ رضی اللہ عنہم پر ، اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگتے ہیں ایسی جہالت سے۔
اور ثانیاً انہوں نے گیارہ رکعات تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں کیا
ہے ، اور نہ ان کے پاس کوئی صریح حدیث ہے ، اور جو عائشہ رض کی حدیث ہے۔

بانه [illegible] رمضان [illegible] في غيره على احدى عشرة ركعة ليس نصًا في التراويح بل لا تعلق له بها لان التراويح لا تكون في غير رمضان فلا يثبت منه مطلوب المباركفوري فكيف يفتي بمخالفة الطبع عن سنة سيد المرسلين

● اما سادسًا فانهم يصلون احدى عشرة ركعة بسور قصار فهم مخالفون عن حديث احدى عشرة ركعة لان فيه تصريح بان القارئ يقرأ بالمئين ......

وليس عليه عمل غير المقلدين الحاسدين

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زائد نہیں فرماتے تھے یہ تراویح میں نص نہیں بلکہ اس کا تعلق تراویح سے نہیں اس لیے کہ تراویح بغیر رمضان نہیں ہوتیں۔ تو مبارکپوری کا مطلب اس سے ثابت نہیں ہو سکتا تو فتوی کس طرح لگاتے بیس رکعات پر کہ یہ سنت سید المرسلین سے مخالف ہے۔

● ششم یہ لوگ تو گیارہ رکعات مختصر سورتوں سے پڑھتے ہیں تو یہ گیارہ رکعات والی روایت پر عامل نہیں اس لیے کہ اس میں تصریح ہے کہ قاری تو سو آیات پڑھا کرتے تھے تو اس پر غیر مقلدین حاسدین عمل نہیں کرتے۔

قال الولبانی . الالعشرون توضح انما کان نقلة و قد زالت . علی انا لو فرضنا ان احدا لم یقنع من البیان السابق بضعف عدد العشرین عن عمرؓ وھذا بعید جدا عن العالم المنصف او فرضنا ان احدا جاءنا بروایة صحیحة عن عمرؓ بالعدد المذکور وھذا ابعد من الاول فانا نقول انه لا یلزم من ذلک التزام اهل بهذا العدد بحیث یهجر العمل بما ثبت فی السنة عنه صلی الله علیه وسلم من الوحدی عشرة رکعة فضلا عن ان یعتبر العامل بهذه السنة خارجا عن الجماعة ذلک لان التزام شیء زائد علی الفعل فی مثل ما نحن فیه اذ ان فعل عمرؓ للعشرین انما یدل علی مشروعیته فقط ولا یفید اکثر من ذلک لانه مقابل بفعل النبی صلی الله علیه وسلم المخالف له من حیث العدد فلا یجوز والحالة هذه اهدار فعله علیه الصلاة والسلام والاعتراض عنه بالتزام ما فعله عمرؓ فقط بل غایة ما یستفاد منه جواز الاقتداء فی فعله مع الجزم والقطع بان الاقتداء

البانی کہتا ہے کہ بیس اگر ثابت بھی ہو جائیں تو کسی علت کی وجہ سے تھیں اور وہ علت زائل ہو گئی علاوہ اگر ہم فرض کریں کہ ماسبق بیان سے ایک شخص قانع نہیں ہوتا کہ بیس رکعات کی روایات ضعیف ہیں اور یہ نہایت دور کی بات ہے ایک عالم منصف سے یا ہم فرض کریں کہ عمرؓ سے کوئی شخص صحیح روایات پیش کریں یہ پہلے سے زیادہ بعید ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اس سے لازم نہیں آتا کہ اس پر عمل کرنا لازم کریں اور جو گیارہ رکعات سنّت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں وہ چھوڑ دیں چہ جائیکہ اس عمل کرنے والے کو خارج از جماعت کریں کیونکہ عمرؓ کا بیس رکعات پڑھنا زیادہ سے زیادہ مشروعیت اور جواز پر دلالت کرتا ہے اور زیادہ مفید نہیں اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے عدد کے لحاظ سے مخالف ہے تو یہ جائز نہیں اور اس میں فعل عمرؓ کو کرنا اور فعل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چھوڑنا آیا ہے حالانکہ زیادہ سے زیادہ عمرؓ کے فعل کے ساتھ اقتدار کا جواز مستفاد ہوتا ہے اور باوجود یکہ اس پر یقین ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے

بفعله عليه الصلوٰة والسلام افضل ... ولا يرتاب فيه عاقل اصلاً

• اقول ان ما قاله الالبانی باطل مردود بوجوه اما اولاً فانه قال العشرون ان صح فان كان لعلة وقد زالت لعلة رويدي باعتقادان العلة التي بنيها المحدثون ان لما ضعف الناس عن تطويل القيام امرهم عمر بثلاث وعشرين ركعة بل جاء الخفيف عنهم من طول القيام فمن اين علم الالبانی

اختصار کرنا افضل ہے اور اس میں عاقل شک نہیں کرے گا۔ (رسالہ البانی ۶۰)

• میں کہتا ہوں کہ جو البانی نے کہا وہ چند وجوہ سے باطل اور مردود ہے اول اس لئے کہ یہ کہتا ہے کہ بیس تراویح اگر صحیح ہو جائیں تو وہ علت پر مبنی ہے اور وہ علت زائل ہو گئی شاید اس کو پتہ نہیں کہ علت تو محدثین یہ بیان کرتے ہیں کہ جب تطویل قیام لوگوں پر بوجھ ہو گیا تو عمرؓ نے ان کو مع وتر ۲۳ رکعات پر امر فرمایا کہ یہ تخفیف طول قیام سے ہو جائے تو البانی کو علت کا زائل ہونا

بان هذه العلة لا تثبت بل ان الالباني مقلد للمباركفوري ولذا وقع في ورطة ظلماء ولا يدري بان اتباع الصحابة والتابعين والائمة المجتهدين وفقهاء المذاهب الاربعة خير ام اتباع المباركفوري المتوفى ١٣٥٣ھ وغيره من شرذمة قليلة التي تقول للتراويح العشرين بانها بدعة وضلالة ولذا لا يدري بوجود العلة وعدمها ۔

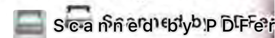
- واما ثانيا فانا قد اثبتنا التراويح العشرين بالروايات الصحيحة عن عمرؓ وعثمانؓ وعلي رضي الله عنهم فان لم يقنع بها عالم فهو بعيد عن العدل والانصاف سيما عن مثل هذا العالم المجتهد الجديد الذي بيده التضعيف والتوثيق وازالة العلة ووجودها ...

- واما ثالثا فانه قال بانه يلزم من الالتزام للعمل بالعشرين هجر العمل بما ثبت في السنة عن النبي صلى الله عليه وسلم لعله لا يدري بان عدد الاكثر لا ينافي الاقل فمن يصلي التراويح العشرين

کہاں سے معلوم ہوا بلکہ البانی مبارکپوری کا مقلد ہے اس لئے اندھیروں میں گر جاتا ہے اور اس کو معلوم نہیں کہ صحابہؓ اور تابعینؒ اور ائمہ مجتہدین اور چار مذاہب کی اتباع کرنا بہتر ہے یا مبارکپوری متوفیٰ ۱۳۵۳ھ وغیرہ تھوڑی جماعت کی اتباع کرنا جو بیس رکعات کو بدعت اور گمراہی سمجھتے ہیں اس وجہ تو اس کو وجود علت اور عدم علت کا پتہ نہیں لگتا ۔

- دوم ہم نے بیس تراویح کو صحیح روایات کے ساتھ عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ سے ثابت کی ہیں تو اس پر اگر عالم قانع نہیں ہوتا تو یہ عدل و انصاف سے بہت دور ہے خاص کر ایسا عالم مجتہد جدید جس کے ہاتھ میں تضعیف و توثیق اور وجود علت اور ازالہ علت ہیں ۔

- سوم یہ جو کہا ہے کہ بیس پر عمل کرنے سے ہجران العمل آتا ہے اس کا جو نبی صلی اللہ علیہ سے ثابت ہیں شاید اس کو یہ پتہ نہیں کہ عدد اکثر عدد اقل کا منافی نہیں تو جو شخص بیس رکعات پڑھتے ہیں گروہ گیارہ



فهو بهجر [illegible] عشرة ركعة [illegible]

عامل بالحديثين كما لا يخفى الا على مفقود العينين

- أما رابعا فانه قال بان فعل عمر يدل على مشروعيته فقط ولا يفيد اكثر من ذلك وانه مقابل بفعل النبي صلى الله عليه وسلم. وهذا هو جهل الالباني او تجاهله لان فعل عمر ما كان مخالفا من فعل

رکعات پر عمل کرتے ہیں۔ کیونکہ اس نے دونوں حدیثوں پر عمل کیا جیسا کہ مخفی نہیں مگر مفقود العینین پر۔

- چہارم یہ جو کہا ہے کہ عمرؓ کا فعل صرف جواز پر دلالت کرتا ہے اس سے زیادہ مفید نہیں کیونکہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کے مخالف ہے۔ یہ البانی کی جہالت یا تجاہل ہے۔

کیونکہ جب عمرؓ کا فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل

النبی صلی الله [illegible] النبی صلی الله علیه وسلم فکیف یتفوه الالبانی بان فعله یدل علی المشروعیة ولما کان عمر رضی الله عنه یعمل عملا مخالفا عن فعل رسول الله صلی الله علیه وسلم فعله غیر مشروع ولا یجوز لنا اتباعه فکیف یتفوه الالبانی بالمشروعیة نعوذ بالله من هذه الخرافات.

• اما خامسا فان الالبانی قد اجترأ بحیث الزم علی امیر المؤمنین عمر بن الخطابؓ بانه احدث بدعة ضلالة وهی بدعة العشرین رکعة مخالفا عن فعل رسول الله صلی الله علیه وسلم وقد ترک العمل واعرض عما فعل النبی صلی الله علیه وسلم. سبحانک هذا بهتان عظیم... لان عمر رضی الله عنه کان وقافا علی کتاب الله تعالی وسنة رسوله صلی الله علیه وسلم

سے مخالف اور اس کا مقابل ہے تو البانی مشروعیت پر تلفظ کس طرح کرتا ہے توجب عمرؓ ایسا فعل کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے مخالف ہو تو اس کا کرنا غیر مشروع ہے، اور نہ ہم کو اس کی اتباع کرنا جائز ہے تو البانی مشروعیت پر تلفظ کیسے کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگتے ہیں ایسے خرافات سے۔

• پنجم البانی نے عمرؓ پر الزام لگانے میں بڑی جرأت کی ہے کہ اس نے بیس تراویح بدعت اور گمراہی کی ایجاد کی ہے اس لیے کہ یہ عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے مخالف ہے اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو چھوڑ کر اس سے اعراض کیا ہے۔ پاک ہے تیرے لیے کتنا بڑا بہتان ہے، کیونکہ حضرت عمرؓ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ

ولذا قال عليه الصلوٰة والسلام عليكم بسنتى وسنة الخلفاء الراشدين فهل يمكن ان يقول النبى صلى الله عليه وسلم فى حق من يخالف عن فعل النبى صلى الله عليه وسلم بلزوم الاتباع نعوذ بالله من التلفظ بمثل هذا الكلام

• اما سادسًا فانه قال بان غاية ما يستفاد منه جواز الاقتداء به فى ذلك مردود عليه لانه لا يجوز لنا الاقتداء باى من كان اذا كان عمله مخالفا عن عمل رسول الله صلى الله عليه وسلم، فتدبر

علیہ وسلم پر وقاف تھے اور اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم پر لازم ہے میری سنّت اور خلفائے راشدین کی سنّت کی اتباع کرنا اور کیا یہ ممکن ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ان لوگوں کی سُنّت کی اتباع پر امر کریں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے خلاف کرتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی باتوں پر تلفظ کرنے سے پناہ مانگتے ہیں

• ششم اس نے کہا ہے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ اقتدار کی جواز مستفاد ہوتا ہے اور یہ اس پر مردود ہے اس لئے کہ جس شخص کا عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے مخالف ہو جو بھی ہو تو اس کی اتباع ہم کو جائز نہیں۔ تجربہ کر۔

اما سابعاً فانه قال مع الجزم والقطع بان الاقتداء بفعله عليه الصلوٰة والسلام افضل وهذا امر مسلم بين جميع المسلمين لكن الالباني لا يقدر ان يثبت التراويح احدى عشرة ركعة فى رمضان عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بالنص الصريح ولذا ما ذكر احد من متبوعى الالباني نصا صريحا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم لاحدى عشرة ركعة والا لا يمكن ان يخالفه الائمة المجتهدون والمحدثون وفقهاء المذاهب الاربعة فينبغى ان لا يجترأ الالباني بالتفوه على بدعة العشرين مقلدا لشرذمة قليلة وينبغى له الرجوع عما قاله فى رسالته ص۲۰ و ۳۵ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب .

ہفتم ۔ اس نے کہا ہے کہ یقین اور قطعیت کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی اقتداء کرنا افضل ہے یہ تو تمام مسلمانوں کے درمیان میں ایک مسلم حقیقت ہے لیکن البانی کی یہ طاقت نہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نص صریح کے ساتھ ماہ رمضان میں گیارہ رکعات ثابت کریں اور اسی وجہ سے البانی کے متبوعین میں سے کسی نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گیارہ رکعات تراویح کے لئے نص نہیں پیش کیا ہے ۔ اگر نص صریح ہوتی تو ممکن نہیں کہ اس کا خلاف ائمہ مجتہدین اور محدثین اور چار مذاہب کے فقہاء کرتے تو البانی کو اتنی جرأت نہیں چاہیئے کہ وہ شرذمۃ قلیلہ کی تابعداری کی وجہ سے بیس رکعات تراویح پر بدعت کا اطلاق کریں اور جو اپنے رسالہ ۲۰ و ۳۵ میں کہا ہے ۔ چاہیئے کہ اس سے رجوع کریں ۔

اے رب ہمارے دلوں کو بعد اس سے کہ آپ نے ہم کو ہدایت کی ہے نہ پھیر اور ہم کو اپنی طرف سے رحمت دے کہ تحقیق آپ ہیں دینے والے ۔

• قال الالبانی ذکر غیر واحد من العلماء ان مضاعفة العدد کانت عوضا عن طول القیام اقول فهذه المضاعفة مع تخفیف القراءة فی القیام لو فعلها عمر لکان له ما قد یبرره فی ذلک العصر ولکنه مع ذلک کانوا لا یفرغون من صلوٰة التراویح فی عهد عمر الا مع الفجر کما سبق ص ۴۵ (صلوٰۃ التراویح ۶۱)

اقول وقد اثبتنا من الروایات الصحیحة بانهم کانوا یقومون فی عهد عمر رضی الله عنه بعشرین رکعة فوقع التعارض بینها وبین اللتی احال علیها الالبانی وفیها - کانوا لا یفرغون عن صلوٰة التراویح فی عهد عمرؓ الا مع الفجر وهذه الروایة اللتی قد ذکرنا الکلام علیها ۔۔۔ ولذا ذکر غیر واحد من العلماء تطبیقا بین الروایتین بانهم کانوا یقومون فی الابتداء باحدی عشرة رکعة لکن مع طول القیام کما ذکره شیخ الاسلام ابن تیمیةؒ وغیره من المحدثین والفقهاء فلما شق علی الناس قام بهم ابی بن کعبؓ فی زمن عمرؓ بامرہٖ بعشرین رکعة. هذا هو تطبیق الائمة الاعلام حقیق بالقبول کما لا یخفی علی ذوی الالباب

• البانی کہتا ہے کہ بہت سے علماء نے ذکر کیا ہے کہ دوگنا عدد تراویح یہ طول قیام کا عوض ہے میں کہتا ہوں کہ یہ تخفیف القراءۃ قیام میں اگر عمرؓ کر لیتا تو اس زمانہ میں ظاہر ہوتا لیکن اس کے باوجود عہد عمرؓ میں تراویح سے فارغ نہیں ہوتے مگر صبح کو۔۔۔ جیسا کہ سبق ۴۵ میں گزرا ہے (رسالہ ۶۱)

میں کہتا ہوں کہ ہم نے صحیح روایات سے ثابت کیا ہے کہ عہد عمرؓ میں بیس تراویح پڑھا کرتے تھے تو ان روایات کے درمیان اور اس روایت کے جو البانی حوالہ دیتا ہے تعارض آیا ، تو اس وجہ سے علماء نے ان روایات کے درمیان تطبیق دی کہ ابتداء عہد عمرؓ میں گیارہ رکعات پڑھتے تھے لیکن قیام طویل کرتے تھے جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ وغیرہ نے ذکر کیا ہے تو جب لوگوں پر یہ بھاری ہوا تو ابی بن کعبؓ عہدِ عمرؓ میں آپؓ کے امر سے بیس تراویح شروع کیں یہی تطبیق ائمہ اعلام کی قبول کرنے کی حقدار ہے جیسا کہ عقل والوں پر مخفی نہیں

- قال الالبانی - وكانوا مع هذا التخفيف المزعوم يقرأ اما مهم فى الركعة الواحدة مابين العشرين والثلاثين اية يضاف الى ذلك انهم كانوا يسوون بين الاركان من القيام والركوع والسجود ومابين ذلك فيطيلونها حتى تكون بعضها قريبا من بعض ويكثرون فيها من التسبيح والتحميد والدعاء والذكر كما هو السنة فى كل ذلك (صلوة التراويح ٦١)
- اقول لعله قد خبط على الالبانى لان الامام اذا كان يقرأ ما بين العشرين والثلاثين ثم يمكث هكذا فى الركوع والسجود هذا هو التطويل وكانوا يفعلونها فى احدى عشرة ركعة كما يعلم مما روى الحافظ ابن ابى شيبة عن محمد بن يوسف ان السائب اخبره ان عمر جمع الناس على ابى وتميم فكانا يصليان احدى عشرة ركعة يقرأ بالمئين فى رمضان

- البانی کہتا ہے کہ اس تخفیف مزعوم کے ساتھ امام ایک رکعت میں بیس اور تیس آیات کے درمیان پڑھتے تھے اور اس کے ساتھ قیام، رکوع اور سجود وغیرہ ارکان میں مساوات کرتے تھے اور تسبیح وتحمید اور دعا اور ذکر بھی زیادہ کیا کرتے تھے جیسا کہ سُنّت طریقہ ہے (صلوۃ التراویح ۶۱)
- میں کہتا ہوں کہ شاید البانی پر خبط آیا اس لئے کہ امام جب بیس اور تیس آیات کے درمیان پڑھتے ایسا پھر اتنی دیر رکوع اور سجود میں ٹھہرتے ہیں تو یہی تطویل ہے جو گیارہ رکعات میں کیا کرتے تھے جیسا کہ حافظ ابن ابی شیبہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ جو محمد بن یوسف سے روایت ہے کہ اس کو السائب نے خبر دی ہے کہ عمرؓ نے صحابہ کو ابیؓ اور تمیمؓ پر جمع کیا تو وہ گیارہ رکعات پڑھتے تھے اور رمضان میں کئی سو آیات پڑھتے تھے۔

حدثنا ابومعاویۃ عن عاصم عن ابی عثمان قال دعا القراء فی رمضان فامر اسرعهم قراءة ان یقرأ ثلاثین اٰیۃ والوسط خمسا وعشرین اٰیۃ والبطئ عشرین اٰیۃ وعن عبد الرحمن بن هرمز عن ابیه قال ادرکت فی شهر رمضان یربطون الحبال یستمسکو بها من طول القیام کما فی المصنف ۲/۳۹۲

فهذه الروایات کلها تدل علی تطویل القراءة مع طول القیام فکیف یقول الالبانی التخفیف المزعوم

اسی طرح ابو عثمان سے روایت ہے کہ رمضان میں قاریوں کو بلایا اور اس میں تیز قرأت کرنے والے کو امر فرمایا کہ تیس آیات پڑھیں اور درمیانی پچیس آیات اور سست بیس آیات۔ اسی طرح عبدالرحمٰن بن ہرمز عن ابیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو ماہ رمضان میں پایا کہ وہ طول قیام کی وجہ سے رسیوں سے اپنے آپ کو باندھ لیتے تھے جیسا کہ

مصنف ۲/۳۹۲ میں ہے۔

تو یہ تمام روایات اسی پر دلیل ہیں کہ یہ طول القرأۃ مع طول القیام تھی تو البانی کیسے کہتا ہے کہ

تخفیف مزعوم ...... فکر کر

ما قال الالبانی ان اکثر ائمۃ المساجد یخففون القراءۃ فی ھذہ الصلوۃ الی درجۃ لو قیل لھم خففوا القراءۃ لما وجدوا سبیلا الی ذلک الا ان یترکوا القراءۃ مطلقا بعد الفاتحۃ او ان تقتصروا فی احسن الاحوال علی مثل ایۃ مدھا متان / وقد بلغنی ان بعضھم فعل ذلک (صلوۃ التراویح ۶۲)

اقول ھذا امر مسلم بیننا و بینہ لانا ایضا نرد مثل ھذہ صلوۃ التراویح حیث یقرأ الامام بنفس واحد ولا یطمئن فی الرکوع ولا فی السجود کما ذکرنا فیما سبق

قال الالبانی فی الحاشیۃ روی ابن ابی شیبۃ ۲/۸۹/۲ والفریابی ۲/۷۶ بسند صحیح عن عمر انہ دعا القراء فی رمضان فامر اسرعھم قراءۃ ان یقرأ بثلاثین آیۃ والوسط خمسۃ و عشرین والبطئ عشرین آیۃ الخ علی صالح

البانی کہتا ہے کہ اکثر ائمہ مساجد نماز تراویح میں قرارت اتنی خفیف کرتے ہیں کہ اگر ان کو کہا جائے کہ قرارت میں تخفیف کرو تو اس کا اور کوئی طریقہ نہیں ہوگا سوا اس کے کہ وہ فاتحہ کے بعد سورۃ کو چھوڑ دیں۔ اور یا صرف مدھامتان پر اکتفا کریں اور مجھے معلوم ہوا کہ بعض نے ایسا کیا ہے (صلوۃ التراویح ۶۲)

میں کہتا ہوں کہ یہ بات تسلیم شدہ حقیقت ہمارے اور اس کے درمیان ہے کیونکہ ہم بھی ایسی نماز تراویح کی تردید کرتے ہیں کہ امام ایک ہی سانس میں آخر سورۃ تک پڑھیں اور رکوع و سجود میں اطمینان نہ کریں جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے . . .

البانی حاشیہ میں کہتا ہے کہ ابن ابی شیبہ نے ۲/۸۹/۲ اور فریابی ۲/۷۶ میں سند صحیح عمر سے روایت کی ہے کہ اس نے قاریوں کو بلایا اور تیز قرارت والے کو امر فرمایا کہ تیس آیات پڑھیں اور درمیانی ۲۵ اور سست ۲۰ آیات ۔ حاشیہ ۲ بر ۶۱

- اقول وقد ذكرنا ان التوثيق والتضعيف بيد الالباني وقال بسند صحيح مع ان سنده ليس بصحيح ولذا ما ذكر اسناد الحديث لانه رواه ابن ابي شيبة في مصنفه وقال حدثنا ابو معاوية عن عاصم عن ابي عثمان قال دعا القراء في رمضان الخ
- واما ابو معاوية فقال الحافظ ابن ابي حاتم انا عبد الله بن احمد بن محمد بن حنبل فيما كتب الي قال سمعت

میں کہتا ہوں کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ توثیق وتضعیف البانی کے ہاتھ میں ہے اسی وجہ سے بسند صحیح بتایا حالانکہ یہ سند صحیح نہیں اسی وجہ سے تو البانی نے اسناد ذکر نہیں کیا۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں ابو معاویہ اس نے عاصم اس نے ابی عثمان سے روایت کی ہے کہ قاریوں کو رمضان میں بلایا الخ

- رہا ابو معاویہ ہے تو حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن احمد بن محمد بن حنبل نے اپنے مکتوب میں خبر دی ہے

ابی یقول ابو معاویۃ الضریر فی غیر حدیث الاعمش لا یحفظها حفظا جیدا [1]

وقال الامام عبد اللہ بن احمد بن حنبلؒ ۔ قال ابی ابو معاویۃ من اصحاب الاعمش قلت لہ مثل سفیان قال لا سفیان فی طبقات اخری مع ان ابا معاویۃ یخطئ فی احادیث من احادیث الاعمش [2]

قال الحافظ المزیؒ ۔ محمد بن حازم ابو معاویۃ الضریر وقال العجلی ثقۃ یری الارجاء کان لین القول یعنی فیہ وقال یعقوب بن شیبۃ کان من الثقات وربما دلس وکان یری الارجاء فیقال ان وکیعا لم یحضر جنازتہ وقال ابن خراش صدوق وھو فی الاعمش ثقۃ وفی غیرہ اضطراب ذکرہ ابن حبان فی الثقات ۔ قال کان حافظا متقنا لکنہ کان مرجئا خبیثا [3]

---

[1] الجرح والتعدیل ۷/۲۴۷ [2] کتاب العلل ومعرفۃ الرجال ۱/۱۹٤ رقم ۱۱۰۷ مطالع ۱/۳۰۸ رقم ۲۵۰۸ [3] تہذیب الکمال ۱۱۹۲

کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ ابو معاویہ الضریر بغیر حدیث اعمش صحیح حفظ نہیں کرتا جیسا کہ الجرح والتعدیل ۷/۲۴۷ میں ہے ۔ اور امام عبداللہ بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا کہ ابو معاویہ اصحاب اعمش سے ہیں تو میں نے کہا کہ سفیان کی طرح ۔ آپ نے فرمایا کہ سفیان تو دوسرے طبقہ کا ہے اور اس کے باوجود ابو معاویہ حدیث اعمش میں بھی خطا کرتا تھا جیسا کہ کتاب العلل ومعرفۃ الرجال ۱/۱۹٤ میں ہے مطالع کبریٰ ۱/۳۰۸ رقم ۲۵۰۸ ۔ حافظ مزی فرماتے ہیں کہ محمد بن حازم ابو معاویہ الضریر کو عجلی ثقہ کہتے ہیں اور اس میں لین القول تھے اور یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں کہ ثقہ تھے اور بسا اوقات تدلیس کرتے تھے اور وکیع اس کے جنازہ میں شریک نہیں ہوئے تھے، ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے پھر فرمایا ہے کہ حافظ متقن تھے لیکن مرجیہ خبیث تھے جیسا کہ تہذیب الکمال ۱۱۹۲ میں ہے ۔

- وقال الامام ابن سعد: ابو معاوية الضرير وكان ثقة كثير الحديث يدلس وكان مرجئا توفي بالكوفة سنة خمس وتسعين ومائة فلم يشهده وكيع [له]
- قال الحافظ الذهبي ابو معاوية الضرير احد الائمة الاعلام الثقات ... وقال ابن خراش يقال هو في الاعمش ثقة وفي غيره فيه اضطراب وقال الحاكم احتج به الشيخان وقد اشتهر عنه غلو التشيع وروى عباس عن ابن معين قال روى ابو معاوية عن عبيد الله احاديث مناكير وقال يعقوب ثقة ربما دلس [ه]

[له] الطبقات الكبرى ٦/٣٩٢ [ه] ميزان الاعتدال ٤/٥٧٥

- امام ابن سعد فرماتے ہیں ابو معاویہ ثقہ کثیر الحدیث تھے اور تدلیس کیا کرتے تھے اور کوفہ میں ۱۹۵ھ میں وفات پا گئے تھے اور وکیع ان کے جنازہ میں حاضر نہ ہوئے۔ جیسا کہ الطبقات الکبریٰ ۶/۳۹۲ میں ہے
- حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ ابو معاویہ ائمہ اعلام ثقات میں سے ہیں، ابن خراش کہتے ہیں کہ اعمش میں ثقہ اور اس کے سوا اس میں اضطراب ہے
اور حاکم کہتے ہیں کہ شیخین نے اس سے احتجاج کیا ہے اور یہ غالی شیعہ تھے
اور عباس ابن معین سے نقل کرتے ہیں کہ
ابو معاویہ عبید اللہ سے منکر احادیث روایت کرتے تھے اور
یعقوب نے ثقہ کہا ہے اور کہا ہے کہ
بسا اوقات تدلیس کرتے تھے جیسا کہ
میزان الاعتدال ۴/۵۷۵ میں ہے

قال الحافظ الذہبی قال یعقوب بن شیبۃ ثقۃ وکان یدلس وکان یری الارجاء قال ابن خراش صدوق وھو فی الاعمش ثقۃ وفی غیرہ فیہ اضطراب لہ

• قال الحافظ العسقلانی۔ محمد بن حازم۔ قال عبد اللّٰہ بن احمد سمعت ابی یقول ابو معاویۃ الضریر فی غیر حدیث الاعمش مضطرب لا یحفظہا حفظا جیدا لہ قال یعقوب بن شیبۃ کان من الثقات وربما دلس وکان یری الارجاء۔۔ ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال کان حافظا متقنا ولکنہ مرجئا خبیثا قال ابن سعد کان ثقۃ کثیر الحدیث یدلس لہ

لہ طالع سیر اعلام النبلاء ۹/۷۳ الی ۷۸

طالع الکاشف ۳/۳۳ • دول الاسلام ۱/۱۲۳ • تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۹۴

طالع کتاب العلل ۱/۱۱۹ و ۲۸۶ للامام احمد بن حنبل

لہ تہذیب التہذیب ۹/۱۳۷ الی ۱۳۹ • طالع التاریخ الکبیر ۱/۷ • المعارف لابن قتیبۃ ۲۲۲

• النجوم الزاہرۃ ۲/۱۶۸ • خلاصۃ تذہیب الکمال ۲۲۴ • شذرات الذہب ۱/۳۴۳

• طبقات المدلسین ۲۶ للحافظ العسقلانی • ثقات ابن حبان ۷/۴۴۲ • تاریخ الثقات ۴۰۳

• اور حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ یعقوب بن شیبہ ثقہ کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بسا اوقات تدلیس کرتا تھا اور ابن خراش صدوق کہتے ہیں اور اعمش میں ثقہ اور اس کے سوا اس میں اضطراب تھا جیسا کہ سیر اعلام النبلاء ۹/۷۳ تا ۷۸ میں ہے (مندرجہ بالا کتابیں مطالعہ کریں)۔

• حافظ عسقلانی فرماتے ہیں محمد بن حازم۔۔۔ عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں کہ میں نے باپ سے سنا ہے کہ ابو معاویہ الضریر حدیث اعمش کے سوا مضطرب تھے اور صحیح حفظ نہیں کرتے

یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں کہ یہ ثقات میں سے تھے اور بسا اوقات تدلیس کرتے تھے، ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے کہ یہ حافظ اور متقن تھے لیکن مرجیہ خبیث تھے۔ ابن سعد فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ کثیر الحدیث تھے اور تدلیس کرتے تھے

جیسا کہ تہذیب التہذیب ۹/۱۳۷ تا ۱۳۹ میں ہے۔

(نوٹ) مندرجہ بالا کتابیں مطالعہ کریں۔ اعادہ کی ضرورت نہیں

ولما كان ابو معاوية مدلسا ومرجئا خبيثا وهو فى غير حديث الاعمش مضطرب بل عند الامام احمد بن حنبل فى حديث الاعمش ايضا مضطرب ؟ بعن فكيف يقول الالبانى بسند صحيح ـ لكن الحسد يعمى ويصم لانه مقلد لمحمد بن اسماعيل الصنعانى المتوفى سنة ١١٨٢ھ ومقلد لعبد الرحمن المباركفوري المتوفى سنة ١٣٥٣ھ من القرن الرابع عشر ولذا يقع فى كل شر ثم لا يكون له مفر ويرد على الائمة المجتهدين وعلى المحدثين وعلى ائمة الدين ويعمل باقوال غير المقلدين

اور جب ابو معاویہ مدلس مرجیہ خبیث تھے اور حدیث اعمش کے علاوہ مضطرب تھے بلکہ امام احمد بن حنبل کے نزدیک حدیث اعمش میں بھی مضطرب تھے اور یہ مندرجہ بالا حدیث عن سے ہے تو البانی سند صحیح کیسے کہتے ہیں لیکن حسد اندھا اور بہرا کر دیتا ہے

کیونکہ یہ محمد بن اسماعیل صنعانی متوفی سنہ ۱۱۸۲ھ اور عبد الرحمن مبارکپوری متوفی سنہ ۱۳۵۳ھ کا مقلد ہے اسی وجہ سے ہر شر میں گر جاتا ہے پھر اس کو بھاگنا نصیب نہیں ہوتا اور ائمہ مجتہدین اور محدثین اور ائمہ دین پر تردید کرتا ہے اور غیر مقلدین کے اقوال پر عمل کرتا ہے ۔

قال الألبانی - لم يثبت عن أحد من الصحابة أنه صلاها عشرين ركعة تحقيق الآثار الواردة عنهم فى ذلك وبيان ضعفها . عن علي رضي الله عنه وله عنه طريقان الاول عن ابی الحسناء ان علیاً امر رجلاً يصلى بهم فى رمضان عشرين ركعة رواه ابن ابی شيبة والبيهقی ۲/۴۹۷ وقال فى هذا الاسناد ضعف قلت وعلته ابو الحسناء قال الذهبى لا يعرف وقال الحافظ مجهول (صلوٰة التراویح ۶۶)

أقول وقد مر مفصلاً بان ابا الحسناء ثقة وثقه الائمة الاعلام - قال الحافظ العجلی۔ الحسن بن ابی الحسن بصری ثقة كما فى تاريخ الثقات ۱۱۳

قال الحافظ ابن ابی حاتم ذكره ابی عن اسحاق بن منصور عن يحيى بن معين قال :

البانی کہتا ہے کہ کسی ایک صحابی سے ثابت نہیں جس نے بیس تراویح پڑھی ہوں ، ان آثار کی تحقیق جو ان سے وارد ہیں اور ان کا ضعف ۔ علی رضی اللہ عنہ سے دو طریقوں سے روایت ہے اول ابوالحسناء سے روایت ہے کہ علی نے ایک آدمی کو امر کیا کہ ان کو بیس رکعات تراویح پڑھائیں ابن ابی شیبہ اور بیہقی ۲/۴۹۷ میں نقل کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس اسناد میں ضعف ہے ۔ میں (البانی) کہتا ہوں کہ اس کی علت ابوالحسناء ہے ذہبی فرماتے ہیں کہ یہ غیر معروف ہے اور حافظ کہتے ہیں کہ مجہول ہیں (صلوٰۃ التراویح ۶۶)

میں (خان بادشاہ) کہتا ہوں کہ پہلے مفصل گذر چکا ہے کہ ابوالحسناء ثقہ ہیں اور بڑے بڑے ائمہ کرام نے اس کی توثیق کی ہے ۔ حافظ عجلی فرماتے ہیں کہ الحسن بن ابی الحسناء ثقہ ہیں تاریخ الثقات ۱۱۳

حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ میرے والد نے اسحق بن منصور اس نے یحیی بن معین سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے

ثقة ... سألت أبي عن الفضل بن أبي الحسناء فقال شيخ محله الصدق الجرح والتعديل ٣/٩

- وقال الحافظ المزيّ ... قال اسحٰق بن منصور عن يحيى بن معين ثقة تهذيب الكمال ٢٥٩ و ٥٩٨ • نسخة ثانية ٦/١٢٧
- وقال الحافظ الذهبيّ .. وثقه ابن معين وهو بصرى ميزان الاعتدال ١/٢٨٥
- طالع التهذيب ٢/٢٧١ • التقريب ٦٩ • الانساب ٥٠٩/١٠ • التاريخ الكبير ١/١٢٢
- الكنى للمسلم ٤٩ • خلاصة تذهيب الكمال ٧٧ • ثقات ابن حبان ٦/١٢١

وقد مرّ مفصلاً في الدليل الثامن فطالع عنا ثَمّ

کہ ثقہ ہیں اور میں نے والد صاحب سے اس کے بارے پوچھا تو فرمایا شیخ ہے محل اس کا صدق ہے الجرح والتعدیل ۳/۹

- حافظ مزی فرماتے ہیں اسحٰق بن منصور کہتے ہیں کہ یحییٰ بن معین نے ثقہ کہا ہے تہذیب الکمال ۲۵۹ و ۵۹۸
- قدیم نسخہ ۶/۱۲۷
- حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ ابن معین نے اس کی توثیق کی ہے میزان الاعتدال ۱/۲۸۵

دلائل ، مندرجہ بالا کتابیں برائے توثیق مطالعہ کریں۔

ندعوی کونه مجهولا غير ... المجهول ... كما قاله الحافظ الذهبي في الميزان ۱/ ۴۸۵ واما القول بالاتحاد بينهما كما قاله الحافظ العسقلاني فلا يصح لانه قال في التقريب بانه مجهول وان لم يثبت الفرق بينهما فالحكم بكونه مجهولا لا يصح لانه روى عنه ابو قتيبة وابن مهدي وعلى بن نصر ووكيع وابو نعيم وعبد الصمد وكذلك وثقه الائمة الاعلام فكيف يصح انه مجهول فعلم من هذا بان ما قال الحافظ الذهبي بالفرق بين القديم والمجهول صحيح بلا شك وارتياب

• واما ما قال الحافظ البيهقي في هذا الاسناد ضعف وهذا ليس لاجل الحسن بن ابي الحسناء بل لاجل ابي سعد البقال لانه ضعيف الحديث متروك الحديث ليس بشئ كثير الوهم كما صرح به ائمة النقاد له ولو سلم بانه مجهول فيصح للتائيد وان ضم معه رواية زيد بن على بن الحسين بن على بن ابي طالب رضي الله عنهم فلا شك في صحة هذه الرواية تدبر وتفكر

• طالع الجرح والتعديل ۴/ ۶۲ • تهذيب الكمال ۵۰۳ • التهذيب ۱۲/ ۱۰۶ و ۴/ ۷۹
• الميزان ۲/ ۱۵۷ • المغني في الضعفاء ۱/ ۲۶۶ • خلاصة تذهيب الكمال ۱۴۲

کو مجہول ہونے کا دعویٰ غیر صحیح ہے جو ابو الحسنا المجہول ہے وہ اور ہیں جیسا کہ حافظ ذہبی نے میزان ۱/ ۴۸۵ میں ذکر کیا ہے اور ان کے درمیان اتحاد کا قول کرنا جیسا کہ حافظ عسقلانی فرماتے ہیں صحیح نہیں کیونکہ اس نے خود تقریب میں فرمایا ہے کہ مجہول ہیں تو اگر ان کے درمیان فرق تسلیم نہ کریں تو اس کو مجہول کہنا صحیح نہیں کیونکہ اس سے ابو قتیبہ، ابن مہدی، علی بن نصر، وکیع، عبد الصمد اور ابو نعیم نے روایت کی ہے اور اسی طرح ائمہ نے اس کی توثیق کی ہے تو مجہول کا حکم اس پر صحیح نہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ حافظ ذہبی نے جو ان کے درمیان فرق بتایا ہے کہ ایک قدیم ہے اور ایک مجہول یہ بلاشک وشبہ صحیح ہی ہے اور جو حافظ بیہقی نے فرمایا ہے کہ اس کی اسناد میں ضعف ہے یہ حسن بن ابی الحسناء کی وجہ نہیں (جیسا کہ البانی نے سمجھا ہے) بلکہ ابو سعد البقال کی وجہ سے ہے یہ ضعیف الحدیث اور متروک الحدیث لیس بشئ کثیر الوہم ہیں جیسا کہ ائمہ کرام نے تصریحات فرمائی ہیں مطالعہ کریں الجرح والتعدیل ۴/ ۶۲ • تہذیب الکمال ۵۰۳ • التہذیب ۱۲/ ۱۰۶، ۴/ ۷۹ • المیزان ۲/ ۱۵۷ • المغنی فی الضعفاء ۱/ ۲۶۶ • خلاصۃ تذہیب الکمال ۱۴۲

• اگر ہم بالفرض تسلیم کریں کہ یہ مجہول ہے تو تائید کے لئے پھر بھی صحیح ہے، اگر ان کے ساتھ حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہم کی روایت ملا دیں تو پھر اس کے صحیح ہونے میں شک وشبہ نہیں رہتا، فکر اور تدبر کر۔

• الثاني عن حماد بن شعيب عن عطاء بن السائب عن ابي عبد الرحمن السلمي عن علي رضي الله عنه قال دعا علي رضي الله عنه القراء في رمضان فامر منهم رجلا يصلي بالناس عشرين ركعة قال وكان علي رضي الله عنه يوتر بهم رواه البيهقي ٢/٤٩٦ واسناده ضعيف فيه علتان الاولى عطاء بن السائب فانه كان قد اختلط الثاني حماد ابن شعيب فانه ضعيف جدا كما اشار اليه البخاري فيه نظر وقال مرة منكر الحديث فانه انما يقول هذا فيمن لا تحل الرواية عنه كما نبه اليه العلماء فلا يستشهد به ولا يصلح للاعتبار (صلوة التراويح ٦٦ - ٦٧)

• اقول هذا عدل الالباني بان عطاء بن السائب الثقة وثقه الائمة النقاد لكن ساء حفظه في آخر عمره كما مر مفصلا .. واما حماد بن شعيب فلا شك انه ضعيف وقال البخاري فيه نظر لكن حديثه لا يصلح للاعتبار ولا يستشهد به ..

• البانی کہتا ہے کہ دوسرا طریقہ حماد بن شعیب عطاء بن السائب وہ ابو عبدالرحمٰن السلمی سے وہ علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ علیؓ نے قاریوں کو رمضان میں بلایا اور ان میں سے ایک کو امر فرمایا کہ ان کو بیس رکعات تراویح پڑھائیں اور علیؓ ان کو وتر پڑھاتے تھے بیہقی نے ۲/۴۹۶ میں نقل کیا ہے اور اس کی اسناد ضعیف ہے اس میں دو علت ہیں اوّل عطاء بن السائب اس کا حافظہ خراب ہوگیا تھا دوم علت حماد بن شعیب ہے یہ نہایت ضعیف ہیں جیسا کہ بخاری نے فیہ نظر سے اس کو اشارہ کیا ہے اور کبھی کہا ہے منکر الحدیث یہ اس راوی کے بارے کہتے ہیں کہ جس سے روایت کرنا جائز نہ ہو جیسا کہ اس کی طرف علماء نے نسبت کی ہے تو یہ روایت نہ اعتبار کے لئے صالح ہے نہ اس سے استشہاد صحیح ہے۔ صلوۃ التراویح (۶۶ ، ۶۷)

• میں خان بادشاہ کہتا ہوں کہ یہ البانی کا عدل اور انصاف ہے کہ عطاء بن السائب ثقہ ہیں ائمہ نقاد نے اس کی توثیق کی ہے لیکن اخیر عمر میں حافظہ خراب ہوگیا جیسا کہ مفصل گذر چکا ہے اور حماد بن شعیب بلا شک و شبہ ضعیف ہیں اور بخاریؒ نے فیہ نظر کہا ہے لیکن ان دونوں کی حدیث نہ قابل استشہاد

واما حديث جابر الذی احتج به الالبانی ففيه محمد بن حميد الرازی وقال البخاری فيه نظر وقال ابو زرعة كذاب وعدّه اسحق بن منصور من الكذابين وقال الكوسج اشهد انه كذاب وقال ابن خراش كان والله يكذب وقال ابن حبان يروی عن الثقات بالمقلوبات وكذا فی حديثه يعقوب القمی ليس بقوی وكذا فيه

ہے نہ قابلِ اعتبار اور جو حدیث حضرت جابرؓ کی تھی (جو البانی نے اس سے استدلال برائے دلائل ترادیح) کی ہے اس میں محمد بن حمید الرازی ہے بخاری نے اس میں فیہ نظر کہا ہے اور ابو زرعہ نے کذاب اسحٰق بن منصور نے کذابین سے شمار کیا ہے اور کوسج نے گواہی دی کہ کذاب ہے، ابن خراش نے کہا ہے خدا کی قسم کہ یہ کذاب ہیں اور

ابن حبان کہتے ہیں کہ ثقہ لوگوں سے ردو بدل کر لیتا اور اسی طرح اس میں یعقوب القمی لیس بقوی

عیسی بن جاریة متروك الحديث ومنكر الحديث احاديثه غير محفوظة وعنده احاديث مناكير كما مر مفصلا ...... ومع هذا الجرح الشديد على الرواة يصلح هذا الحديث للالباني ان يستدل به لان التوثيق والتضعيف بيده واما اذا كان الراوي ثقة وثقه الائمة النقاد لكن ساء حفظه في آخر عمره وكذلك فيه راو ضعيف وليس بكذاب مثل رواة حديثه فلا يصح ان يستشهد بحديثه بل لا يصلح حديثه للاعتبار هذا عدل الالباني او عدوانه

• القول ويصح ان يكون حديث ابي عبد الرحمن السلمي[1] متابعا لابي الحسناء فتفكر ولا تغتر بكل نكتة سوداء

---

[1] طالع توثيق ابي عبد الرحمن السلمي في حوالة شيخ الاسلام ابن تيمية من الكتب المتعددة

اور اسی طرح عیسی بن جاریہ متروک الحدیث منکر الحدیث احادیثہ غیر محفوظۃ وعندہ مناکیر جیسا کہ مفصل گذر چکا ہے تو اتنی شدید جرحوں کے باوجود وہ حدیث استدلال کے لئے برائے البانی صلاحیت رکھتی کیونکہ توثیق اور تضعیف البانی کے ہاتھ میں ہے اور جب کہ راوی ثقہ ہو اور ائمہ نقاد نے اس کی توثیق کی ہے لیکن اخیر عمر میں حافظہ خراب ہوگیا یا اس میں راوی ہو جو ضعیف ہو اور کذاب بھی نہ ہو جیسا کہ البانی کی روایت میں ہے تو ایسی حدیث نہ استشہاد کے قابل ہے اور نہ اعتبار کے" یہ البانی کا عدل اور انصاف ہے یا اس کا عدوان۔

میں کہتا ہوں کہ حدیث ابی عبد الرحمن السلمی ابو الحسناء کی روایت کے لئے متابع بن سکتی ہے فکر کرو ہر کالے نکتہ پہ دھوکہ نہ کھلیئے۔

(نوٹ[1]) ابو عبد الرحمن السلمی کی توثیق شیخ الاسلام ابن تیمیہ رح کی عبارت میں کتب متعددہ سے گذر چکی ہے۔

قال الولبانی. قلت وقد خالفہ محمد بن فضیل فرواہ ابن ابی شیبۃ عنہ عن عطاء بن السائب بہ مختصرا بلفظ عن علی انہ قام بہم فی رمضان لیس فیہ العدد مطلقا فھذا یدل علی ضعف ابن شعیب ھذا لان محمد بن الفضیل ثقۃ ولم یرو ما روی ابن شعیب فروایتہ منکرۃ علی مقتضی قواعد علم الحدیث صلوٰۃ التراویح ۶۷

اقول قولہ باطل مردود بوجوہ اما اولا فانہ قد نسی کلامہ بانہ قال فی روایۃ حماد بن شعیب .... اسنادہ ضعیف فیہ علتان الاولی عطاء بن السائب فانہ کان قد اختلط (صلوٰۃ التراویح ۶۶)

البانی کہتا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ اس کا خلاف محمد بن فضیل نے کیا ہے ابن ابی شیبہ نے اس سے اور اس نے عطاء بن السائب سے مختصر نقل کیا ہے کہ علی نے ان کو قیام رمضان کیا ہے اس میں عدد کا ذکر نہیں کہ کتنی رکعات سے قیام کیا ہے تو یہ دلیل ہے اس بات پر کہ ابن شعیب کی روایت کمزور ہے اس لئے کہ محمد بن فضیل ثقہ راوی ہیں اور اس نے وہ روایت نہیں کی ہے جو ابن شعیب نے کی ہے تو علم الحدیث کے قواعد کے موافق یہ روایت منکر ہے (۶۷)

میں کہتا ہوں کہ اس کا قول چند وجوہ سے باطل اور مردود ہے۔ اول اس لئے کہ اس سے اپنی بات بھول گئی ہے کہ ابن شعیب کی روایت میں کہی تھی کہ اس کی اسناد ضعیف ہے اور اس میں دو علت ہیں ایک یہ کہ عطاء بن السائب کا حافظہ خراب ہو گیا (صلوٰۃ التراویح ۶۶) تو محمد بن فضیل کی روایت

فلی روایۃ محمد بن فضیل ایضا عطاء بن السائب کما قال ابن ابی شیبۃ حدثنا ابن فضیل
عن عطاء بن السائب عن ابی عبد الرحمن عن علی الخ (المصنف ۲/۴۹۵) فلما کان
اسناد الاول ضعیفا و ن عطاء بن السائب قد اختلط فلکن اسناد ھذہ الروایۃ ایضا
ضعیف لاجل عطاء بن السائب لکن وقد قلنا ان التوثیق والتضعیف بیدہ یوثق احدا
او یضعف احدا فتدبر

- اما ثانیا لان محمد بن فضیل کان غالیا فی التشیع وبعض الائمۃ لا یحتج بہ کما قال
الحافظ الذھبیؒ :-

محمد بن فضیل ثقۃ وقال احمد حسن الحدیث شیعی وقال ابو داود کان شیعیا
محترقا وقال ابن سعد

میں بھی یہی عطاء بن السائب ہے جیسا کہ ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابن فضیل نے عطاء بن السائب
سے بیان کیا ہے اس نے ابو عبدالرحمٰن السلمی سے المصنف ۲/۴۹۵ تو جب ابن شیبہ
روایت عطاء بن السائب کی وجہ سے ضعیف ہو گئی تو ابن فضیل کی روایت بھی کمزور ہو گئی کیونکہ
اس میں بھی یہی عطاء بن السائب ہے لیکن ہم نے پہلے کہا تھا کہ توثیق اور تضعیف اس کے
کے ہاتھ میں ہے کسی کو ثقہ کرتا ہے یا ضعیف کرتا ہے ۔ فکر کر ۔

- دوم :- محمد بن فضیل جس کی توثیق پر اس کو ناز ہے ، یہ تشیع میں غالی کٹر شیعہ تھے اور
بعض ائمہ اس سے احتجاج نہیں کرتے جیسا کہ حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ
محمد بن فضیل ثقہ ہیں اور احمد حسن الحدیث شیعی کہتے ہیں اور ابو داود فرماتے ہیں کہ شیعہ محترق تھا
ہیں ۔

بعضہم لا یحتج بہ۔

• قال الحافظ المزی۔ محمد بن فضیل۔ عن احمد بن حنبل کان یتشیع عن یحیی ابن معین ثقۃ وقال ابو داؤد کان شیعیا محترقا وقال النسائی لیس بہ بأس و ذکرہ ابن حبان فی کتاب الثقات وقال کان یغلوا فی التشیع ۔[1]

• قال الحافظ العسقلانی۔ محمد بن فضیل۔ قال حرب عن احمد کان یتشیع۔ وقال ابن سعد کان ثقۃ صدوقا کثیر الحدیث متشیعا وبعضہم لا یحتج بہ وقال العجلی کوفی شیعی ۔[3]

• قال الحافظ الخزرجی محمد بن فضیل الحافظ شیعی [illegible] ۔[4]

---

[1] میزان الاعتدال ۴/ ۹ و ۱۰ • المغنی فی الضعفاء ۲/ ۶۲۴ [2] تہذیب الکمال ۲۵۹
[3] التہذیب ۹/ ۴۰۵ [4] خلاصۃ تذہیب الکمال ۳۵۶

کہ بعض ائمہ اس سے احتجاج نہیں کرتے تھے جیساکہ میزان الاعتدال ۴/ ۹ و ۱۰ • المغنی فی الضعفاء ۲/ ۶۲۴ میں ہے۔

• حافظ مزیؒ فرماتے ہیں۔ محمد بن فضیل۔ احمد بن حنبل سے مروی ہے کہ یہ شیعہ تھے یحیی بن معین ثقہ کہتے ہیں۔ ابو داؤد شیعی محترق کہتے ہیں نسائی لیس بہ بأس اور ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ تشیع میں غالی تھے (کٹر شیعہ تھے) جیساکہ تہذیب الکمال ۲۵۹ میں ہے۔

• حافظ عسقلانی فرماتے ہیں حرب نے احمدؒ سے نقل کیا ہے کہ یہ شیعہ تھے، ابن سعد کثیر الحدیث اور شیعہ بتاتے ہیں اور بعض ائمہ اس سے احتجاج نہیں کرتے تھے اور عجلی کوفی شیعی کہتے ہیں۔ التہذیب ۹/ ۴۰۵

• حافظ خزرجی فرماتے ہیں محمد بن فضیل حافظ شیعی باطن میں غالی تھے۔ خلاصۃ تذہیب الکمال

- قال الامام ابن العماد محمد بن الفضيل ... ثقة مشهور لكنه شيعي وكان بعضهم لا يحتج به ثه

ولما كان غالياً في التشيع وبعضهم لا يحتج به واستاذه عطاء بن السائب الذى خلط كما مر وبهذا الالباني في رواية سابقة . ان سند رواية ضعيف ايضاً فكيف يقول الالباني بنكارة رواية ابن شعيب لاجل هذا الرواية الضعيفة تدبر.

ثه شذرات الذهب ۱/۳۴۴

- طالع الجرح والتعديل ۸/۵۸ • الكاشف ۳/۷۹ • تذكرة الحفاظ ۱/۳۱۵
- الجمع بين رجال الصحيحين ۲/۴۴۷

- امام ابن العماد کہتے ہیں۔ محمد بن فضیل۔ المغنی میں ثقہ مشہور کہتے ہیں لیکن شیعی تھے اور ابن سعد فرماتے ہیں کہ بعض ائمہ اس سے احتجاج نہیں کرتے۔ شذرات الذہب ۱/۳۴۴
- (نوٹ) مندرجہ کتابیں مطالعہ کریں۔

ترجمہ یہ تشیع میں غالی اور بعض ائمہ اس سے استدلال نہیں کرتے اور اس کا استاد عطاء بن السائب کا حافظہ خراب ہونے کی وجہ سے البانی ابن شعیب کی روایت کو ضعیف سمجھا ہے تو اس روایت کی اسناد بھی ضعیف ہو گئی تو البانی اس ضعیف روایت کی وجہ سے کس طرح ابن شعیب کی روایت میں نکارت ثابت کرتے ہیں۔ تفکر کر

اما الثالث فان ... لابن شعيب اما الاول ما قال الحافظ المروزي . زيد بن وهب كان عبد الله بن مسعود يصلي بنا في شهر رمضان فينصرف وعليه ليل قال الاعمش كان يصلي عشرين ركعة و يوتر بثلاث وقال عطاء ادركتهم يصلون في رمضان عشرين ركعة والوتر ثلاث ركعات [1]

والشاهد الثاني ما قال الحافظ المروزي . عبد الله بن قيس عن شتير وكان من اصحاب عبد الله المسعود بن اسنده كان يصلي بهم في رمضان عشرين ركعة ويوتر بثلاث [2]

وكذلك قال الحافظ البيهقي بعد ذكره رواية عطاء بن السائب وروي ذلك من وجه آخر [3]

---

[1] قيام الليل ۲۰۰ [2] قيام الليل ۲۰۱

[3] السنن الكبرى ۲/۴۹۷

تیسرے: مخالفت ابن فضیل مضر نہیں کیونکہ ابن شعیب کے لئے شواہد موجود ہیں اول تو وہ ہے جو حافظ مروزی فرماتے ہیں۔ زید بن وہب فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ ماہ رمضان میں ہم کو نماز (تراویح) پڑھاتے تھے اور جب واپس جاتے تو رات ہو جاتی اعمش کہتے ہیں کہ بیس رکعات اور تین وتر پڑھاتے تھے اور عطا کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو پایا کہ رمضان میں بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر پڑھتے تھے۔ قیام اللیل ۲۰۰

شاہد دوم حافظ مروزی فرماتے ہیں۔ عبداللہ بن قیس شتیر بن شکل سے (جو عبداللہ بن مسعود کے اصحاب میں سے ہیں) نقل کرتے ہیں کہ وہ رمضان میں بیس تراویح اور تین وتر پڑھا کرتے تھے جیسا کہ قیام اللیل ۲۰۱ میں ہے۔

اور حافظ بیہقی نے جب عطا بن السائب کی روایت ذکر کی ہے کہ یہ دوسرے طریقہ سے بھی مروی ہے۔ السنن الکبری ۲/۴۹۶

- الشاهد الثالث ما قال الحافظ البیہقی وروی عن شتیر بن شکل وکان من اصحاب علی انہ کان یؤمہم فی شهر رمضان بعشرین رکعۃ ویوتر بثلاث وفی ذلک قوۃ ؎[1]
فقول الالبانی فی روایتہ منکرۃ قول منکر مردود علیہ تجربہ

---

[1] السنن الکبریٰ ۲/۴۹۶

- شاہد سوم وہ ہے جو حافظ بیہقی نے نقل کیا ہے کہ ہم نے شتیر بن شکل سے روایت کی ہے جو علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے کہ یہ ان کو ماہِ رمضان میں بیس تراویح اور تین وتر سے امامت کرتے تھے اور اس روایت میں قوۃ ہے ۔ السنن الکبریٰ ۲/۴۹۶
تو البانی کا قول کہ اس کی روایت منکر ہے یہ قول اس کا منکر اور اس پر مردود ہے تجربہ کر

والحقيقة انه [illegible] الحديث ضعيفا لكنه يوافق رأى الالبانى وهواه يوثقه ويقول سنده صحيح وإذا كان الحديث صحيحا لكن إذا كان مخالفا عن هواه فيضعفه ويقول سنده ضعيف وان شاء فيقول موضوع وقد ذكرت بعض من الامثلة وأذكرلك بعضها.

قال الالبانى فى احاديث الصحيحة اسلم الناس وآمن عمرو بن العاص رواه الرويانى فى مسنده من طريق ابن ابى مريم وعبد الله بن وهب نا ابن لهيعة عن مشرح بن هاعان عن عقبة مرفوعا ورواه احمد ٤/ ١٥٥ ورواه الترمذى ٢/ ٢١٦ حدثنا قتيبة حدثنا ابن لهيعة به وقال حديث غريب لا نعرفه الا من حديث ابن لهيعة عن مشرح بن هاعان وليس اسناده بالقوى ويقول الالبانى قلت مشرح بن هاعان وثقه ابن معين وغيره وضعفه بعضهم وحسن الحديث عندى. الصحيحة ١/ ٢٣٨ رقم الحديث ١٥٥

اور حقیقت یہ ہے کہ حدیث اگرچہ ضعیف ہو لیکن البانی کی رائے کے موافق ہو تو اس کی توثیق کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے اور جبکہ حدیث صحیح ہو لیکن اس کی خواہش اور مرضی کے مخالف ہو تو اس کی تضعیف کرتا ہے کہتا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے اگر دل نے چاہا تو موضوع کہے گا میں نے بعض مثالیں ذکر کی ہیں اور بعض ان شاء اللہ تعالیٰ ذکر کروں گا۔

البانی اپنی احادیث صحیحہ میں ذکر کرتا ہے کہ لوگ مسلمان ہو گئے عمرو بن العاص ایمان لائے رویانی نے اپنی مسند میں طریق ابن ابی مریم اور عبداللہ بن وہب انہوں نے ابن لہیعہ اور مشرح بن عاہان عقبہ سے مرفوع ذکر کیا احمد نے اپنی مسند ۴/ ۱۵۵ ترمذی نے ۲/ ۲۱۶ میں بواسطہ قتیبہ... ابن لہیعہ ذکر کیا ہے اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے۔

نہیں پہچانتے اس کو سوائے ابن لہیعہ.. جو مشرح بن عاہان سے روایت کرتے ہیں اور اس کی اسناد قوی نہیں۔

البانی کہتا ہے کہ مشرح بن عاہان ابن معین وغیرہ نے اس کی توثیق کی ہے اور بعض نے ضعیف کہا ہے میرے نزدیک حسن الحدیث ہے الصحیحہ ۱/ ۲۳۸ رقم الحدیث ۱۵۵

- اقول انظر الی تحقیق الالبانی یقول الامام الترمذی لیس اسنادہ بالقوی ویقول الالبانی وھو حسن الحدیث عندی مع ان ھذا الحدیث ضعیف بلا شک واتجاہ کما لا یخفی علی اولی الالباب
- لان مشرح بن ھاعان یروی عن عقبۃ مناکیر کما قال الحافظ الذھبی یقول مشرح ابن عاھان۔ قال عثمان بن سعید عن ابن معین ثقۃ قال ابن حبان یکنی ابا مصعب یروی عن عقبۃ مناکیر لا یتابع علیہ روی عنہ اللیث وابن لھیعۃ فالصواب ترک ما انفرد بہ [1]

[1] میزان الاعتدال ۴/۱۱۷ • طالع المغنی فی الضعفاء ۲/۶۵۵ • دیوان الضعفاء ۲۲۸

- میں کہتا ہوں کہ البانی کی تحقیق مطالعہ کریں ترمذی نے لیس اسنادہ بالقوی کہا ہے البانی کہتا ہے کہ یہ سند کے حسن الحدیث ہے حالانکہ یہ حدیث ضعیف ہی ہے اور کہ ... اور کوئی شبہ نہیں جبکہ عقل والوں پر مخفی نہیں اس لئے مشرح بن ھاعان عقبہ سے منکر احادیث روایت کرتا تھا حافظ ذہبی فرماتے ہیں عثمان ابن سعید ابن معین سے ثقہ نقل کرتے ہیں اور ابن حبان فرماتے ہیں کہ اس کا اسم کنیت ابو مصعب تھی یہ عقبہ سے منکر روایت نقل کرتا تھا اور اس کی روایت متابعت کے لئے بھی صحیح نہیں ہے اس سے لیث اور ابن لہیعہ روایت کرتے ہیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ جس سے یہ منفرد ہو وہ متروک ہے

میزان الاعتدال ۴/۱۱۷ • المغنی ۲/۶۵۹ • دیوان الضعفار ۲۲۸

- قال الحافظ ابن حبان مشرح بن هاعان يروي عن عقبة بن عامر احاديث مناكير لا يتابع عليها والصواب في امره ترك ما انفرد من الروايات والاعتبار بما وافق الثقات [1]
- قال الحافظ ابن الجوزيؒ مشرح بن هاعان يروي عن عقبة. قال ابن حبان انقلبت عليه صحائفه فكان يحدث بما سمع من هذا عن ذاك وهو لا يعلم نكل ما رواه عن شعبة عموما سمعه من الحسن بن عمارة فبطل الاحتجاج به [2]
- قال الحافظ العقيليؒ مشرح بن هاعان. قال موسى بن داود بلغني ان مشرح بن هاعان كان معه جند مع الحجاج ونصب المنجنيق على الكعبة [3]
- قال الحافظ العسقلانيؒ مشرح بن هاعان. قال عثمان الدارمي عن ابن معين ثقة قلت قال ابن حبان في الثقات يخطئ ويخالف يروي عن عقبة مناكير لا يتابع عليها فالصواب ترك ما انفرد به [4]

---

[1] كتاب المجروحين ٣/٢٨ [2] الضعفاء والمتروكين ٣/١٢١
[3] الضعفاء الكبير ٤/٢٢٢ [4] التهذيب ١٠/١٥٥

- حافظ ابن حبان فرماتے ہیں مشرح بن ہاعان عقبہ بن عامر سے احادیث منکرہ روایت کرتے ہیں جن پر متابعت صحیح نہیں اس کے بارے صحیح یہ ہے کہ جس سے یہ منفرد ہو ترک روایات متروک ہیں اور جو ثقات کے موافق ہو تو اس سے متابعت صحیح ہے جیسا کہ کتاب المجروحین ۳/۲۸ میں ہے
- حافظ ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں مشرح بن ہاعان عقبہ سے روایت کرتے ہیں ابن حبان کہتے ہیں کہ ان پر صحیفے خلط ملط ہو گئے تھے تو اس کو پتہ نہ لگتا اور اس سے اور اس سے جو سنا تھا بیان کرتا تو جو شعبہ سے روایت کرتا تھا وہ حسن بن عمارہ سے سنی ہیں۔ تو اس سے احتجاج باطل ہے الضعفاء والمتروکین ۳/۱۲۱
- حافظ عقیلی فرماتے ہیں مشرح بن ہاعان۔ موسیٰ بن داؤد فرماتے ہیں مجھے خبر پہنچی ہے کہ مشرح بن ہاعان حجاج بن یوسف کے ساتھ آیا تھا اور کعبہ (بیت اللہ) پر منجنیق نصب کی تھی۔ الضعفاء الکبیر ۴/۲۲۲
- حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں مشرح بن ہاعان۔ عثمان الدارمی ابن معین ثقہ نقل کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے کہ یہ غلطیاں اور خلاف کرتے تھے اور عقبہ سے منکر روایات نقل کرتے تھے۔ اس کی احادیث سے متابعت نہیں کی جاتی تو جس سے منفرد ہو صحیح یہ ہے کہ وہ متروک ہے۔

التہذیب ۱۰/۱۵۵

وكذلك فيه ابن لهيعة وهو ايضاً ضعيف قال الحافظ الجوزجاني ابن لهيعة لا يوقف على حديثه ولا ينبغي ان يحتج به ولا يغتر بروايته [1]

قال الحافظ النسائي عبد الله بن لهيعة ضعيف [2]

قال الحافظ العقيلي عبد الله بن لهيعة . قال البخاري قال احمد عن يحيى بن سعيد كان لا يراه شيئا

---

[1] احوال الرجال ١٥٥ • طالع الجرح والتعديل ٥/١٤٥

[2] الضعفاء والمتروكين ١٤ • طالع الضعفاء والمتروكين للدارقطني ٥١

اور اسی طرح اس میں ابن لہیعہ ہیں وہ بھی ضعیف ہے حافظ جوزجانی فرماتے ہیں ابن لہیعہ ایسا نہیں کہ اس کی حدیث سے احتجاج کیا جائے اور اس کی روایت پر دھوکہ نہیں ہونا چاہئے جیسا کہ احوال الرجال ۱۵۵ میں ہے۔

الجرح والتعدیل ۵/۱۴۵ میں مطالعہ کریں۔

حافظ نسائی فرماتے ہیں عبداللہ بن لہیعہ ضعیف ہیں الضعفاء والمتروکین ۱۴ • الضعفاء والمتروکین دارقطنی

حافظ عقیلی فرماتے ہیں عبداللہ بن لہیعہ، بخاریؒ فرماتے ہیں کہ حمیدی یحییٰ بن سعید سے نقل کرتے ہیں کہ وہ

قال عبد الرحمن بن مهدي لا أحمل عن ابن لهيعة قليلا ولا كثيرا. قال أحمد
بن محمد الحضرمي سألت يحيى بن معين عن عبد الله بن لهيعة فقال ليس
بقوي في الحديث قال معاوية بن صالح سمعت يحيى بن معين يقول عبد الله
بن لهيعة الحضرمي ضعيف حدثنا محمد قال حدثنا عباس قال سمعت يحيى
بن معين قال ابن لهيعة لا يحتج بحديثه [3]

- قال الحافظ البخاري: عن يحيى بن سعيد انه كان لا يراه شيئا [4]
- قال الحافظ ابن الجوزي: عبد الله بن لهيعة. قال يحيى بن سعيد قال لي بشر بن السري لو رأيت ابن لهيعة لم تحمل عنه حرفا وكان يحيى بن سعيد لا يراه شيئا. قال عمرو بن علي من كتب عنه قبل احتراقها مثل ابن المبارك والمقرئ أصح ممن كتب بعد احتراقها وهو ضعيف في الحديث وقال بالمرة

---

[3] الضعفاء الكبير ۲/۲۹۳ • طالع الكامل لابن عدي ٤/٤٦٢ الى ٤٧٢
[4] الضعفاء الصغير ۱۳۵

کسی حیثیت سے نہیں دیکھتا تھا، عبدالرحمن بن مہدی فرماتے ہیں کہ میں ابن لہیعہ سے تھوڑی روایات اور زیادہ کچھ نہیں لیتا۔۔ احمد بن محمد حضرمی فرماتے ہیں کہ میں نے ابن لہیعہ کے بارے یحییٰ بن معین سے پوچھا تو اس نے فرمایا کہ حدیث میں قوی نہیں، معاویہ بن صالح فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین سے سنا کہ عبداللہ بن لہیعہ ضعیف ہیں۔ عباس کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین سے سنا کہ ابن لہیعہ کی حدیث سے احتجاج صحیح نہیں الضعفاء الکبیر ۲/۲۹۳ مطالعہ کریں الکامل ۴/۴۶۲ الضعفاء الصغیر ۱۳۵ امام بخاری۔

- حافظ ابن الجوزی فرماتے ہیں۔ عبداللہ بن لہیعہ۔ یحییٰ بن سعید فرماتے ہیں کہ مجھے بشر بن السری نے فرمایا کہ اگر تو ابن لہیعہ دیکھے اس سے ایک حرف نہ لیں اور یحییٰ بن سعید اس کو کوئی حیثیت نہیں دیتا، عمرو علی کہتے ہیں کہ جس نے اس سے کتابیں جلانے سے پہلے لکھے ہیں وہ ان سے صحیح ہیں جو جلانے کے بعد لکھے ہیں اور یہ حدیث میں ضعیف ہے

سماع الاوائل والاواخر منه سواء الا ان ابن المبارك وابن وهب كانا يتبعان اصوله وليس ممن يحتج به وقال النسائي ضعيف وقال السعدي لا ينبغي ان يحتج بروايته ولا يعتد بها قال ابن وهب كان ابن لهيعة صادق وقال ابو حاتم ابن حبان سبرت اخبار ابن لهيعة فرأيته انه يدلس عن اقوام ضعفاء على اقوام ثقات ثم لا يبالي ما دفع اليه قراءة سواء كان من حديثه او لم يكن من حديثه فوجب التنكب عن رواية المتقدمين منه قبل احتراق كتبه لما فيها من الاخبار المدلسة عن المتروكين ووجب ترك الاحتجاج برواية المتاخرين بعد احتراق كتبه لما فيها مما ليس من حديثه [1]

---

[1] الضعفاء والمتروكين ۲/۱۲۶ و ۱۲۷ • طابع کتاب المجروحین ۲/۱۱ و ۱۲

• ابوزرعہ کہتے ہیں کہ اول اور آخر ابھی کا سماع اس سے برابر ہیں سوا ابن مبارک اور ابن وہب کہ یہ دونوں اس کے اصولوں کے تابع تھے۔ اور یہ ان لوگوں سے نہیں جن کی حدیث سے احتجاج کیا جائے اور نسائی ضعیف کہتے ہیں اور سعدی کہتے ہیں کہ مناسب نہیں کہ اس کی روایت سے احتجاج کیا جائے اور اس کی روایات کا اعتبار کیا جائے۔ ابن وہب صادق کہتے ہیں۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ میں نے ابن لہیعہ کی احادیث کو دیکھا کہ یہ ضعیف لوگوں سے ثقات پر تدلیس کرتے ہیں

پھر یہ پرواہ نہیں کرتا جو اس کو قراءۃ دی جاتی خواہ اس کی حدیث سے ہو یا نہ ہو کتابیں جلانے سے پہلے جنہوں نے اس سے روایت کی ہو اس سے بھی اعراض کرنا واجب ہے اس لئے کہ اس میں متروکین سے اخبار مدلسہ روایت کیں ہیں اور کتابیں جلانے کے بعد جنہوں نے روایت کیں ہیں اس سے بھی احتجاج کرنا واجب الترک ہے اس لئے کہ اس میں وہ حدیثیں ہیں جو اس کی نہیں الضعفاء والمتروکین ۲/۱۲۶ و ۱۲۷

• کتاب المجروحین ۲/۱۱ و ۱۲ مطالعہ کریں۔

قال الحافظ الذہبی - عبد اللہ بن لہیعۃ قال ابن معین ضعیف لا یحتج بہ -

• قال ابو زرعۃ وابو حاتم امرہ مضطرب یکتب حدیثہ للاعتبار وقال الجوزجانی لا نور علی حدیثہ ولا ینبغی ان یحتج بہ [1]

• قال الحافظ العسقلانی - عبد اللہ بن لہیعۃ قال البخاری ترکہ یحیی بن سعید
قال ابن مہدی لا احمل عنہ شیئا ... قال ابن معین کان ضعیفا لا یحتج بحدیثہ
قال الخطیب فمن ثم کثرت المناکیر فی روایتہ تساہل
قال الجوزجانی لا یوقف علی حدیثہ ولا ینبغی ان یحتج بہ ولا یغتر بروایتہ [2]

---

[1] میزان الاعتدال ۲/۴۷۵ الی ۴۸۳ • المغنی فی الضعفاء ۱/۳۵۲

[2] التہذیب ۵/۳۷۳ الی ۳۷۹ • طابع تہذیب الکمال ۳۷ ق ۷۲۹
• شذرات الذہب ۱/۲۸۳

حافظ ذہبی فرماتے ہیں عبد اللہ بن لہیعہ، ابن معین ضعیف کہتے ہیں کہ اس کی حدیث سے احتجاج صحیح نہیں۔ ابو زرعہ اور ابو حاتم کہتے ہیں کہ اس کا امر مضطرب ہے اعتبار کے لیے اس کی حدیث لکھی جاتی ہے۔ جوزجانی فرماتے ہیں کہ اس کی حدیث پر نور (روشنی) نہیں اور مناسب نہیں کہ اس کی حدیث سے احتجاج کیا جائے میزان الاعتدال ۲/۴۷۵ • المغنی فی الضعفاء ۱/۳۵۲

• حافظ عسقلانی فرماتے ہیں۔ عبد اللہ بن لہیعہ بخاری فرماتے ہیں کہ یحیی بن سعید نے اس کو ترک کر دیا ہے۔ ابن معین ضعیف لا یحتج بہ کہتے ہیں۔ خطیب کہتے ہیں کہ اسی وجہ سے ت اس کی روایات میں زیادہ منکیر۔ جوزجانی فرماتے ہیں کہ مناسب نہیں کہ اس سے احتجاج کیا جائے اور اس کی روایات سے دھوکہ نہیں ہونا چاہیے۔ مندرجہ بالا کتب میں دیکھ لیں۔

● انظر ایها المطلع کیف یقول الالبانی لهذا الحدیث هو حسن الحدیث عند ربیع
ان الامام الترمذی یقول لیس اسناده بالقوی والحق مع الامام الترمذی لان رشدین
بن سعد یروی عن عقیل وقال الحافظ ابن حبان یروی عن عقیل منکر
وهو کان یخطئ ویخالف فبطل الاحتجاج به وکذلک لسان ابن لهیعة ضعیف لا
یحتج بروایته وهو یدلس عن اقوام ضعفاء عن اقوام ثقات وهو لیس بالقوی
ولا ینبغی ان یحتج بحدیثه وترکه یحیی بن سعید وقال الخطیب کثرت المناکیر فی
روایته . فما قال الامام الترمذی لیس اسناده بالقوی صحیح وما قال الالبانی
فهو خلاف عن التحقیق امر قبیح والعجب کل العجب علی الالبانی لانه یقول
روی الحارث بن عبد الرحمن بن ابی ذباب عن السائب بن یزید قال کان
القیام علی عهد عمر بثلاث وعشرین رکعة

اے میرے محترم بھائی! دیکھو کس طرح البانی اس حدیث کو حسن الحدیث کہتے ہیں؛ باوجودیکہ امام
ترمذی نے فرمایا ہے کہ اس کی اسناد قوی نہیں اور حق امام ترمذی کے ساتھ ہے کیونکہ رشدین بن سعد
عقیل سے روایت کرتے ہیں اور ابن حبان نے فرمایا ہے کہ عقیل سے یہ منکر روایت کرتے ہیں
اور یہ خطا اور غلطیاں کرتا تھا تو اس سے احتجاج باطل ہے اور اسی طرح اس میں ابن لہیعہ
ضعیف لایحتج بہ ہے جو ضعفاء سے ثقات پر تدلیس کرتا تھا اور قوی فی الحدیث نہیں تھے
اور اس کی حدیث سے احتجاج صحیح نہیں اور یحییٰ بن سعید نے اس کو چھوڑ دیا ہے اور خطیب
نے فرمایا ہے کہ اس کی روایات منکرات زیادہ ہوگئیں تو جو امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ اس کی
اسناد قوی نہیں یہی بات صحیح ہے جو البانی نے اپنی طرف سے جیسا کہ ائمہ الرجال کہا ہے تحقیق
کے خلاف امر قبیح ہے اور البانی پر تعجب بر تعجب ہے کہ یہ کہتا ہے کہ حارث بن عبد الرحمن بن ابی ذباب
نے السائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ عہد عمر رضی اللہ عنہ میں ۲۳ رکعات کے ساتھ قیام ہوتا
تھا۔

قلت وهذا سند ضعيف من اجل ابن ابى ذئاب فانه ضعيف من قبل حفظه قال ابن ابى حاتم فى الجرح والتعديل (۱/۲/۸۰) قال ابى يروى عنه الدراوردى احاديث منكرة وليس بذاك القوى يكتب حديثه وقال ابوزرعة لا بأس به -

(صلوٰۃ التراويح ۵۲)

میں (البانی) کہتا ہوں کہ یہ سند ضعیف ہے اس لئے کہ ابن ابی ذباب حافظہ کی وجہ سے ضعیف ہے

ابن ابی حاتم نے الجرح والتعدیل (۱/۲/۸۰) میں فرمایا ہے کہ میرے والد نے فرمایا ہے کہ اس سے دراوردی احادیث منکرہ روایت کرتے ہیں اور یہ قوی نہیں اس کی حدیث لکھی جا سکتی ہے اور

ابوزرعہ لا بأس بہ کہتے ہیں (صلوٰۃ التراویح ۵۲)

Scanned by PDFer

فهل هذا عدل الالباني او عدوان وانه بانه يقول هذا سند ضعيف وامر الحديث المذكور فهو حسن الحديث لان الالباني يوثقه مع ان ابن ابي ذئب ليس ضعيف مثل مشرح بن هاعان وابن لهيعة

- ان الحافظ ابن حبان يقول الحارث بن عبد الرحمن بن المغيرة بن ابي ذئب من المتقنين مات سنة ست واربعين ومائة[1]
- وقال الحافظ الذهبي. الحارث بن عبد الرحمن قال ابو زرعة ليس به بأس[2]
- قال الحافظ العسقلاني. الحارث بن عبد الرحمن ... ذكره ابن حبان في الثقات وقال كان من المتقنين وكذا قال ابن رفع[3]
- وقال الحافظ ابن ابي حاتم. الحارث بن عبد الرحمن .. ذكره ابي عن اسحاق بن منصور عن يحيى بن معين انه قال. الحارث بن عبد الرحمن بن ابي ذباب مشهور وقد يروى عنه الدراوردي احاديث منكرة وليس بذاك بالقوي يكتب حديثه وقال ابو زرعة مديني لا باس به[4]

---

[1] مشاهير علماء الامصار [2] الميزان ۱/۴۳۷ [3] التهذيب ۲/۱۴۷ و ۱۴۸
[4] الجرح والتعديل ۳/۷۹ و ۸۰

- کیا البانی کا عدل ہے یا عدوان اور زیادتی ہے کہ اس کو تو سند ضعیف کہا ہے اور سابقہ حدیث کو حسن الحدیث کہا ہے کیونکہ اس کی توثیق تو البانی کرتا ہے حالانکہ ابن ابی ذباب مشرح بن ھاعان اور ابن لہیعہ جیسے ضعیف نہیں... اس لئے تو حافظ ابن حبان فرماتے ہیں۔ الحارث بن عبد الرحمن بن المغیرہ بن ابی ذباب متقنین سے ہیں۔ مشاہیر علماء الامصار ۱۲۹
- حافظ ذہبی فرماتے ہیں الحارث بن عبد الرحمن ... ابو زرعہ لیس بہ بأس کہتے ہیں المیزان ۱/۴۳۷
- حافظ عسقلانی فرماتے ہیں۔ الحارث بن عبد الرحمن ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ یہ متقنین سے ہیں اور اسی طرح ابن رافع نے فرمایا ہے۔ التہذیب ۲/۱۴۷ و ۱۴۸
- حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں۔ الحارث بن عبد الرحمن ... میرے والد نے اسحٰق بن منصور سے انہوں نے یحییٰ بن معین سے ذکر کیا ہے۔ کہ الحارث بن عبد الرحمن بن ابی ذباب مشہور ہیں اور اس سے دراوردی احادیث منکرہ نقل کرتے ہیں اور یہ قوی نہیں حدیث اس کی لکھی جاتی ہے اور ابو زرعہ لا بأس بہ کہتے ہیں الجرح والتعدیل ۳/۷۹، ۸۰

ولا شک فیہ لانہ لیس ضعیفا مثل مشرح بن عاھان وابن لھیعۃ لکن لا یصح منہ الاستدلال لانہ مخالف عن رأی الالبانی وھو اواما الحدیث المذکور الذی یرید الالبانی تصحیحہ فھو حسن الحدیث وان کان مشتملا علی الضعفاء ھذا ھو عدل الالبانی

وما قال الالبانی فروایتہ منکرۃ علی مقتضی قواعد علم الحدیث فھو مردود علیہ لانہ مبنی علی قواعدہ کما یعلم مما قال الامام مسلمؒ... حیث قال: و علامۃ المنکر فی حدیث المحدث اذا ما عرضت روایتہ للحدیث علی روایۃ غیرہ من اھل الحفظ والرضا خالفت روایتہ روایتھم او لم تکن توافقھا فاذا کان الاغلب من حدیثہ کذلک کان مھجور الحدیث غیر مقبولۃ[1]

---

[1] صحیح مسلم ۱/۷۷، ۷۸ علی حاشیۃ ارشاد الساری

اور اس میں شک شبہ نہیں کہ یہ مشرح بن عاھان اور ابن لہیعہ جیسے ضعیف نہیں لیکن اس کی حدیث سے استدلال کرنا اسلئے صحیح نہیں کہ یہ البانی کی رائے سے مخالف ہیں اور وہ حدیث جسے البانی احادیث صحیحہ میں ذکر کرتے ہیں وہ حسن الحدیث ہے اگرچہ ضعفاء اور متروکین پر مشتمل ہو یہ البانی کا عدل اور انصاف ہے۔

جو البانی نے کہا ہے کہ قواعد علم الحدیث کے مطابق یہ روایت منکر ہے یہ اس پر مردود ہے کیونکہ یہ علم الحدیث کے اصول پر مبنی نہیں بلکہ البانی کے اصولوں پر مبنی ہے جیسا کہ امام مسلمؒ کے قول سے معلوم ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ محدث کی حدیث میں منکر کی علامت یہ ہے کہ جب اس کی حدیث اہل حفظ کی حدیث پر پیش کیا جائے تو اس کی روایت ان کی روایات سے مخالف ہو اور یا ان کے درمیان موافقت نہ ہو سکتی ہو تو جب اس کی حدیث سے مخالفت غالب ہو اور تطبیق ممکن نہ ہو تو اس کی حدیث متروک اور غیر مقبول ہوگی۔ صحیح مسلم ۷۷، ۷۸ بر حاشیہ ارشاد الساری

فيعلم من هذا ان هذه الرواية ليست بمنكرة لانها ليست بمخالفة عن رواية محمد بن فضيل لانها مشتملة على القيام والقيام موجود في رواية محمد بن فضيل فاين المخالفة بين روايتهما

على انه لابد في المنكر من المخالفة عن الثقات واما محمد بن فضيل فهو ايضا مختلف فيه ولذا قال بعض الائمة لا يحتج به ... فتدبر

تو اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ روایت منکر نہیں کیونکہ یہ روایت محمد بن فضیل کی روایت سے مخالف نہیں اس لئے کہ وہ قیام پر مشتمل ہے اور قیام تو محمد بن فضیل کی روایت میں بھی ہے تو دونوں روایات کے درمیان مخالفت کہاں ہے۔

علاوہ منکر میں ثقات سے مخالفت ضروری ہے اور محمد بن فضیل خود بھی مختلف فیہ ہے اسی لئے تو بعض ائمہ اس سے احتجاج نہیں کرتے ... فکر کر

والمثال الثانی۔ قال الالبانی فی الصحیحۃ ولہ فی مسند احمد ۱/۱۰۳ طریق اخری عن الحسن بن یزید الاصم قال سمعت السدی اسماعیل یذکرہ عن ابی عبد الرحمن السلمی عن علی بہ وزاد فی آخرہ قال وکان علی رضی اللہ عنہ اذا غسل میتا اغتسل قلت وھذا اسناد حسن رجالہ رجال مسلم غیر الحسن ھذا وھو صدوق یھم کما فی التقریب۔ الصحیحۃ ۱/۲۰۳ و ۲۰۴ رقم ۱۶۱

• قول ھذا حدیث ضعیف بل بقانون الالبانی موضوع لان فیہ اسماعیل بن عبدالرحمن السدی وھو کذاب شتام لا یحتج بہ کما

• قال الحافظ العقیلی۔ اسماعیل بن عبدالرحمن السدی یقول معتمر بن سلیمان ان بالکوفۃ کذابین الکلبی والسدی قال عمرو بن علی حدثت یحیی بن معین وذکر ابراھیم بن مھاجر والسدی فقال کانا ضعیفین مھینین۔ علی بن الحسین یحدث عن ابیہ قال قدمت الکوفۃ فاتیت السدی فسألتہ عن تفسیر آیۃ من کتاب اللہ فحدثنی بھا فلم اتم مجلسی حتی سمعتہ یشتم ابا بکر وعمر رضی اللہ عنھما فلم اعد الیہ [1]

---

[1] الضعفاء الکبیر ۱/۸۷

• دوسری مثال۔ البانی کہتا ہے کہ اس کا مسند احمد ۱/۱۰۳ دوسرا طریقہ بھی ہے۔ حسن بن یزید الاصم سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سدی اسماعیل سے سنا ہے وہ عبدالرحمن السلمی سے وہ علی سے روایت کرتے ہیں اور آخر میں یہ زیادہ کیا ہے کہ جب علی رضی اللہ عنہ میت کو غسل دے دیتے تو وہ خود غسل کر لیتے۔ میں (البانی) کہتا ہوں کہ یہ سند حسن ہے اس کے رجال مسلم کے رجال ہیں سوا اس حسن سے اور یہ صدوق ہیں اور وہم کا شکار تھے (الاحادیث الصحیحہ ۱/۲۰۳ و ۲۰۴ رقم ۱۶۱)

• میں خان بادشاہ کہتا ہوں کہ یہ حدیث ضعیف ہے بلکہ البانی کے قانون کے مطابق موضوع ہے۔ اس لئے کہ اس میں اسماعیل بن عبدالرحمن السدی ہے اور یہ کذاب اور شیخین کو گالیاں دیا کرتا تھا جیسا کہ

• حافظ عقیلی فرماتے ہیں۔ اسماعیل بن عبدالرحمن السدی۔ معتمر بن سلیمان کہتے ہیں کہ کوفہ میں دو کذاب ہیں کلبی اور سدی" عمرو بن علی کہتے ہیں کہ میں نے یحیی بن معین سے سنا ہے کہ ابراھیم بن مہاجر اور سدی کا ذکر کیا تو فرمایا کہ یہ دونوں رذیل ضعیف ہیں۔ علی بن حسین اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ میں کوفہ میں آیا میں نے کتاب اللہ کی تفسیر پوچھی ترجمہ کو بیان کیا اور میں نے ابھی مجلس ختم نہیں کی تھی کہ میں نے اس سے سنا کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیں۔ پھر میں اس کے پاس واپس نہیں آیا۔ الضعفاء الکبیر ۱/۸۷

- قال الحافظ الجوزجانی — السدی کذاب شتام [1]
- قال الحافظ عبد الرحمٰن - سمعت ابی یقول - اسماعیل بن عبد الرحمٰن السدی یکتب حدیثه ولا یحتج به [2]
- قال الحافظ الذهبیؒ ـ اسماعیل بن عبد الرحمٰن السدی ـ قال یحیی بن قطان لا بأس به قال احمد ثقة قال ابن معین فی حدیثه ضعف قال ابو حاتم لا یحتج به ورمی بالتشیع وقال الجوزجانی حدثت عن معتمر عن لیث قال کان بالکوفة کذابان فمات احدهما السدی والکلبی وقال حسین بن واقد المروزی سمعت من السدی فما قمت حتی سمعته یشتم ابا بکر وعمر فلم اعد الیه [3]

---

[1] احوال الرجال ۴۸ رقم [2] الجرح والتعدیل ۲/۱۸۴ و ۱۸۵

[3] میزان الاعتدال ۱/۲۳۶ و ۲۳۷ • طالع المغنی فی الضعفاء ۱/۸۳ و ۸۴ • دیوان الضعفاء
• سیر اعلام النبلاء ۵/۲۶۴ و ۲۶۵ • الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی ۱/۱۱۵
• الانساب ۷/۱۰۹ • اللباب ۱/۵۳۷ • تهذیب الکمال ۱۰۶ نسخة اخری ۳/۱۳۲ الی ۱۳۸ • النجوم الزاهرة ۱/۳۰۸ • خلاصة تذهیب الکمال ۳۵
• تهذیب التهذیب ۱/۳۱۳ و ۳۱۴

- حافظ جوزجانی فرماتے ہیں کہ سدی کذاب اور شتام ہیں جیسا کہ احوال الرجال ۴۸ رقم ۳۰ میں ہے
- حافظ عبد الرحمٰن فرماتے ہیں کہ میں نے باپ سے سنا ہے کہ اسماعیل بن عبد الرحمٰن سدی کی حدیثیں لکھی جا سکتی ہیں اور اس سے احتجاج نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ الجرح والتعدیل ۲/۱۸۴ و ۱۸۵ میں ہے
- حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں۔ اسماعیل بن عبد الرحمٰن یحیی بن قطان لا بأس بہ کہتے ہیں، احمد ثقہ کہتے ہیں ابن معین کہتے ہیں کہ اس کی حدیث میں ضعف ہے، ابو حاتم کہتے ہیں کہ اس کی حدیث سے احتجاج صحیح نہیں اور اس پر تشیع کا الزام تھا اور جوزجانی کہتے ہیں معتمر لیث سے نقل کرتے ہیں کہ کوفہ میں دو کذاب (جھوٹے) ہیں ان میں سے ایک تو مرت کے گھاٹ اتر گیا۔ سدی اور کلبی۔
حسن بن واقد کہتے ہیں کہ میں سدی کے پاس تھا تو میں نہیں اٹھا یہاں تک کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ کو گالیاں دیں پھر میں اس کی طرف واپس نہ آیا۔ میزان الاعتدال ۱/۲۳۶

(نوٹ ملحوظہ) مندرجہ بالا کتابوں میں اس کا ترجمہ دیکھ لیں۔ دوبارہ اعادہ کی ضرورت نہیں۔

• وما قال الالبانی . الحسن هذا هو صدوق یهم مردود وعجیبه ان مثل ما تکلف سوا التقریب والا هذا لیس بالقوی . قال الحافظ ابن عدی . الحسن بن یزید . عن السدی لیس بالقوی و حدیثه لیس بمحفوظ[1]

• وقال الحافظ ابن الجوزی . الحسن بن یزید یروی عن السدی قال ابن عدی لیس بالقوی وحدیثه عنه غیر محفوظ[2]

• قال الحافظ الذهبی . الحسن بن یزید الکوفی الاصم عن السدی صدوق لکن له خبر منکر[3]

وما کان فی الحدیث کذاب وشتام ولیس بالقوی موجود فکیف یقول الالبانی سنده حسن

---

[1] الکامل فی الضعفاء ۲/ ۷۳۸ [2] الضعفاء والمتروکین ۱/ ۲۱۰
[3] میزان الاعتدال ۱/ ۵۲۶ • طالع المغنی فی الضعفاء ۱/ ۱۶۹

• البانی کہتا ہے کہ حسن صدوق ہے اور وہم کا شکار تھے جیسا کہ تقریب ہے یہ اس پر مردود ہے۔ اس لئے کہ اس نے تقریب التہذیب سے تکلیف نہیں اٹھائی ورنہ یہ قوی نہیں۔

• حافظ ابن عدی فرماتے ہیں۔ حسن بن یزید سدی سے روایت کرتا ہے یہ قوی نہیں اور اس کی حدیث محفوظ نہیں۔ الکامل فی الضعفاء ۲/ ۷۳۸

• حافظ ابن جوزی فرماتے ہیں حسن بن یزید سدی سے روایت کرتے ہیں ابن عدی فرماتے ہیں کہ قوی نہیں اور اس کی حدیث غیر محفوظ ہے۔ الضعفاء والمتروکین ۱/ ۲۱۰

• حافظ ذہبی فرماتے ہیں حسن بن یزید سدی سے روایت کرتے ہیں یہ صدوق ہے لیکن اس کی خبر منکر ہے میزان الاعتدال ۱/ ۵۲۶ • مطالعہ کریں المغنی فی الضعفاء ۱/ ۱۶۹

• جبکہ اس حدیث میں کذاب اور شتمین کو گالیاں دینے والا موجود ہے تو البانی کس طرح کہتا ہے کہ اس کی سند حسن ہے

ولما كان الحديث مشتملاً على راوٍ ضعيف ليكون موضوعاً عند الالباني ولا يجوز به الاستشهاد ولا يصلح للاعتبار ولا يصلح منه الاستدلال لكن اذا كان موافقاً لهواه فان كان فيه من الكذابين والوضاعين لكن الحديث صحيح واسناده حسن اعوذ بالله من الفتن ... فتدبر

تو جب دوسروں کی روایت میں راوی ضعیف ہو تو وہ حدیث موضوع بن جاتی ہے البانی کے نزدیک اور نہ بطور استشہاد اور نہ بطور اعتبار پیش کیا جاسکتا ہے اور نہ اس سے استدلال صحیح ہے لیکن جگہ البانی کی خواہش کے موافق ہو اگرچہ اس میں کذابین اور وضاعین ہوں لیکن حدیث صحیح ہے اور اس کی اسناد حسن ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسے فتنوں سے پناہ مانگتے ہیں۔

قال الالبانی: وأثر أبی بن كعب له طريقان أيضاً: الأول ما رواه ابن أبی شيبة فی المصنف ٢/٩٠ بسند صحيح عن عبد العزيز بن رفيع قال كان أبی يصلی بالناس فی رمضان عشرين ركعة ويوتر بثلاث ولكنه منقطع وبهذا أعله العلامة الهندی كعبد العزيز بن رفيع لم يدرك أبی بن كعب لتقدمه المباركفوری ثم تعقب حبيب بقوله (ص ٧٥) ومع كون قال نيموی فأثر أبی بن كعب هذا منقطع ومع هذا هو مخالف لما ثبت عن عمر رضی الله عنه أنه أمر أبی بن كعب وتميم الداری أن يقوما للناس بإحدى عشرة ركعة

وأيضاً هو مخالف لما ثبت عن أبی بن كعب أنه صلى فی رمضان بنسوة فی داره ثمان ركعات والوتر وقد تقدم ذكره قبل صفحة ويدل على هذا القول الأخير الذی اختاره مالك أعلی إحدى عشرة ركعة ما رواه أبو يعلى من حديث جابر بن عبد الله قال جاء أبی بن كعب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله إنه كان منی الليلة شیء يعنی فی رمضان قال وما ذاك يا أبی قال نسوة فی داری قلن إنا لا نقرأ القرآن فنصلی بصلوتك قال فصليت ثمان ركعات وأوترت فكانت سنة الرضا ولم يقل شيئاً (صلوة التراويح ٦٨)

البانی کہتے ہیں۔ ابی بن کعب سے روایت کی گئی ہے دو طریقوں سے۔ اول وہ جو ابن ابی شیبہ نے مصنف ۲/۹۰/۱ میں صحیح سند کے ساتھ عبدالعزیز بن رفیع سے روایت کی ہے کہ ابن ابی لوگوں کو ماہ رمضان میں بیس رکعات اور تین وتر پڑھاتے تھے لیکن یہ روایت منقطع ہے اسی وجہ سے علامہ ہندی نے فرمایا ہے کہ عبدالعزیز بن رفیع نے ابی بن کعب کو نہیں پایا ہے مبارکپوری نے نقل کیا ہے پھر اس قول پر اس پر تعقیب کی ہے کہ اور اس طرح ہے جیسا کہ نیموی نے فرمایا ہے اثر ابی بن کعب منقطع ہے اور اس کے باوجود جو عمرؓ سے ثابت ہے کہ آپ نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو حکم فرمایا کہ گیارہ رکعات قیام کریں اس سے بھی معارض ہے اور اسی طرح اس سے بھی مخالف ہے جو ابی بن کعب سے ثابت ہے کہ اس نے اپنے گھر میں عورتوں کو آٹھ تراویح پڑھائیں اور وتر کیا۔۔ اور پہلے گذرا ہے اور اس اخیر قول پر دلالت وہ کرتا ہے جو امام مالک نے پسند کیا ہے یعنی گیارہ رکعات۔۔ جو ابو یعلی نے حدیث جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ ابی بن کعب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے اور عرض کیا کہ میں نے رات رمضان میں ایسا کیا ہے فرمایا کہ وہ کیا ہے یا ابی عرض کی کہ عورتیں ہمارے گھر جمع ہو گئیں تھیں اور عرض کی کہ ہم نے قرآن زیادہ نہیں پڑھا تو ہم آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھیں گے۔ عرض کیا کہ میں نے ان کو آٹھ تراویح اور وتر پڑھائے تو اس سنت پر وہ راضی ہو گئے اور کچھ نہ فرمایا۔

صلوۃ التراویح ۶۸

- اقول وقد مر مفصلاً بان الانقطاع لا يستلزم الضعف ولكن الالباني يقلد المباركفوري ولذا يقع في دركات ظلماء
- واما قوله بانه مخالف لما ثبت عن عمرؓ فقد مرّ جوابه بان فيه اضطراب شديد؟ فلا يصح دعوى الصحة
- واما قوله بانه رواه ابو يعلى من حديث جابرؓ فهو مردود عليه لان ابا يعلى نقله في مسنده حيث قال حدثنا عبد الاعلى، حدثنا يعقوب عن عيسى بن جارية حدثنا جابر بن عبد اللهؓ قال جاء ابي بن كعب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله ان له

مسند ابي يعلى ۳/۳۳۶ رقم ۱۸۰۱۔

میں کہتا ہوں کہ پہلے مفصل گذر چکا ہے کہ انقطاع ضعف کے لئے مستلزم نہیں لیکن البانی مبارکپوری کی تقلید کرتے ہیں اس لئے اندھیروں میں گر جاتا ہے۔

- اور یہ کہا ہے کہ یہ اس حدیث سے خلاف ہے جو عمرؓ سے ثابت ہے تو اس کا جواب گذر گیا ہے کہ اس حدیث میں اضطراب شدید ہے تو دعویٰ صحت صحیح نہیں اور یہ قول کہ ابویعلی نے جابرؓ کی حدیث روایت کی ہے تو یہ اس پر مردود ہے اس لئے کہ ابویعلی نے اپنی مسند میں اس کو سند یوں نقل کی ہے' ہم کو عبد الاعلی نے بیان کیا ہے واس نے فرمایا ہے کہ ہم کو یعقوب نے عیسیٰ بن جاریہ

سے بیان کیا ہے .. یہ جابر بن عبد اللہؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ابی بن کعب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے عرض کیا یا رسول اللہ! جیسا کہ مسند ابی یعلی ۳/۳۳۶ میں ہے۔

ولاشک فیه ولا مریة بان عیسی بن جاریة متروک الحدیث ومنکر الحدیث وعنده مناکیر[2]

وذکره الائمة فی الضعفاء وکذلک یعقوب بن عبد الله لیس بالقوی کما مر مفصلا فکیف یتفوه الالبانی بان اثر عبد العزیز بن رفیع مخالف لما ثبت عن ابی بن کعب فاللازم علیه اولا ان یثبت هذه الروایة ثم یفرع علیه مخالفة روایة عبد العزیز بن رفیع عنها مع ان اسناد هذا الحدیث ضعیف جدا بل بقول الالبانی هذا الحدیث موضوع تدبر وتفکر۔

---

[2] قال الالبانی بحواله زاد المعاد صاحب مناکیر لا یحتج بما تفرد به احد من اهل الحدیث صلوٰۃ التراویح ۶۹ فینبغی له العمل ههنا بهذه العبارة تلامیذ

اور اس میں شک و شبہ نہیں کہ عیسیٰ بن جاریہ متروک الحدیث منکر الحدیث اور اس کے پاس مناکیر تھے اور البانی خود کہتا ہے بحوالہ زاد المعاد کہ صاحب مناکیر سے اہل حدیث احتجاج نہیں کرتے جبکہ متفرد ہو۔ (صلوٰۃ التراویح ۶۹) اور ائمہ نقاد نے ضعفاء میں اس کو شمار کیا ہے، اور اسی طرح اس میں یعقوب بن عبد اللہ لیس بالقوی ہے جیسا کہ مفصل گذر چکا ہے تو البانی کس طرح اس بات پر تلفظ کرتا ہے کہ

عبد العزیز بن رفیع کا اثر اس کے خلاف ہے جو ابی بن کعبؓ سے ثابت ہے۔

اول تو اس کو چاہیے کہ ابی بن کعبؓ کی روایت صحیح کریں پھر مخالفت روایت عبد العزیز پر تفریع کریں حالانکہ ابی بن کعبؓ کی یہی روایت جو ابو یعلیٰ نے روایت کی ہے یہ نہایت ضعیف بلکہ بقانون البانی موضوع ہے۔ فکر۔

• قال الالبانی: عن عبد الله بن مسعود رواه ابو نصر المروزی فی قیام اللیل عن زید بن وهب كان عبد الله بن مسعود يصلي بنا في شهر رمضان فينصرف وعليه ليل قال الاعمش كان يصلي عشرين ركعة ويوتر بثلاث قال المباركفوري في التحفة ٢/٧٥ وهذا ايضا منقطع فان الاعمش لم يدرك ابن مسعود قلت كما قال بل لعله معضل فان الاعمش انما يروي عن ابن مسعود بواسطة رجلين غالبا كما لا يخفى على المتتبع لمسند ابن مسعود ثم انا لا ندري اذا كان سنده بذلك صحيحا الى الاعمش لانه قد حذف السند مختصر كتاب وهو شيخ المقريزي والظن انه لا يصح الى الاعمش فقد روى الطبراني هذا الاثر منقطعا عن زيد بن وهب المذكور كما في المجمع ٣/٧٢

• البانی کہتا ہے کہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے ابو نصر نے قیام اللیل میں زید بن وہب سے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن مسعود ماہ رمضان میں ہم کو نماز پڑھاتے تھے اور جب واپس جاتے تو رات ہو جاتی۔ اعمش کہتے ہیں کہ بیس رکعات اور تین وتر پڑھا کرتے تھے۔ مبارکپوری نے تحفۃ الاحوذی ۲/۷۵ میں کہا ہے کہ یہ منقطع ہے اس لئے کہ اعمش نے ابن مسعود کو نہیں پایا۔

• میں (البانی) کہتا ہوں کہ امر اس طرح ہے جیسا کہ مبارکپوری نے کہا ہے بلکہ شاید یہ روایت معضل ہے اس لئے کہ یہ ابن مسعود سے غالباً دو واسطوں سے روایت کرتے ہیں جیسا کہ ان پر مخفی نہیں جس نے ابن مسعود کی سند تلاش کی ہو پھر ہم نہیں جانتے کہ سند اعمش تک صحیح ہو یا نہ کہ سند کو تو مقریزی نے حذف کیا ہے اور گمان یہ ہے کہ اعمش تک یہ صحیح نہیں طبرانی نے یہ اثر زید بن وہب مذکور سے روایت کیا ہے جیسا کہ مجمع الزوائد ۳/۷۲

لم يذكر قول الاعمش هذ فلعل في الطريق اليه راويا ضعيفا لسوء حفظه او غيره الله اعلم (صلوٰة التراويح ۷۱)

• وقال الالباني في الحاشية ثم رأيت العيني قد ساق سنده في العمدة ۵/۳۵۷ نقلا عن ابي نصر فتبين لي انه صحيح الى الاعمش فوجب التنبيه عليه والا نتصار في تضعيفه على الانقطاع او الاعضال • حاشية لـ على لـ

• اقول العجب كل العجب على الالباني بانه رد اول هذه الرواية بظنون فاسدة نقال والظر انه لا يصح الى الاعمش ثم تبين له ورد على ظنه الفاسد وقال في الحاشية ثم رأيت العيني

اور اعمش کا قول ذکر نہیں کیا شاید درمیان میں کوئی راوی ضعیف ہو سوء حفظ یا اور کسی وجہ سے ذکر نہ کیا ہو (صلوٰۃ التراویح ۷۱)

• پھر البانی حاشیہ میں لکھتا ہے کہ میں نے عینی دیکھی تو اس نے عمدۃ القاری ۵/۳۵۷ میں ابونصر سے سند ذکر کی تھی تو مجھ کو معلوم ہوا کہ یہ اثر اعمش تک صحیح ہے تو تنبیہ واجب ہے اس پر اور اس کی تضعیف یا انقطاع کی وجہ سے یا اعضال کی وجہ سے حاشیہ ۲ پر ۱

• میں کہتا ہوں کہ تعجب پر تعجب ہے البانی پر کہ اول روایت کی تردید فاسد گمانوں سے کی کہ گمان یہ ہے کہ یہ اثر اعمش تک صحیح نہیں پھر اس کو واضح ہوا اور اپنے فاسد گمان کا رد کیا اور حاشیہ میں کہا کہ میں نے عینی دیکھی

فتبين لی انه صحيح الی الاعمش هذا تحقيق علمی بانه يرد اولا روايته
بظنه الفاسد بدون تحقيق و تتبع ثم يرد على ظنه بعد التحقيق ويتبجح
عليه بانه يتبختر بهذا التحقيق حيث يقول وظنی ان القاری الكريم لم ير
فی كتاب بهذا التتبع للطرق و التحقيق العلمی الدقيق (صلوة التراويح ٧) مجموعة
اقول

ولا شك فيه ولا مرية بان القاری الكريم لا يری مجموعة الظنون والواهيات
مثل هذه الرسالة ولا يقال لهذا تحقيق علمی بل يقال له انه جهل واستكبار
لشذوذه و خلافه عن الخلفاء الراشدين و الائمة المجتهدين والمحدثين وفقهاء
المذاهب الاربعة تدبر

واما اتباعه للمباركفوری بان هذا منقطع لان الاعمش لم يدرك ابن مسعود وقول
الالبانی لعله معضل فان الاعمش انما يروی عن ابن مسعود بواسطة رجلين

تو مجھے معلوم ہو کہ اعمش تک روایت صحیح ہے یہ علمی تحقیق ہے کہ اول صحیح روایت کو ردّ
کی فاسد گمان کی بغیر تحقیق اور تحقیق اور تلاش کے پھر اپنے گمان پر تحقیق کے بعد رد کیا
اور اس پر تعجب ہے کہ اس تحقیق پر اس کو ناز بھی ہے جیسا کہ کہتا ہے اور میرا
گمان یہ ہے کہ قاری کریم نے ایسا مجموعہ نہیں دیکھا ہوگا جو تحقیق علمی دقیق اور طرق
پر مشتمل ہو (صلوٰۃ التراویح ۷)

اور میں کہتا ہوں کہ اس میں شک اور شبہ نہیں کہ قاری کریم نے ایسا ظنون اور واہیات
کا مجموعہ اس رسالہ جیسے نہیں دیکھا ہوگا اس کو تحقیق علمی نہیں کہا جاتا ہے بلکہ اس کو
جہل اور استکبار کہا جاتا ہے کیونکہ اس نے انفراد اور خلاف کیا خلفائے راشدین
ائمہ مجتہدین، محدثین اور چار مذاہب کے فقہا سے ۔ اور

مبارکپوری کی تابعداری کہ یہ منقطع ہے اس لئے کہ اعمش نے ابن مسعودؓ کو نہیں
پایا اور البانی کا یہ قول کہ یہ معضل ہے کیونکہ اعمش ابن مسعودؓ سے دو واسطوں سے

ثانیاً ... فهو مردود ...
اولاً فانه قد مر مفصلاً ان كونه منقطعاً ليس بمستلزم لضعفه سيما
ان الالبانی قد صحح كثيرا من المراسيل والمنقطعات فلا حاجة الى التفظ بواهيات

كما احسن ما قيل ؎

اذا المرء لم يلبس ثيابا من التقى ٭ تقلب عريانا وان كان كاسيا
وخير لباس المرء طاعة ربه ٭ ولا خير فيمن كان لله عاصيا

الجامع لاحكام القرآن ۷/۱۸۴

نقل کرتے ہیں یہ اس پر چند وجوہ سے مردود ہے۔
اوّل اس لئے کہ پہلے مفصّل گذر چکا ہے کہ روایت کا منقطع ہونا ضعف کو مستلزم نہیں خاص کر البانی نے بہت سی مرسل اور منقطع روایات کو صحیح بنایا ہے تو
واہیات کے ساتھ تلفظ کرنے کی حاجت نہیں۔

کیا خوب کہا گیا ہے ؎
کہ جب آدمی تقویٰ کا لباس نہ پہن لیں، تو وہ ننگا ہے اگرچہ وہ لباس پہنا ہوا ہو
آدمی کا بہترین لباس رب العزّت کی اطاعت ہے،
اس میں کوئی بھلائی نہیں جو رب العزت کا نافرمان ہو۔

جیسا کہ جامع احکام القرآن ۷/۱۸۴ میں ہے۔

• اما ثانیا فان الظن الغالب بان الاعمش سمع زید بن وھب لکنہ ما ذکر اسمہ لتیقنہ کما قال زھیر عن الاعمش اذا حدثک زید بن وھب فکانک قد سمعت من الذی حدثک عنہ [1]

ولما سمع الاعمش عن زید بن وھب بان عبد اللہ بن مسعود کان یصلی عشرین رکعۃ فی التراویح العشرین الی ابن مسعود رضی اللہ عنہ بدون ذکر الواسطۃ لتیقنہ علیہ کما صرح بہ الاعمش

• واما ثالثا فان الالبانی ادعی الاعضال مع انہ مردود علیہ لان من تتبع مسند ابن مسعود رض فہو یعلم بالیقین بانہ روی عنہ بواسطۃ رجل فی مواضع

---

[1] کما فی تہذیب الکمال ۴۵۷ وتہذیب التہذیب ۴۲۷/۳ • الجرح والتعدیل ۵۷۳/۳

• دوم: ظن غالب یہ ہے کہ اعمش نے زید بن وھب سے سنا ہے لیکن اس کا اسم اس سے ذکر نہ کیا کہ اس کو اس پر یقین تھا جیسا کہ زھیر اعمش سے نقل کرتے ہیں کہ اس نے فرمایا کہ زید بن وھب جب تم کو حدیث بیان کریں گویا کہ تم نے اس شخص سے سنا جس سے اس نے حدیث بیان کی۔ جیسا کہ تہذیب الکمال ۴۵۷، تہذیب ۴۲۷/۳ • الجرح والتعدیل ۵۷۳/۳

• اور جبکہ اعمش نے زید بن وھب سے سنا کہ عبداللہ بن مسعود بیس رکعات تراویح پڑھایا کرتے تھے تو براہ راست ابن مسعودؓ کی طرف نسبت کی اور واسطہ یقین کی وجہ سے نہیں ذکر کیا۔

• سوم: البانی نے اعضال کا دعوی کیا ہے حالانکہ یہ اس پر مردود ہے اور جس نے مسند ابن مسعودؓ کا تتبع کیا ہو تو وہ یقینی طور پر جانتا ہے کہ اس نے ابن مسعودؓ سے بہت سی جگہوں میں ایک واسطے سے روایت کیں ہیں جیسا کہ ام

ذکر الامام احمد ... عن الاعمش عن ابی وائل عن عبد اللہ بن مسعود[1]

روی الاعمش عن شقیق عن عبد اللہ بن مسعود[2]

بل روی الامام البخاری فی صحیحہ بواسطۃ

عن الاعمش عن زید بن وھب قال عبد اللہ حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو الصادق المصدوق[3]

عن الاعمش سمعت ابا وائل سمعت عبد اللہ[4]

عن الاعمش عن ابی وائل عن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم[5]

الاعمش عن شقیق عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[6]

الاعمش قال حدثنی شقیق قال عبد اللہ کانی انظر الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم[7]

---

1. طالع مسند احمد بن حنبل ۱/۳۷۵، ۳۸۹، ۳۹۰، ۴۱۱، ۴۳۱، ۴۳۲
2. طالع مسند احمد بن حنبل ۱/۳۸۰ وذکر فیہا ثلاث روایات، طالع ۳۸۱، ۳۸۲، ۴۱۱، ۴۲۹، ۴۲۷
3. صحیح البخاری ۱/۴۵۶ [4] بخاری ۱/۴۸۳ [5] بخاری ۱/۴۸۵ [6] بخاری ۱/۳۶۶
[7] بخاری ۱/۴۹۵ مطبع پاکستانی

احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں :-

• اعمش نے ابو وائل سے انس نے عبداللہ بن مسعودؓ سے مطالعہ کریں مسند احمد ۱/۳۷۵، ۳۸۹، مسند احمد ۱/۳۹۰، ۴۱۱، ۴۳۱، ۴۳۲۔

• اعمش شقیق سے وہ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں۔ مطالعہ کریں مسند احمد ۱/۳۸۰ اور اس میں تین روایات ذکر کیں ہیں۔ مطالعہ کریں ۳۸۱، ۳۸۲، ۴۱۱، ۴۲۹، ۴۲۷

• بلکہ امام بخاری اپنے صحیح میں ایک واسطہ سے روایت کرتے ہیں جیسا کہ فرماتے ہیں اعمش زید بن وھب سے وہ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صادق مصدوق نے بیان فرمایا ہے دیکھئے بخاری ۱/۴۵۶ دیگر حوالجات میں بھی ایک واسطہ ہے مطالعہ کریں۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔

- قال الحافظ المزی ... روایۃ الاعمش عن زید بن وهب عن عبد اللہ بن مسعود قال حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وهو الصادق المصدوق الخ ثم قال حدیث صحیح متفق علی صحتہ من حدیث الاعمش عن زید بن وهب[1] فکیف یحکم الالبانی بالاعضال تدبر ولا تغتر باقوال الحاسدین
- واما رابعاً فلو سلم بانہ منقطع لکنہ معضد بعمل الخلفاء الراشدین والصحابۃ والتابعین والائمۃ المجتهدین فلا شک فیہ ولا مریۃ بانہ صحیح عند المحققین .
- ولذا قال الحافظ الهیثمی رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ رجال الصحیح[2] فینبغی لمثل الالبانی ان یضعف حدیث بعد التحقیق العلمی لکنہ یحکم اولا بضعف الروایۃ ثم یتبین لہ بانها صحیحۃ ولا یجوز لہ ان یضعف الروایۃ بالظنون الفاسدۃ تدبر

[1] کما فی تهذیب الکمال ٨ ٥ ٤ وهذا مؤید لما قلنا
[2] مجمع الزوائد ٣/ ١٧٢

- حافظ مزیؒ فرماتے ہیں۔ اعمش زید بن وهب سے اور وہ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو صادق اور مصدوق ہیں نے بیان کیا۔ پھر فرمایا یہ حدیث صحیح ہے اس کی صحت پر اعمش عن ابن وهب سے اتفاق ہے۔ جیسا کہ تہذیب الکمال ٤٥٨ میں ہے تو البانی اعضال کا حکم کیسے لگاتا ہے غور کرو حاسدین کے قول پر دھوکہ نہ کھا جاؤ۔
- چہارم اگر ہم تسلیم کریں کہ یہ منقطع ہے لیکن خلفائے راشدینؓ اور صحابہؓ اور تابعینؒ اور ائمہ مجتہدین کے عمل سے مؤید ہے تو اس میں شک و شبہ نہیں کہ یہ محققین کے نزدیک صحیح ہی ہے۔

اسی وجہ سے حافظ ہیثمی نے فرمایا ہے کہ طبرانی نے کبیر میں روایت کی ہے اور اس کے رجال صحیح کے رجال (راوی) ہیں جیسا کہ مجمع الزوائد ٣/ ١٧٢ میں ہے۔
تو البانی کو چاہیے کہ تحقیق علمی کے بعد حدیث کو ضعیف کیا کرے لیکن یہ اوّل روایت پر ضعف کا حکم کرتا پھر اس کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے اس کو یہ جائز نہیں کہ فاسد گمانوں سے صحیح روایت کی تضعیف کریں۔ تجربہ کر

قال الالبانی ... الطریق الثانی اخرجہ الضیاء المقدسی فی المختارۃ ۱/۳۸۴ عن ابی جعفر الرازی عن الربیع بن انس عن ابی العالیۃ عن ابی بن کعب ان عمر امر ابیا ان یصلی بالناس فی رمضان (وفیہ) فصلی بھم عشرین رکعۃ۔

یقول الالبانی .. وھذا اسناد ضعیف ابو جعفر ھذا واسمہ عیسی بن ابی عیسی بن ماھان اوردہ الذھبی فی الضعفاء وقال ابو زرعۃ یھم کثیرا وقال احمد لیس بقوی وقال مرۃ صالح الحدیث وقال الفلاس سیئ الحفظ (ثم قال) وقلت وھذا لا یشک فیہ الباحث المتتبع لاحادیثہ فانہ کثیر المخالفۃ لروایات الثقات رسالۃ الالبانی ۶۹

اقول ان عیسی بن ابی عیسی لیس مثل محمد بن حمید الرازی (الذی وقع فی حدیث صحیح الالبانی) لان الحافظ ابن ابی حاتم یقول۔ عیسی بن ابی عیسی بن ماھان ابو جعفر الرازی ذکرہ ابی عن اسحاق بن منصور

البانی کہتا ہے دوسرا طریقہ۔ ضیاء المقدسی نے مختارہ ۱/۳۸۴ میں ذکر کیا ہے ابو جعفر رازی کا ربیع بن انس سے وہ ابو العالیہ سے وہ ابی بن کعبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ابی کو امر کیا کہ صحابہؓ کو ماہ رمضان میں نماز پڑھائیں (اور اس میں ہے) کہ وہ ان کو بیس تراویح پڑھاتے تھے۔

البانی کہتا ہے کہ یہ اسناد ضعیف ہے ابو جعفر کا نام عیسی بن ابی عیسی بن ماھان ہے۔ حافظ ذہبیؒ نے ضعفاء میں شمار کیا ہے اور ابو زرعۃ کہتا ہے کہ اکثر وہم کا شکار تھا اور احمدؒ لیس بقوی کہتے ہیں اور کبھی صالح الحدیث کہتے ہیں اور فلاس سیئ الحفظ کہتے ہیں (پھر کہا ہے) میں (البانی) کہتا ہوں کہ اس میں شک نہیں کہ یہ زیادہ مخالفت کرنے والا تھا ثقات سے (رسالہ البانی ۶۹)

میں کہتا ہوں کہ عیسی بن ابی عیسی محمد بن حمید الرازی جیسے نہیں (جس سے البانی استدلال کرتا ہے) حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں۔ عیسی بن ابی عیسی ابو جعفر الرازی ... میرے والد نے اسحاق بن منصور سے

عن یحیی بن معین انہ قال ابوجعفر الرازی ثقۃ (و)

قال ابن ابی حاتم : سمعت ابی یقول ابوجعفر الرازی ثقۃ صدوق صالح الحدیث

• وقال الحافظ الذھبیؒ : ابوجعفر الرازی عیسیٰ بن ماھان : قال یحیی بن معین ثقۃ وقال ابو حاتم ثقۃ صدوق وقال احمد بن حنبل والنسائی وغیرھما لیس بالقوی وروی محمد بن عثمان بن ابی شیبۃ عن ابن المدینی

لہ الجرح والتعدیل ۶/۲۸۰ • طالع طبقات خلیفہ ۳۲۴ • الکامل لابن الاثیر ۶/۲۲

وہ یحییٰ بن معین سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے فرمایا ابوجعفر رازی ثقہ ہیں اور ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ میں نے والد سے سنا ہے کہ ابوجعفر رازی ثقہ صدوق صالح الحدیث ہیں۔ الجرح والتعدیل ۶/۲۸۰ ، مطالعہ کریں طبقاتِ خلیفہ ۳۲۴ • الکامل ابن الاثیر ۶/۲۲۶
حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ ابوجعفر رازی۔ یحییٰ بن معین ثقہ کہتے ہیں اور ابو حاتم ثقہ صدوق کہتے ہیں۔ احمد بن حنبلؒ اور نسائیؒ وغیرہ لیس بالقوی کہتے ہیں اور محمد بن عثمان ابن مدینی سے روایت کرتے ہیں۔

كان عندنا ثقة وقال عمرو بن على فيه ضعف له فعلى كل حال فقد وثقه ابن معين و ابو حاتم و ابن المديني و ضعفه البعض لكن ليس كذابا مثل محمد ابن حميد الرازى الذى استدل من حديثه الالبانى لانه كذاب و كان ليس مثل عيسى بن جارية و ليس مثل اسماعيل بن عبد الرحمن الكذاب لكن احاديثهم صحيحة عند الالبانى - فلم لا يوثق الالبانى حديث ابى جعفر الرازى الذى وثقه بعض الائمة النقاد لان حديثه يخالف هوى ذى العناد والا تحديثه صحيح سيما اذا انضمت معه روايات اخر تدبر و تذكر

لہ طالع سیر اعلام النبلاء ۷/۳۴۶ و ۳۴۷ • طالع التاریخ الکبیر ۶/۴۰۳ و ۴۰۴
• تاریخ بغداد ۱۱/۱۴۳ الی ۱۴۷ • تہذیب الکمال ۱۵۹۲
• التھذیب ۸/۲۲۶ و ۱۲/۵۶ • شذرات الذہب ۱/۲۵۲ • خلاصۃ تذھیب الکمال ۴۴۶
• العبر ۱/۱۸۲

گروہ فرماتے تھے کہ یہ ہمارے نزدیک ثقہ ہیں اور عمرو بن علی کہتے ہیں کہ اس میں ضعف ہے۔ بہرحال ابن معین اور ابو حاتم اور ابن المدینی نے توثیق کی ہے اور بعض دیگر نے ضعیف بتایا ہے لیکن محمد بن حمید جیسے کذاب تو نہیں جس کی روایت سے البانی نے استدلال کیا ہے اور اسی طرح عیسیٰ ابن جاریہ اور اسماعیل بن عبد الرحمن کذاب جیسے تو نہیں لیکن ان لوگوں کی احادیث البانی کے نزدیک صحیح ہیں تو البانی ابوجعفر رازی کی روایت کی توثیق کیوں نہیں کرتا جس کی توثیق ائمہ نقاد نے کی ہے یہ اس لئے کہ یہ البانی کی رائے اور ھوی سے مخالف ہے ورنہ اس کی حدیث صحیح ہے خاص کر جب اس کے ساتھ دیگر روایات ملائیں، تکرار اور نصیحت حاصل کر

فائدہ : ابوجعفر کا ترجمہ مندرجہ بالا کتابوں میں مطالعہ کریں۔

ايها الاخ [illegible] وذكرت توثيق الرواة وردت اعتراضات المنكرين الملزمين على القائمين فى رمضان بالعشرين ووضحت من كتب المذاهب الاربعة واتفاق فقهاء الدين بان كلهم قائلون بسنية التراويح العشرين وليس احد منهم قائلا بعدم جواز العشرين سوى شرذمة قليلة من غير المقلدين وتبعهم الالبانى وقلب الحقيقة على المسلمين واجترأ جرأة عظيمة وافتى بتضليل السلف الصالحين وجميع فقهاء الدين ورددت فى هذا الكتاب مزعومات الالبانى وظنونه الفاسدة ووضحت فيه ايضا بانه ليس له زمام التحقيق يوثق من يشاء ويضعف من يشاء على هواه . لعل الله سبحانه يهدى به الملزمين على السلف الصالحين وان دعا الاحتياج الى التفصيل فاوضحه ان شاء الله تعالىٰ باتم تفصيل . والآن اكتفى بهذا وكن من الشاكرين وانى ارجو ان شاء الله تعالىٰ في اثبات الوتر من الاحاديث الصحيحة واقوال ائمة الدين حتى لا يبقى مجال لشبهات الحاسدين وبالله استعين وهو رب العالمين

اے میرے محترم بھائی! میں نے بیس تراویح کا اثبات صحیح روایات سے کیا ہے اور راویوں کی توثیق ذکر کی ہے اور جو لوگ ماہِ رمضان میں بیس رکعات پڑھنے والوں پر الزامات لگاتے ہیں ان کے اعتراضات کی تردید کی اور میں نے چار مذاہب کی کتابوں اور اتفاق فقہاء الدین سے وضاحت کی ہے کہ تمام لوگ بیس تراویح کی سُنیت کے قائل ہیں اور ان میں سے ایک شخص بھی بیس رکعات کے عدم جواز کے قائل نہیں صرف تھوڑی سی جماعت غیر مقلدین جس کا البانی بھی تابع ہے اور مسلمانوں پر حقیقت الٹی کر رہی ہے اور اتنی بڑی جرأت کی کہ سلف صالحین اور تمام فقہائے دین پر گمراہی کا فتویٰ لگایا اور ہم نے اس کتاب میں البانی کے موعومات اور فاسد گمانوں کی تردید کی اور میں نے اس میں یہ بھی واضح کیا کہ البانی کی تحقیق کا لگام نہیں اور اپنی خواہش کے مطابق جس کو چاہتا ہے توثیق کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تضعیف کرتا ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ساتھ سلف صالحین پر الزام لگانے والوں کو ہدایت کرے اگر تفصیل کی ضرورت محسوس ہوئی تو میں انشاء اللہ مکمل وضاحت کروں گا، ابھی اس پر اکتفا کرتا ہوں اور آپ شکر کرنے والوں سے ہو جائیں،

میں انشاء اللہ تعالیٰ وتر کو احادیث صحیحہ اور ائمہ دین کے اقوال سے ثابت کروں گا تاکہ حاسدین کے شبہات کے لیے گنجائش نہ رہ جائے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مدد مانگتا ہوں اور وہی رب العالمین ہے

الباب الثانی

فی بیان الوتر

اعلم یا اخی وفقنی اللہ وایاک ان الوتر ثلاث رکعات بتسلیمۃ واحدۃ ثابتۃ من الاحادیث الصحیحۃ و بعض من جہلاء یعدونہا من البدع والمکروہات وانی رأیت بعد مدۃ رسالۃ الالبانی وقال بکراہیۃ الوتر ثلاث رکعات حیث قال۔ واعلم ایہا العالم ان قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اللیل ووترہ علی انواع وکیفیات کثیرۃ ولما کان ذلک غیر مدون فی اکثر کتب الفقہ سواء فیہا المختصرۃ او المطولۃ وکان من الواجب بیان سنتہ علیہ الصلوۃ والسلام لکی نمہد السبیل لمن کان منہم محبا لاتباعہا ان یعمل بہا فیکتب لنا اجرہ انشاء اللہ تعالی وحتی یتورع عن انکار شئ منہا من کان بہا جاہلا وفقنا اللہ تبارک وتعالی وتباعہ علیہ الصلوۃ والسلام حق الاتباع واجتناب ماحذرنا من الابتداع صلوۃ التراویح ۸۶

جان اے میرے بھائی اللہ تعالی مجھے اور آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ وتر تین رکعات ایک سلام کے ساتھ صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔ اور بعض جہلاء یہ بدعات اور مکروہات سے شمار کرتے ہیں پھر میں نے ایک مدت کے بعد البانی کا رسالہ دیکھا اور اس نے تین وتر کو مکروہ کہا تھا، اور کہا ہے کہ جان لو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام اور وتر کئی نسم اور بہت سے کیفیات سے ہیں اور یہ اکثر کتب میں خواہ مختصر ہو یا مطول نہیں ہے تو یہ لازمی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ بیان کیا جائے "تاکہ ان لوگوں کے لئے راستہ برابر ہو جائے جو آپ کے سنت کے ساتھ اتباع کا محبت رکھتا ہو کہ اس پر عمل کریں اور ہم کو اجر لکھے گا انشاء اللہ تعالی اور اپنے آپ کو اس چیز کی انکار سے بچا دیں جس سے یہ جاہل ہو اور اللہ تعالی ہم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی توفیق عطا فرمائے جیسا کہ اتباع کا حق ہے اور ہم کو بدعات سے محفوظ رکھے (صلوۃ التراویح ۸۶)

ثم قال بحوالۃ المروزی وقد روی فی کراھۃ الوتر بثلاث اخبار بعضھا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وبعضھا عن اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین ثم ذکر بانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قال لا توتروا بثلاث تشبھوا بالمغرب ولکن اوتروا بخمس وسندہ ضعیف لکن رواہ الطحاوی وغیرہ من طریق اخر بسند صحیح کما تقدم فی التعلیق ۸۴ صلوٰۃ التراویح ۹۷

وقال ھناک روی الطحاوی بسند صحیح عنہا ای عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان الوتر سبعا وخمسا والثلث بتیراء صلوٰۃ التراویح ۸۴

قال ویتلخص من کل ماسبق ان الایتار بای نوع من ھذہ الانواع المتقدمۃ جائز حسن وان الایتار بثلث بتشھدین کصلوٰۃ المغرب لم یأت فیہ حدیث صحیح صریح بل ھو لا یخلو عن کراھۃ ولذلک نختار ان لا یقعد بین الشفع والوتر واذا قعد سلم وھذا ھو الافضل لما تقدم صلوٰۃ التراویح ۹۸

پھر بحوالہ مروزی کہتے ہیں کہ تین رکعات وتر کی کراہیت سے احادیث وارد ہیں بعض نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں اور بعض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہیں پھر کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین رکعات وتر نہ پڑھو کہ مغرب نماز کے ساتھ مشابہت کرو گے لیکن پانچ رکعات وتر پڑھو اور اس کی سند کمزور ہے لیکن طحاوی وغیرہ نے دوسرے طریقہ سند صحیح سے روایت کیا ہے جیسا کہ حاشیہ ص ۸۴ پر گزر چکا ہے (صلوٰۃ التراویح ۹۷)

اور وہاں کہا ہے کہ طحاوی نے صحیح سند کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وتر سات رکعات اور پانچ رکعات ہیں اور تین بتیراء ہیں صلوٰۃ التراویح ص ۸۴

پھر البانی نے کہا ہے کہ ماسبق کا خلاصہ یہ ہوا کہ وتر ماسبق اقسام ہیں سے ہر قسم ادا کرنا جائز اور حسن ہے اور وتر تین رکعات دو تشہد کے ساتھ جیسا نماز مغرب اس میں صریح صحیح حدیث وارد نہیں بلکہ یہ مکروہ ہونے سے خالی نہیں اور اسی وجہ سے ہم یہ پسند کرتے ہیں کہ شفع اور وتر میں نہ بیٹھے اور جب بیٹھے تو سلام پھیر لیں

اور یہ افضل طریقہ ہے جیسا کہ گزر چکا ہے صلوٰۃ التراویح ۹۸

فانا اذکر انشاء اللہ تعالیٰ فی الاوراق الآتیۃ بان الوتر ثلاث رکعات ثابتۃ من الاحادیث الصحیحۃ ثم اذکر اقوال الائمۃ المجتھدین واتباعھم من المحدثین والفقہاء بانھم متفقون علی جواز ثلاث رکعات بتسلیمۃ واحدۃ ثم ارد علی مزعومات الالبانی واوضح خلافہ وشذوذہ عن الاحادیث الصحیحۃ وعن جمیع ائمۃ الدین

وباللہ التوفیق واعوذ باللہ من حسن الجاھلین

میں انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اوراق میں واضح کروں گا کہ وتر تین رکعات صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔ پھر میں اقوال ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ اور ان کے اتباع محدثین اور فقہاء کے اقوال ذکر کروں گا۔ کہ یہ حضرات تمام تین رکعات وتر ایک سلام کے ساتھ پڑھنے کی جواز پر متفق ہیں۔

پھر البانی کے مزعومات گمانوں پر رد کروں گا اور احادیث صحیحہ اور جمیع ائمہ دین سے اس کا خلاف اور شذوذ واضح کروں گا

اور اللہ تعالیٰ سے ہے توفیق اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں جاہلوں کے حسد سے۔

الفصل الاول

فی

بیان الوتر

واعلم ان الوتر ثلاث رکعات - ثابتة بادلة کثیرة الاول منها ماروی الحافظ الامام محمد بن اسماعیل البخاری المتوفی سنة ۲۵٦ھ[1] فی صحیحه عن ابی سلمة بن عبد الرحمن

---

[1] قال الحافظ ابن ماکولا المتوفی سنة ٤٧٥ھ - اما البخاری نسبة الی بخارا فکثیر جدا . الاکمال ۱/۴٤٨

• قال الامام ابو عبید عبد الله بن عبد العزیز الاندلسی المتوفی سنة ٤٨٧ھ بخارا بخراسان ممدودة کذلک وردت فی شعر کمیت - والنسب الیها بخاری بحذف الزوائد والیها ینسب الامام محمد بن اسماعیل البخاری . معجم ما استعجم ۱/۲۲۹

پہلا فصل وتر کے بیان میں ہے

جان لو - وتر تین رکعات بہت سے دلائل سے ثابت ہیں دلیل اول ان میں وہ ہے جو حافظ امام محمد بن اسماعیل بخاری المتوفی ۲۵٦ھ[1] نے اپنے صحیح میں ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے روایت کیا ہے . . . .

---

[1] حافظ ابن ماکولا المتوفی ٤٧٥ھ فرماتے ہیں کہ بخاری بخارا کی طرف منسوب ہے : یہ نسبت زیادہ ہے الاکمال ۱/۴۴۸

• امام ابو عبید عبد اللہ بن عبد العزیز الاندلسی المتوفی ۴۸۷ھ فرماتے ہیں کہ بخارا خراسان میں ہے اور اسی طرح کمیت کے شعر میں ہے اور اسکو منسوب کرنے کے وقت بخاری زوائد کے حذف کے ساتھ ہے اور اس کو امام محمد بن اسماعیل بخاری منسوب ہے معجم ما استعجم ۱/۲۲۹

• قال الامام السمعانی المتوفی ٥٦٣ھ البخاری بضم الباء الموحدة وفتح الخاء المعجمة وراء بعد الالف هذه النسبة الی البلد المعروف بما وراء النهر يقال لها بخارا خرج منها جماعة من العلماء فی كل فن يجاوزون الحد وصنف تاريخها ابو عبد الله محمد بن عبد الله . . .

وابو عبد الله محمد بن اسماعيل بن ابراهيم الجعفی البخاری المعروف فی الشرق والغرب صاحب كتاب الجامع الصحيح . الانساب ٢/ ١٠٧

• قال الامام ياقوت بن عبد الله المتوفی سنة ٦٢٦ھ بخارى بالضم من اعظم مدن ماوراء النهر واجلها وينسب الی بخاری خلق كثير من ائمة المسلمين فی فنون شتی منهم امام اهل الحديث ابو عبد الله محمد بن اسماعيل بن ابراهيم.

طالع التفصيل فی معجم البلدان ١/ ٣٥٣ الی ٣٥٦

• امام سمعانی متوفی ٥٦٣ھ فرماتے ہیں البخاری بار کے ضمہ اور خاء نقطہ والا کے فتحہ اور الف کے بعد راء کے ساتھ یہ . ماوراء النہر کے ایک مشہور شہر کی طرف نسبت ہے جس کو بخارا کہتے ہیں اس سے ہر فن میں علماء کی جماعت نکلی ہے کہ اندازہ سے زیادہ ہیں اور اس کی تاریخ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ . . .

اور ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم الجعفی بخاری نے لکھی ہے جو مشرق اور مغرب میں مشہور صحیح بخاری کا مصنف ہیں

الانساب ٢/ ١٠٧

امام یاقوت بن عبد اللہ متوفی ٦٢٦ھ فرماتے ہیں بخاری ضم کے ساتھ ماوراء النہر کے بڑے شہر ہے اور بخاری کی ائمہ مسلمین سے بہت سے علماء ہر فن کا منسوب ہے ان میں اہل الحدیث ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم ہیں

مطالعہ کریں معجم البلدان ١/ ٣٥٣ الی ٣٥٦

انہ سأل عائشۃ رضی اللہ عنہا کیف کانت صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان فقالت ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ یصلی اربعا فلا تسأل عن حسنہن وطولہن ثم یصلی اربعا فلا تسأل عن حسنہن وطولہن ثم یصلی ثلاثا الخ[1]

• قال الحافظ الذہبی سنۃ ست وخمسین وماتین وفیہا توفی لیلۃ عید الفطر الامام حبر الاسلام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل وکان من اوعیۃ العلم یتوقد ذکاءہ ولم یخلف بعدہ مثلہ رحمۃ اللہ علیہ ...... العبر ۱/ ۳۶۷ و ۳۶۸

• قال الحافظ الذہبی البخاری - شیخ الاسلام وامام الحفاظ ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل کما فی تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۵۵۵ الی ۵۵۷ • طالع الکتب التالیۃ

• سیر اعلام النبلاء ۱۲/ ۳۹۱ الی ۴۷۳ • تاریخ بغداد ۲/ ۴ الی ۳۴ • تہذیب الکمال ۱۱۶۹ الی ۱۱۷۳

• وفیات الاعیان ۴/ ۱۸۸ الی ۱۹۱ • تہذیب الاسماء واللغات ۱/ ۶۷ الی ۷۶ • البدایۃ والنہایۃ ۱۱/ ۲۴ الی ۲۶

• الجرح والتعدیل ۷/ ۱۹۱ • التہذیب ۹/ ۴۷ الی ۵۵ • طبقات السبکی ۲/ ۲۱۲ الی ۲۴۱ • مقدمۃ فتح الباری ۴۷۸ الی ۴۹۵ • الوافی بالوفیات ۲/ ۲۰۶ الی ۲۰۹ • مفتاح السعادۃ ۲/ ۱۱۵ • خلاصۃ تذہیب الکمال ۳۲۴

• شذرات الذہب ۲/ ۱۳۴ الی ۱۳۶ • طبقات الحنابلۃ ۱/ ۲۷۱ الی ۲۷۹ • اللباب ۱/ ۱۲۵

• النجوم الزاہرۃ ۳/ ۲۵ و ۲۶

---

[1] نقد مرھذا الحدیث مفصلا بحوالہ الحافی ۱/ ۳۶۹ ب • مسلم ۱/ ۵۰۹ رقم الحدیث ۷۳۸ • وکلہ ۷/ ۸ علی حاشیہ ارشاد الساری • الموطا للامام مالک ۹۵ • ابو داؤد ۱/ ۲۱۰ • ابو داؤد مع بذل المجہود ۲/ ۷

• سنن الترمذی ۲/ ۳۰۲ • السنن الکبری ۲/ ۴۹۵ • مسند احمد ۶/ ۱۰۴ • مسند ابی عوانۃ ۲/ ۳۲۷

• تنویر الحوالک ۱/ ۱۳۸ • ریاض الصالحین ۴۵۳ • بدائع الصنائع ۱/ ۲۹۵ • مرقاۃ المفاتیح ۳/ ۲۰۴

کہ انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان میں کیسی تھی آپ نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے چار رکعت پڑھ لیتے اس کے حسن اور طول سے نہ پوچھو پھر چار رکعت پڑھ لیتے اس کے حسن اور طول سے نہ پوچھو لیں جیسا کہ سندرجہ کتابوں میں با حوالہ جات مفصل گذر چکا ہے رماشیہ میں حوالہ جات دیکھ لیں دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں)

• حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ سنہ ۲۵۶ھ میں عید الفطر کی رات امام حبر الاسلام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل فوت ہوگئے ہیں جو بڑے علم والے تھے جن کی ذکاوت جلتی تھی ان جیسے بعد میں نہیں پیدا ہوا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے ۔ العبر ۱/ ۳۶۷ و ۳۶۸

• حافظ ذہبی فرماتے ہیں بخاری شیخ الاسلام امام الحفاظ ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل ہیں جیسا کہ تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۵۵۵ تا ۵۵۷ میں ہے ... ملاحظہ کریں ، دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں ۔

والثانی منها ما روی الامام الحافظ مسلم بن الحجاج المتوفی سنہ ۲۶۱ھ[1] عن ابی سلمة بن عبد الرحمن انه سأل عائشةؓ کیف کانت صلوٰة رسول الله صلی الله علیه وسلم فی رمضان قالت ما کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیره علی احدی عشرة رکعة یصلی اربعا فلا تسأل عن حسنهن وطولهن ثم یصلی اربعا فلا تسأل عن حسنهن وطولهن ثم یصلی ثلاثا[1] ثم روی حدیثا اخر عن ابن عباس انه رقد عند رسول الله صلی الله علیه وسلم

[1] صحیح مسلم علی حاشیۃ ارشاد الساری ۴/۷

[1] قال حافظ البغدادیؒ مسلم بن الحجاج بن مسلم ابو الحسین القشیری النیسابوری احد الائمة من حفاظ الحدیث وهو صاحب المسند الصحیح. طالع تاریخ بغداد ۳/۱۰۰ الی ۱۰۴

• قال الحافظ ابن ابی حاتمؒ مسلم بن الحجاج النیسابوری. روی عن یحیی بن یحیی النیسابوری الخ — وکان ثقة من الحفاظ له معرفة بالحدیث سئل ابی عنه فقال صدوق الجرح والتعدیل ۸/۱۸۲ و ۱۸۳

دلیل دوم وہ ہے جو حافظ امام مسلم بن الحجاج المتوفی سنہ ۲۶۱ھ نے ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے روایت کی ہے کہ عائشہؓ سے آپ نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان میں کس طرح تھی آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے چار رکعات پڑھ لیتے اس کے طول اور حسن سے نہ پوچھ لیں پھر چار رکعات پڑھ لیتے اس کے طول اور حسن سے نہ پوچھ لیں۔ پھر تین رکعات وتر پڑھ لیتے جیسا کہ صحیح مسلم ۴/۷ برحاشیہ ارشاد الساری میں ہے

[1] حافظ بغدادی فرماتے ہیں مسلم بن حجاج ابو الحسین القشیری النیسابوری حفاظ حدیث کے ائمہ میں سے ایک حافظ حدیث تھے اور مسند صحیح کا مؤلف ہے۔ مزید تذکرہ تاریخ بغداد ۳/۱۰۰ تا ۱۰۴

• حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں مسلم بن حجاج نیسابوری۔ یحییٰ بن یحییٰ نیسابوری سے روایت کرتے ہیں یہ ثقہ اور حفاظ الحدیث سے تھے اور حدیثوں کو جاننے والے تھے میرے والد سے پوچھا گیا فرمایا کہ یہ سچا ہے۔ الجرح والتعدیل ۸/۱۸۲، ۱۸۳

وقال الحافظ ابن الجوزیؒ - مسلم بن الحجاج النیسابوری - کان من کبار العلماء، واوعیة العلم وله مصنفات کثیرة - طالع المنتظم ۵/۳۲ و ۳۳

وقال الحافظ الذھبیؒ . مسلمؒ ھو الامام الکبیر الحافظ المجود الحجة الصادق ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد القشیری النیسابوری .. طالع التفصیل فی سیر اعلام النبلاء ۱۲/ ۵۵۷ الی ۵۸۰

وقال الحافظ الذھبیؒ .. اسنة احدی وستین ومائتین / وفیھا مسلم بن الحجاج ابو الحسن القشیری النیسابوری الحافظ احد ارکان الحدیث وصاحب الصحیح وغیر ذلك طالع العبر ۱/ ۳۷۵

حافظ ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں کہ مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری کبار علماء میں سے تھے اور وسیع علم کے مالک تھے اور کثیر کتابوں کے مصنف تھے ۔ المنتظم کا مطالعہ کریں ۵/ ۳۲، ۳۳

حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں ۔ مسلم بڑا امام حافظ حجت صادق ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم تھے۔ مطالعہ کریں تفصیل سیر اعلام النبلاء ۱۲/ ۵۵۷ تا ۵۸۰

حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ سن ۲۶۱ھ مسلم بن حجاج ابو الحسین حافظ کی وفات ہوئی ہے جو ارکان الحدیث میں سے ایک رکن تھے، صحیح وغیرہ کا مؤلف ہیں ۔ مطالعہ کریں العبر ۱/ ۳۷۵

وذکرنیه ... ثم اوتر بثلاث[1] وقال الامام البخاری قال القاسم ورأينا اناسا منذ ادرکنا یوترون بثلاث وان کلا لواسع وارجوان لا یکون بشئ منه بأس[2] وقال الحافظ العینی وفی قولها ثلاثا حجة لاصحابنا فی ان الوتر ثلاث رکعات بتسلیمة واحدة لان ظاهر الکلام یقتضی ذلک ولا یعدل عن الظاهر الا بدلیل عمدۃ القاری ۷/۲۰٤

---

[1] صحیح مسلم ۱/۲۵۴ علی حاشیة ارشاد الساری [2] صحیح البخاری ۱/۱۳۵ المطبع

- وقال الامام بن خلکان مسلم صاحب الصحیح ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم النیسابوری صاحب الصحیح احد الائمة الحفاظ واعلام المحدثین - طالع وفیات الاعیان ۵/۱۹٤ الی ۱۹۶
- قال الامام السمعانی ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری احد ائمة الدنیا المشهور کتابه الصحیح فی الشرق والغرب - طالع الانساب ۱۰/٤۳۶ و ٤۳۷
- طالع تذکرۃ الحفاظ ۲/۵۸۸، ۵۹۰ • تهذیب الکمال ۳/۱۳۲۵، ۱۳۲۵ • اللباب ۳/۳۸
- تهذیب الاسماء واللغات ۲/۸۹ الی ۹۲ • البدایة والنهایة ۱۱/۳۳ الی ۳۵
- طبقات الحنابلة ۱/۳۳۷ الی ۳۳۹ • تهذیب التهذیب ۱۰/۱۲۶ الی ۱۲۸ • النجوم الزاهرة ۳/۳۳ • خلاصة تذهیب الکمال ۳۷۵ • شذرات الذهب ۲/۱٤٤، ۱٤۵ • الفهرست للندیم ۲۸۶

پھر دوسری حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے جس میں ہے کہ پھر (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے) تین رکعات وتر پڑھتے تھے جیسا کہ صحیح مسلم ۱/۲۵۴ میں ہے۔ • امام بخاری فرماتے ہیں کہ قاسم فرماتے ہیں کہ ہم نے بلوغت سے لوگوں کو دیکھا ہے کہ تین رکعات وتر پڑھا کرتے تھے اور یہ تمام امور میں وسعت ہے۔ اور امید رکھتا ہوں کہ کسی طریقے سے ادا کرے تو پرواہ نہیں جیسا کہ صحیح بخاری ۱/۱۳۵ مطبع پاکستانی میں ہے۔ • حافظ عینی فرماتے ہیں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول میں کہ آپ تین رکعات پڑھتے تھے ہمارے اصحاب (احناف) کے لئے اس بات کی حجت ہے کہ وتر ایک سلام کے ساتھ تین رکعات ہیں کیونکہ ظاہر کلام اس کا مقتضی ہے اور ظاہر سے عدول بغیر دلیل نہیں ہو سکتا عمدۃ القاری ۷/۲۰٤۔

- امام ابن خلکان فرماتے ہیں مسلم صاحب صحیح ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم النیساپوری ائمہ حفاظ اور محدثین میں سے ایک تھے مطالعہ کریں وفیات الاعیان ۵/۱۹٤ تا ۱۹۶ • امام سمعانی فرماتے ہیں ابو الحسین مسلم بن الحجاج ائمہ دنیا میں سے ایک امام تھے اور مشرق اور مغرب میں اس کی صحیح کتاب مشہور ہے مطالعہ کریں انساب ۱۰/٤۳۶ و ٤۳۷

مذکورہ بالا کتابیں اپ ... دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں

والثالث منها ما روی الامام الحافظ النسائی المتوفی سنہ ۳۰۳ھ [1]

---

[1] قال الحافظ ابن الجوزی المتوفی سنہ ۵۹۷ھ۔ احمد بن شعیب النسائی کان اماما فی الحدیث ثبت حافظا فقیہا المنتظم ۶/۱۳۱

- قال الحافظ الذہبی۔ النسائی الامام الحافظ الثبت شیخ الاسلام ناقد الحدیث ... طالع سیر اعلام النبلاء ۱۴/ ۱۲۵ الی ۱۳۶
- قال الامام ابن خلکان المتوفی سنہ ۶۸۱ھ، النسائی ابو عبد الرحمن احمد بن علی۔ الحافظ کان امام عصرہ فی الحدیث وکان وفاتہ فی شعبان من سنۃ ثلاث وثلاثمائۃ وفیات الاعیان ۱/۷۷
- طالع الکتب التالیۃ

تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۶۹۸ الی ۷۰۱ • دول الاسلام ۱/ ۱۸۴ • تہذیب الکمال ۱/ ۳۲۸ الی ۳۴۰ • تہذیب التہذیب ۱/ ۳۶ الی ۳۹ • التقریب ۱/ ۱۳ • البدایۃ والنہایۃ ۱۱/ ۱۲۳، ۱۲۴ • النجوم الزاہرۃ ۳/ ۱۸۸ • طبقات السبکی ۳/ ۱۴ • مقدمہ ابن خلدون ۷۵۳ • خلاصۃ تذہیب الکمال ۳ • شذرات الذہب ۲/ ۲۳۹ الی ۲۴۳ • کشف الظنون ۲/ ۱۰۰۶، ۱۸۲۳، ۱۸۴۴ • الانساب ۱۳/ ۸۷ • مرآۃ الجنان ۲/ ۲۴۰، ۲۴۱ • العبر ۱/ ۴۴۴ • طبقات الاسنوی ۲/ ۴۸۰، ۴۸۱ • العقد الثمین ۳/ ۴۵ • الکامل لابن الاثیر ۸/ ۱۵۲ • الوافی بالوفیات ۶/ ۴۱۶ و ۴۱۷

سوم دلیل ان میں سے وہ ہے جو امام حافظ نسائی متوفی سنہ ۳۰۳ھ [1] نے روایت کی ہے فرماتے ہیں،

---

[1] حافظ ابن الجوزی متوفی سنہ ۵۹۷ھ فرماتے ہیں احمد بن شعیب امام فی الحدیث ثبت حافظ فقیہ تھے۔ المنتظم ۶/ ۱۳۱

- امام سمعانی متوفی سنہ ۵۶۲ھ فرماتے ہیں کہ نسائی حافظ ثبت شیخ الاسلام ناقد الحدیث تھے اور علم کا سمندر فہم اور اتقان اور نقد الرجال والوں میں تھے۔ مطالعہ کریں سیر اعلام النبلاء ۱۴/ ۱۲۵ تا ۱۳۶
- امام ابن خلکان متوفی سنہ ۶۸۱ھ فرماتے ہیں۔ نسائی ابو عبد الرحمن بن علی۔۔ حافظ اپنے زمانہ میں حدیث کا امام تھے ان کی وفات شعبان سنہ ۳۰۳ھ میں ہوئی ہے وفیات الاعیان ۱/ ۷۷

(نوٹ) مندرجہ بالا کتابیں مطالعہ کریں، دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

- قال شيخ الاسلام البخاري المتوفى سنة ٢٥٦ھ - اسحاق بن ابراهيم بن مخلد. سمع ابن عيينة ووكيعا ... مات سنة ثمان وثلاثين ومائتين التاريخ الكبير ١/ ٣٧٩ التاريخ الصغير ٢/ ٣٦٨
- قال الحافظ ابن ابي حاتم المتوفى سنة ٣٢٧ھ - اسحق بن ابراهيم الحنظلي ابن راهويه ... نا صالح بن احمد بن حنبل قال سمعت ابي وسئل عن اسحاق بن راهويه فقال مثل اسحق يسئل عنه اسحق عندنا من ائمة المسلمين الجرح والتعديل ٢/ ٢١٠
- قال الحافظ ابو نعيم المتوفى سنة ٤٣٠ھ اسحق بن راهويه الامام الهمام المشهور بالحفظ والفقه قرين الامام المعظم المبجل احمد بن حنبل كان اسحاق للآثار منيرا ولاهل الزيغ والبدع مبيرا ثم ذكر من مناقبه وغرائب حديثه ومشاهيره راجع حلية الاولياء ٩/ ٢٣٤ الى ٢٣٨
- قال الحافظ ابن عساكر المتوفى سنة ٥٧١ھ - اسحق بن ابراهيم احد ائمة المسلمين واعلام الدين راجع تهذيب تاريخ دمشق الكبير ٢/ ٤١٢ الى ٤١٧
- قال الامام ابن خلكان. قال احمد بن حنبل. اسحق عندنا من ائمة المسلمين وفيات الاعيان ١/ ٢٠٠

- شیخ الاسلام بخاری متوفی ۲۵۶ھ فرماتے ہیں اسحاق بن ابراہیم بن مخلد... ابن عیینہ اور وکیع سے سنا ہے ... اور ۲۳۸ھ میں وفات ہو گئے ہیں۔ التاریخ الکبیر ۱/ ص ۳۷۹۔ التاریخ الصغیر ۲/ ۳۶۸
- حافظ ابن ابی حاتم متوفی ۳۲۷ھ فرماتے ہیں اسحق بن ابراہیم حنظلی ابن راھویہ۔ صالح بن احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ اسحق بن راہویہ کے متعلق پوچھا گیا فرمایا کہ اسحق جیسے شخص کے متعلق پوچھا جاتا ہے اسحق ہمارے نزدیک ائمہ المسلمین سے ہیں الجرح والتعدیل ۲/ ۲۱۰ - • حافظ ابو نعیم متوفی ۴۳۰ھ فرماتے ہیں کہ اسحق بن راہویہ امام ہمام حفظ اور فقہ میں مشہور تھے امام معظم مبجل احمد بن حنبل کے قرین تھے اور اسحق آثار کیلئے منیر تھے اور اہل زیغ اور بدعتیوں کو ہلاک کرنے والے تھے پھر آپ کے مناقب اور احادیث غریبہ اور مشہورہ ذکر کئے ہیں مطالعہ کریں حلیۃ الاولیاء ۹/ ۲۳۴ تا ۲۳۸ • حافظ ابن عساکر متوفی ۵۷۱ھ فرماتے ہیں۔ اسحاق بن ابراہیم ائمہ مسلمین اعلام الدین میں سے ایک تھے مطالعہ کریں تہذیب تاریخ دمشق الکبیر ۲/ ۴۱۲ تا ۴۱۷
- امام ابن خلکان فرماتے ہیں کہ احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اسحق ہمارے نزدیک ائمہ مسلمین میں سے ہیں۔ وفیات الاعیان ۱/ ۲۰۰

Scanned by PDFer

- قال الحافظ ابوبکر احمد بن علی البغدادی المتوفی ۴۶۳ھ اسحق بن ابراہیم احد من ائمۃ المسلمین وعلما من اعلام الدین ۔ تاریخ بغداد ۲/۳۴۵
- قال الحافظ الذہبی - اسحاق بن راہویہ - ہو الامام الکبیر شیخ المشرق سید الحفاظ. طالع التفصیل فی سیر اعلام النبلاء ۱۱/۳۵۸ الی ۳۸۳ • تذکرۃ الحفاظ ۲/۴۳۳
- قال الامام تاج الدین عبد الوہاب بن علی السبکی المتوفی ۷۷۱ھ ۔ اسحٰق بن ابراہیم حد ائمۃ الدین اعلام المسلمین وھداۃ المؤمنین الجامع بین الفقہ والورع والتقوی طبقات الشافعیۃ الکبری ۲/۸۳
- قال الامام ابن الندیم المتوفی ۳۸۵ھ - اسحٰق بن راہویہ من جلۃ اصحاب احمد بن حنبل. الفہرست ۲۳۰ الفن السادس من المقالۃ السادسۃ
- قال الحافظ ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ ۔ سنۃ ثمان وثلاثین ومائتین فیہا توفی اسحاق بن راہویہ احد ائمۃ الاعلام وعلماء الاسلام والمجتہدین من الانام. البدایۃ والنہایۃ ۱۰/۳۱۷
- قال الحافظ ابن التغری - اسحٰق - کان اماما حافظا بارعا اجتمع فیہ الحدیث والفقہ والدین والورع النجوم الزاہرۃ ۲/۲۹۰
- قال الحافظ الذہبی - اسحٰق - احد الائمۃ الاعلام ثقۃ حجۃ قال النسائی ثقۃ مامون میزان الاعتدال ۱/۱۸۲
- طالع التہذیب ۱/۲۱۶ • خلاصۃ تذہیب الکمال ۲۷ • شذرات الذہب ۲/۸۹

- حافظ ابوبکر احمد بن علی بغدادی متوفی ۴۶۳ھ فرماتے ہیں کہ اسحٰق بن ابراہیم ۔۔ ائمہ مسلمین میں سے ایک امام اور اعلام الدین سے ایک علم تھے مطالعہ کریں تاریخ بغداد ۶/۳۴۵ • حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔ اسحاق بن راہویہ امام کبیر شیخ المشرق سید الحفاظ تھے۔ تفصیل سیر اعلام النبلاء ۱۱/۳۵۸ تا ۳۸۳ - اور تذکرۃ الحفاظ ۲/۴۳۳ مطالعہ
- امام تاج الدین عبد الوہاب بن علی السبکی المتوفی ۷۷۱ھ فرماتے ہیں۔ اسحٰق بن ابراہیم ائمہ دین اور اعلام مسلمین ایک امام تھے مؤمنوں کے لئے ہدایت اور فقہ اور پرہیزگاری کا جامع تھے ... طبقات السبکی ۲/۸۳
- امام ابن الندیم المتوفی ۳۸۵ھ فرماتے ہیں، اسحٰق بن راہویہ
- حافظ ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ فرماتے ہیں ۲۳۸ھ میں اسحاق بن راہویہ کی وفات ہوگئی ہے جو ائمہ اعلام اور علماء اسلام مجتہدین میں ایک امام تھے - البدایۃ والنہایۃ ۱۰/۳۱۷
- حافظ ابن تغری فرماتے ہیں۔ اسحٰق - امام حافظ بارع تھے اس میں حدیث اور فقہ اور تقوی اور دین اور پرہیزگاری جمع تھی النجوم الزاہرۃ ۲/۲۹۰ •
حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ اسحٰق - ائمہ اعلام میں سے ایک ثقہ حجت تھے اور نسائی ثقہ مامون کہتے ہیں المیزان ۱/۱۸۲
مطالعہ کریں التہذیب ۱/۲۱۶ • خلاصۃ تذہیب الکمال ۲۷ • شذرات الذہب ۲/۸۹

قال اخبرنا عیسی بن یونس [1]

---

[1] قال الامام البخاری... عیسی بن یونس بن ابی اسحاق ابو عمرو السبیعی الھمدانی - قال ابراھیم بن موسی سمعت الولید یقول ما ابالی من خالفنی فی الاوزاعی ما خلا عیسی بن یونس فانی رأیته اخذه اخذا محکما... التاریخ الکبیر ٦/٤٠٦ ، طالع التاریخ الصغیر ٢/٢٤٤

• قال الحافظ الذھبی عیسی بن یونس... الامام القدوۃ الحافظ الحجۃ کان واسع العلم کثیر الرحلۃ وثقہ ابوحاتم والنسائی وابن خراش کان حافظا - طالع سیر اعلام النبلاء ٨/٤٨٩ الی ٤٩٥

• وقال الحافظ الذھبی... سئل عنہ ابن المدینی فقال بخ بخ ثقۃ مامون تذکرۃ الحفاظ ١/٢٧٩ و ٢٨٠

• وقال الحافظ عیسی بن یونس - فمن ائمۃ الاسلام من طبقۃ وکیع میزان الاعتدال ٣/٣٢٨

• قال الامام ابن سعد عیسی بن یونس کان ثقۃ ثبتا ومات بالحدث فی اول سنۃ احدی وتسعین ومائۃ فی خلافۃ ھارون - الطبقات الکبری ٧/٤٨٨

• وکذ ذکرہ الحافظ البغدادی فی تاریخ بغداد ١١/١٥٢ الی ١٥٦

اسحٰق بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی ہے

---

[1] امام بخاری فرماتے ہیں - عیسیٰ بن یونس بن ابی اسحاق - ابراہیم بن موسیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ولید سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ مجھے فکر نہیں کہ کوئی میرا خلاف کرے سوا عیسیٰ بن یونس سے کہ اس کو میں نے دیکھا ہے کہ اس نے جو اخذ کیا ہے وہ مضبوط اور محکم ہے - التاریخ الکبیر ٦/٤٠٦ ، التاریخ الصغیر ٢/٢٤٤

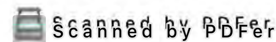
• حافظ الذہبی فرماتے ہیں - عیسیٰ بن یونس امام، قدوۃ حافظ حجت وسیع العلم زیادہ سفر کرنے والے صاحب عیب تھے - ابوحاتم نسائی ابن خراش نے توثیق کی ہے، اور یہ ثقہ تھے - مطالعہ کریں سیر اعلام النبلاء ٨/٤٨٩ تا ٤٩٥

• حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ ابن المدینی سے اسکے بارے پوچھا گیا فرمایا - یہ ثقہ اور مامون ہیں - تذکرۃ الحفاظ ١/٢٧٩، ٢٨٠

• حافظ فرماتے ہیں - عیسیٰ بن یونس ائمۃ الاسلام اور وکیع کے طبقہ میں سے تھے - میزان الاعتدال ٣/٣٢٨

• امام ابن سعد فرماتے ہیں - عیسیٰ بن یونس ثقہ ثبت تھے اور ١٩١ھ ہارون کی خلافت میں وفات پاگئے ہیں طبقات کبری ٧/٤٨٨

• اسی طرح حافظ بغدادی نے، تاریخ بغداد ١١/١٥٢ تا ١٥٦ ذکر کیا ہے



- وذكره الحافظ المفسر ابن جرير في تاريخه الطبري في الفقهاء واهل العلم طالع تاريخ الطبري ٧/٣١٨
- قال الحافظ ابن ابي حاتم. عيسى بن يونس ... انا يعقوب بن اسحاق فيما كتب الي قال نا عثمان ابن سعيد قال سالت يحيى بن معين ابو معاوية احب اليك في الاعمش او عيسى بن يونس فقال ثقة وثقة ...... وسئل على بن المديني عن عيسى بن يونس فقال بخ بخ ثقة مامون.

وقال الحافظ- سالت ابي عن عيسى بن يونس فقال ثقة ... طالع التفصيل في الجرح والتعديل ٦/٢٩٢ • تهذيب الكمال ١٠٨٦ • تضمينات الحافظ ابن حجر تاريخ ثقات العجلي ٣٨٠ • تهذيب التهذيب ٨/٢٣٧ الى ٢٤٠ • التقريب ٢٧٣ • ثقات ابن حبان ٧/٢٣٨

- العبر للذهبي ١/٢٣٢ • مشاهير علماء الامصار ١٨٦ رقم ١٤٨٧

- حافظ مفسر ابن جریر نے تاریخ طبری میں فقہاء اور اہل علم میں شمار کیا ہے مطالعہ کریں تاریخ طبری ۷/۳۱۸
- حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں. عیسیٰ بن یونس... عثمان بن سعید فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین سے پوچھا کہ اعمش میں آپ کو ابو معاویہ محبوب ہے یا عیسیٰ بن یونس تو اس نے فرمایا- کہ ثقہ اور ثقہ ہیں اور علی بن المدینی سے عیسیٰ بن یونس کے بارے پوچھا گیا تو فرمایا.. کہ ثقہ مامون ہیں.
اور حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ میں نے باپ سے عیسیٰ بن یونس کے بارے پوچھا تو فرمایا کہ ثقہ ہیں.
مطالعہ کریں تفصیل الجرح والتعدیل ۶/۲۹۲
- تہذیب الکمال ۱۰۸۶ • تضمینات الحافظ ابن حجر. تاریخ ثقات العجلی ۳۸۰.
- تہذیب التہذیب ۸/۲۳۷ تا ۲۴۰ • تقریب التہذیب ۲۷۳
- ثقات ابن حبان ۷/۲۳۸ • عبر حافظ ذہبی ۱/۲۳۲
- مشاہیر علماء الامصار ۱۸۶ رقم ۱۴۸۷

عن سعيد بن ابي عروبة [1]

---

[1] قال الحافظ الذهبي - ابن ابي عروبة - الامام الحافظ عالم اهل البصرة - عن ابن معين ثقة وقال ابو زرعة ثقة وقال ابو حاتم ثقة قبل ان يختلط قال ابو داود الطيالسي كان سعيد احفظ اصحاب قتادة - طالع التفصيل في سير اعلام النبلاء ٦/٤١٣ الى ٤١٨

• قال الحافظ الذهبي - سعيد بن ابي عروبة - الامام الحافظ احد الاعلام وثقه يحيي بن معين والنسائي - قال احمد بن حنبل لم يكن له كتاب انما كان يحفظ قال ابن معين هو اثبت الناس في قتادة - طالع التفصيل في تذكرة الحفاظ ١/١٧٧ و ١٧٨ • الميزان ٢/١٥١

• دول الاسلام ٩٢ • طبقات ابن سعد ٧/٢٧٣ • الجرح والتعديل ٤/٦٦

• وعده الحافظ الذهبي في ائمة الاسلام سير اعلام النبلاء ٥/٢٧٠

عیسی بن یونس، سعید بن ابی عروبہ سے روایت کرتے ہیں

• حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ ابن ابی عروبہ امام حافظ اہل البصرہ کا عالم تھے۔ ابن معین ثقہ کہتے ہیں۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ اختلاط سے قبل ثقہ تھے اور ابو داود طیالسی فرماتے ہیں کہ اصحاب قتادہ میں سعید احفظ تھے۔ مطالعہ کریں تفصیل سیر اعلام النبلاء ٦/٤١٣ تا ٤١٨

• حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔ سعید بن ابی عروبہ امام حافظ احد الاعلام تھے یحیی بن معین اور نسائی نے توثیق کی ہے۔ احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ اس کے پاس کتاب نہیں تھی اور یہ حفظ (زبانی) یاد کیا کرتے تھے۔ ابن معین فرماتے ہیں کہ تمام لوگوں سے یہ قتادہ کی روایت میں زیادہ اثبت تھے۔ تفصیل مطالعہ کریں تذکرۃ الحفاظ ١/١٧٧ و ١٧٨

اور دیگر مندرجہ بالا کتابوں میں۔

- قال الحافظ المزیؒ - سعید بن ابی عروبۃ .... وقال اسحق بن منصور عن یحیی بن معین وابوزرعۃ والنسائی ثقۃ زاد ابوزرعۃ مامون .. وقال ابوبکر بن ابی خیثمۃ عن یحیی بن معین اثبت الناس فی قتادۃ سعید بن ابی عروبۃ طالع التفصیل فی تھذیب الکمال ۴۹۹
- قال الحافظ العسقلانیؒ .. سعید بن ابی عروبۃ .. قال ابن معین والنسائی ثقۃ و قال ابوزرعۃ ثقۃ مامون وقال ابن خیثمۃ اثبت الناس فی قتادۃ سعید بن ابی عروبۃ وھشام الدستوائی وقال ابوعوانۃ ماکان عندنا فی ذالک الزمان احفظ منہ - التھذیب ۶۳/۴ الی ۶۶
- طالع تاریخ خلیفۃ ۴۲۸ • الفھرست للندیم ۲۲۷ • تاریخ التراث العربی ۲۶۴/۱
- خلاصۃ تذھیب الکمال ۱۴۱ • شذرات الذھب ۲۳۹/۱ • علل الحدیث ۲۸ لحافظ ابن المدینی • طبقات خلیفۃ ۲۲۰ • التاریخ الکبیر ۵۰۴/۳
- التاریخ الصغیر ۴۰/۲

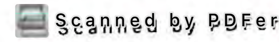
- حافظ مزیؒ فرماتے ہیں - سعید بن ابی عروبۃ اسحق بن منصور یحیی بن معین سے اور ابوزرعہ اور نسائی ثقہ کہتے ہیں ابوزرعہ نے مامون زیادہ کیا ہے ابوبکر بن ابی خیثمہ یحیی بن معین سے نقل کرتے ہیں کہ قتادہ سے سعید بن عروبۃ اثبت الناس ہیں تفصیل مطالعہ کریں تہذیب الکمال ۴۹۹ میں
- حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں - سعید بن عروبۃ - ابن معین اور نسائی ثقہ کہتے ہیں اور ابوزرعہ ثقہ اور مامون کہتے ہیں ابن خیثمہ کہتے ہیں کہ قتادہ سے اثبت الناس سعید بن ابی عروبہ اور ہشام دستوائی ہیں اور ابوعوانہ کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں اس سے زیادہ حافظ کوئی نہیں تھا ۔ تہذیب التہذیب ۶۳/۴ تا ۶۶

نوٹ : مندرجہ بالا حوالہ جات میں مطالعہ کریں دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں ۔

- قال الامام خليفة بن خياط المتوفى سنة ٢٤٠ھ في سنة ستين ولد قتادة بن دعامة السدوسي ومات سنة سبع عشرة ومائة طالع تاريخ خليفة ٢٣٢ و ٣٤٨
- قال الامام ابن سعد المتوفى سنة ٢٣٠ھ قتادة بن دعامة كان ثقة مامونا حجة في الحديث طبقات الكبرى ٧/ ٢٢٩
- قال الحافظ ابن ابي حاتم المتوفى سنة ٣٢٧ھ. سمعت ابي يقول احمد بن حنبل وذكر قتادة فاطنب في ذكره فجعل ينشر من علمه وفقهه ومعرفته بالاختلاف والتفسير وغير ذلك الجرح والتعديل ٧/ ١٣٤

(سعید بن عروبہ) قتادہ سے روایت کرتے ہیں ۔

- امام خلیفہ بن خیاط متوفی سن ۲۴۰ھ فرماتے ہیں کہ قتادہ بن دعامہ سدوسی ساٹھ میں پیدا ہوئے اور ۱۱۷ھ میں وفات ہو گئے ہیں۔ مطالعہ کریں تاریخ خلیفہ ۲۳۲ ، ۳۴۸
- امام ابن سعد متوفی سن ۲۳۰ھ فرماتے ہیں قتادہ بن دعامہ ثقہ مامون اور حدیث میں حجت تھے طبقات کبریٰ ۷ / ۲۲۹
- حافظ ابن ابی حاتم متوفی ۳۲۷ھ فرماتے ہیں کہ میں نے باپ سے سنا ہے کہ احمد بن حنبل نے قتادہ کا ذکر کیا اور آپ کے علم اور فقہ اور اختلاف اور تفسیر وغیرہ کی وضاحت شروع کی۔۔ الجرح والتعدیل ۷ / ۱۳۴



- قال الحافظ ابن کثیر: قتادۃ احد علماء التابعین والائمۃ العاملین قال ابوبکر المزنی ما رأیت احفظ منہ قال ابن سیرین ھو احفظ الناس البدایۃ والنھایۃ ۹/۳۱۳
- قال الحافظ الذھبی: قتادۃ... کان من اوعیۃ العلم وممن یضرب بہ المثل فی قوۃ الحفظ قال احمد بن حنبل کان قتادۃ عالما بالتفسیر وباختلاف العلماء ثم وصفہ بالفقہ والحفظ واطنب فی ذکرہ وقال قلما تجد من یتقدمہ عن سفیان الثوری قال وھل کان فی الدنیا مثل قتادۃ - طالع التفصیل فی سیر اعلام النبلاء ۵/ ۲۶۹ الی ۲۸۳
- قال الحافظ الذھبی: قلت ومع حفظ قتادۃ وعلمہ بالحدیث کان رأسا فی العربیۃ واللغۃ وایام العرب والنسب - تذکرۃ الحفاظ ۱/۱۲۲ و ۱۲۳ ۰ طالع المیزان ۳/۳۸۵

- حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ قتادہ علماء تابعین اور ائمہ عاملین میں سے ایک فرد تھے۔ ابوبکر مزنی فرماتے ہیں کہ اس سے زیادہ حافظ میں نے کوئی نہیں دیکھا ہے - ابن سیرین فرماتے ہیں کہ یہ احفظ الناس تھے - البدایۃ والنھایۃ ۹/۳۱۳
- حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ قتادہ اوعیۃ العلم سے تھے اور قوت حفظ میں ضرب المثل تھے اور احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ قتادہ تفسیر اور اختلاف العلماء کا عالم تھے پھر فقہ اور حفظ سے آپ کی صفت بیان کی - اور فرمایا کہ دنیا میں قتادہ جیسا کوئی ہے - تفصیل سیر اعلام النبلاء ۵/ ۲۶۹ تا ۲۸۳ مطالعہ کریں -
- حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ قتادہ باوجود حافظ اور عالم بالحدیث کے لغت اور عربیت اور ایام العرب اور نسب میں رئیس تھے - تذکرۃ الحفاظ ۱/۱۲۲ و ۱۲۳ ۰ مطالعہ کریں المیزان ۳/۳۸۵

- وقال الحافظ العسقلانی۔ قتادۃ۔ قال اسحٰق بن منصور عن یحیی بن معین ثقۃ وقال ابو زرعۃ قتادۃ من اعلم اصحاب الحسن قال ابن سعد کان ثقۃ مامونا حجۃ فی الحدیث وکان یقول بشیء من القدر قال ابن حبان فی الثقات کان من علماء الناس بالقرآن والفقہ ومن حفاظ من اہل زمانہ۔ تہذیب التہذیب ۸/۳۵۱ الی ۳۵۶
- قال الامام ابن خلکان۔۔ قتادۃ السدوسی کان تابعیا وعالما کبیرا۔ وفیات الاعیان ۴/۸۵
- قال الامام ابو المحاسن۔ توفی فی ہذہ السنۃ۔ قتادۃ بن دعامۃ المفسر۔ النجوم الزاہرۃ ۱/۲۷۶
- وذکرہ الحافظ ابن المدینی فی فقہاء اہل البصرۃ۔ علل الحدیث ۲۱
- طالع تاریخ التراث العربی ۱/۱۸۹ • تہذیب الاسماء واللغات ۲/۵۷
- حلیۃ الاولیاء ۲/۳۳۳
- مفتاح السعادۃ ۲/۹۷ • خلاصۃ تذہیب الکمال ۳۱۵ • شذرات الذہب ۱/۱۵۳، ۱۵۴

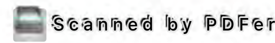
- حافظ عسقلانی فرماتے ہیں۔ قتادہ۔ اسحٰق بن منصور یحیی بن معین سے ثقہ نقل کرتے ہیں اور ابو زرعہ فرماتے ہیں کہ قتادہ اصحاب الحسن میں سے زیادہ عالم تھے اور ابن سعد ثقہ مامون حجت فی الحدیث کہتے ہیں اور ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے کہ قرآن اور فقہ میں علماء میں سے تھے اور اپنے زمانہ کے حفاظ میں سے تھے۔
  تہذیب التہذیب ۸/۳۵۱ تا ۳۵۶
- امام ابن خلکان فرماتے ہیں کہ قتادہ سدوسی تابعی اور بڑے عالم تھے وفیات الاعیان ۴/۸۵
- امام ابو المحاسن فرماتے ہیں کہ اسی سن میں قتادہ بن دعامہ مفسر وفات پا گئے ہیں النجوم الزاہرۃ ۱/۲۷۶
- حافظ ابن مدینی نے بصرہ کے فقہاء میں شمار کیا ہے علل الحدیث ۲۱
- ترجمہ مندرجہ بالا کتابوں میں مطالعہ کریں دوبارہ اعادہ کی ضرورت نہیں۔

عن سعید بن عبد الرحمٰن بن ابزی الخ

- قال الحافظ الذہبیؒ ۔ سعید بن عبد الرحمٰن من علماء الکوفۃ وثقاتھم ۔ سیر اعلام النبلاء ٤/١٤
- وقال الحافظ العسقلانی ۔ سعید بن عبد الرحمٰن ۔ قال النسائی ثقۃ ذکرہ ابن حبان فی الثقات قال احمد بن حنبل ھو حسن الحدیث ۔ طالع التھذیب ٤/٥٤
- وقال الحافظ العسقلانی ۔ سعید بن عبد الرحمٰن ثقۃ من الثالثۃ التقریب ١٢٣
- قال الحافظ المزیؒ ۔ سعید بن عبد الرحمٰن ... قال النسائی ثقۃ وذکرہ ابن حبان فی الثقات تھذیب الکمال ٤٩٦ ۔ طالع الجرح والتعدیل ٤/٣٩
- خلوصۃ تذھیب الکمال ١٤٠
- قال الحافظ ابن حبانؒ ۔ سعید بن عبد الرحمٰن بن ابزی من اھل الکوفۃ یروی عن ابیہ ... کتاب الثقات ٦/٣٥٢

قتادہ، سعید بن عبد الرحمٰن بن ابزی سے روایت کرتے ہیں

- حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ سعید بن عبد الرحمٰن کوفہ کے علماء اور ثقات میں سے تھے سیر اعلام النبلاء ٤/١٤
- حافظ عسقلانی فرماتے ہیں سعید بن عبد الرحمٰن ۔ نسائی کہتے ہیں ابن حبان نے کتاب ثقات میں ذکر کیا ہے احمد بن حنبل حسن الحدیث کہتے ہیں مطالعہ تہذیب التہذیب ٤/٥٤
- حافظ مزیؒ فرماتے ہیں ۔ سعید بن عبد الرحمٰن ۔ نسائی ثقہ کہتے ہیں ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے ۔ تہذیب الکمال ٤٩٦
- حافظ عسقلانی فرماتے ہیں ۔ سعید بن عبد الرحمٰن طبقہ ثالثہ سے ثقہ ہیں تقریب التہذیب ١٢٣
- مطالعہ کریں الجرح والتعدیل ٤/٣٩
- خلاصۃ تذہیب الکمال ١٤٠
- حافظ ابن حبان فرماتے ہیں ۔ کہ سعید بن عبد الرحمٰن بن ابزی اہل کوفہ سے ہیں اپنے والد صاحب سے روایت کرتے ہیں ۔ کتاب الثقات ٦/٣٥٢



له قال الامام البخاری: عبد الرحمن بن ابزی، له صحبة. كما فی التاریخ الکبیر ۵/۲۴۵
• هامع التاریخ الصغیر ۱/ ۶٤ • تاریخ خلیفة بن خیاط ۱۵۳
• قال الامام یعقوب بن سفیان البسوی المتوفی سنة ۲۷۷ھ عن هیثم قال جلست الی عبد الرحمن ابن ابزی فقال الا اریکم صلوة رسول الله صلی الله علیه وسلم ... المعرفة والتاریخ ۱/ ۲۹۱
• قال الامام ابن سعد: عبد الرحمن بن ابزی - عن الحسن بن عمران عن عبد الله بن عبد الرحمن بن ابزی عن ابیه انه صلی مع رسول الله صلی الله علیه وسلم طبقات ابن سعد ۵/ ٤٦۲
• قال الحافظ الذهبی: عبد الرحمن بن ابزی له صحبة ورعایة وفقه وعلم قال نافع لعمر انه عالم بالفرائض قاری لکتاب الله .. یروی عن عمر بن الخطاب انه قال ابن ابزی ممن رفعه الله بالقرآن قلت انه عاش الی بضع وسبعین لما یظهرلی - سیر اعلام النبلاء ۳/ ۲۰۱ و ۲۰۲
• قال الحافظ ابو حاتم: عبد الرحمن بن ابزی ادرك النبی صلی الله علیه وسلم - الجرح والتعدیل ۵/ ۲۰۹

له امام بخاری فرماتے ہیں کہ عبد الرحمن بن ابزی کی صحبت ہے (یعنی صحابی ہیں) التاریخ الکبیر ۵/ ۲۴۵
• ملاحظہ کریں تاریخ صغیر ۱/ ۶٤ • تاریخ خلیفہ بن خیاط ۱۵۳ • امام یعقوب بن سفیان بسوی متوفی ۲۷۷ھ فرماتے ہیں کہ ہیثم سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں عبد الرحمن بن ابزی کے ساتھ بیٹھا تو اس نے فرمایا خبردار میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دکھادوں۔ المعرفة والتاریخ ۱/ ۲۹۱ • امام ابن سعد فرماتے ہیں عبد الرحمن بن ابزی کہ حسن بن عمران عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابزی وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ طبقات ابن سعد ۵/ ٤٦۲ • حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ عبد الرحمن بن ابزی کی صحبت اور روایت اور فقہ اور علم ہے (نافع عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کا قاری اور فرائض کا عالم ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ ابن ابزی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن سے بلند کیا ہے میں کہتا ہوں کہ ستر سال سے کچھ زیادہ زندہ رہے .. سیر اعلام النبلاء ۳/ ۲۰۱، ۲۰۲
• حافظ ابو حاتم فرماتے ہیں کہ عبد الرحمن بن ابزی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ہے الجرح والتعدیل ۵/ ۲۰۹

عن الحجن بن کعب رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الرکعۃ الاولیٰ سبح اسم ربک الاعلی وفی الثانیۃ بقل یا ایھا الکافرون وفی الثالثۃ بقل ھو اللہ احد[1]

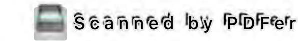
- قال الامام عز الدین بن الاثیر ابو الحسن علی بن محمد الجزری المتوفی سنۃ ۶۳۰ھ: عبد الرحمن بن ابزی سکن الکوفۃ واستعملہ علی علی خراسان، ادرک النبی صلی اللہ علیہ وسلم واکثر روایتہ عن عمر وابی بن کعب رضی اللہ عنہما وقال فیہ عمر بن الخطاب عبد الرحمن بن ابزی ممن رفعہ اللہ بالقرآن۔ اسد الغابۃ ۳/۴۲۲ و ۴۲۳
- قال الحافظ العسقلانی: قال خلیفۃ ویعقوب بن سفیان والبخاری والترمذی وآخرون لہ صحبۃ وقال ابو حاتم ادرک النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصلی خلفہ۔ الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ۲/۳۸۸
- طالع التہذیب ۶/۱۳۲ و ۱۳۳ • خلاصۃ تذھیب الکمال ۲۲۳ • تجرید اسماء الصحابۃ ۱/۳۴۲ للذھبی

[1] النسائی ۲۳۵ الجزء الثالث من المجلد الثانی

(عبد الرحمن بن ابزی، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں قل یا ایھا الکافرون اور تیسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھا جیسا کہ نسائی ۲۳۵ جزء سوم مجلد دوم میں ہے

امام عز الدین بن الاثیر ابو الحسن علی بن محمد الجزری متوفی ۶۳۰ھ فرماتے ہیں کہ عبد الرحمن بن ابزی کوفہ میں رہتے تھے اور علی رضی اللہ عنہ نے خراسان پر مقرر کیا تھا اور اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا تھا اور اس کی اکثر روایات عمر اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما سے ہیں اور اس کے بارے عمر بن الخطاب نے فرمایا تھا کہ عبد الرحمن بن ابزی ان لوگوں میں سے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ قرآن کریم سے بلند کیا ہے۔ اسد الغابۃ ۳/۴۲۲ و ۴۲۳

- حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ خلیفہ اور یعقوب بن سفیان اور بخاری اور ترمذی اور دیگر (محدثین) فرماتے ہیں کہ اس کو صحبت حاصل ہے اور ابو حاتم فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا تھا اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی تھی۔ الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ۲/۳۸۸
- مندرجہ بالا کتابیں مطالعہ کریں۔



• والرابع منها ماقال الامام النسائی ... اخبرنا علی بن میمون له

له قال الحافظ ابن ابی حاتم . علی بن میمون - سئل ابی عنه فقال ثقة الجرح والتعدیل ۶/ ۲۰۶

• قال الحافظ ابن حبان . علی بن میمون ... مات سنة خمس واربعین ومائتین
ثقات ابن حبان ۸/ ۴۷۲

• قال الحافظ المزی .. علی بن میمون .. قال ابوحاتم ثقة وقال النسائی لا باس به وذکره ابن حبان فی کتاب الثقات ... وقال ابوعلی الحرانی مات سنة ست واربعین ومائتین الخ
تهذیب الکمال ۹۹۳ • طالع تهذیب التهذیب ۷/ ۳۸۹

• تقریب التهذیب ۲۴۹ • خلاصة تذهیب الکمال ۲۷۸

دلیل چہارم ان میں سے وہ ہے جو امام نسائی نے فرمایا ہے ہم کو علی بن میمون نے خبر دی ہے

له حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں ... علی بن میمون . میرے باپ سے اسکے بارے پوچھا گیا تو فرمایا کہ یہ ثقہ ہیں الجرح والتعدیل ۶/ ۲۰۶

• حافظ ابن حبان فرماتے ہیں علی بن میمون ۲۴۵ھ میں وفات پاگئے ہیں .
ثقات ابن حبان ۸/ ۴۷۲

• حافظ مزی فرماتے ہیں - علی بن میمون ابوحاتم ثقہ کہتے ہیں اور نسائی لا بأس بہ کہتے ہیں ، ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے - ابوعلی حرانی فرماتے ہیں کہ ۲۴۶ھ میں وفات پاگئے ہیں
تہذیب الکمال ۹۹۳

(نوٹ) مندرجہ بالا کتابیں مطالعہ کریں اعادہ کی ضرورت نہیں۔

ل قال الحافظ الذهبی - مخلد بن یزید - احد الائمة الثقات - قال ابو حاتم صدوق قلت یحتج به فی الصحاح توفی سنة ثلاث وتسعین ومائة سیر اعلام النبلاء ۳۳۲/۹

• وقال الحافظ الذهبی ... خ م د س ق مخلد بن یزید الحرانی - ثقة مات سنة ۱۹۳ الکاشف ۱۱۳/۳

• طالع العبر للذهبی ۲۴۲/۱ • والتاریخ الکبیر ۴۳۷/۷ • ثقات ابن حبان ۱۸۶/۹

• قال الحافظ ابن ابی حاتم .. مخلد بن یزید ... سألت ابی عن مخلد بن یزید فقال صدوق ...

قال عثمان الدارمی سألت یحیی بن معین عن مخلد بن یزید ماحاله فقال ثقة الجرح والتعدیل ۳۴۷/۸

• قال الحافظ المزی - مخلد بن یزید ... وقال عثمان بن سعید الدارمی عن یحیی ابن معین وابو داود ویعقوب بن سفیان ثقة .. طالع تهذیب الکمال ۱۳۱۳

• تهذیب التهذیب ۷۷/۱۰ • خلاصة تذهیب الکمال ۳۷۲ • شذرات الذهب ۳۳۲/۱

(علی بن میمون فرماتے ہیں) کہ ہم کو مخلد بن یزید نے بیان کیا ہے

ل حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔ مخلد بن یزید ائمہ ثقات میں سے تھے ابوحاتم صدوق کہتے ہیں میں (ذہبی) کہتا ہوں کہ اس سے صحاح میں احتجاج کیا گیا ہے اور ۱۹۳ھ میں وفات پا گئے ہیں۔

• حافظ ذہبی فرماتے ہیں خ م د س ق مخلد بن یزید حرانی ثقہ ہیں اور ۱۹۳ھ میں وفات پا گئے ہیں الکاشف ۱۱۳/۳

• مطالعہ کریں العبر ۲۴۲/۱ للحافظ الذہبی • التاریخ الکبیر ۴۳۷/۷ للامام البخاری • ثقات ابن حبان ۱۸۶/۹ • حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں۔ مخلد بن یزید۔ میں نے باپ سے مخلد بن یزید کے بارے پوچھا تو فرمایا کہ سچے ہے۔ عثمان دارمی فرماتے ہیں کہ میں نے یحیی بن معین سے مخلد بن یزید کے بارے پوچھا تو فرمایا کہ ثقہ ہیں۔ الجرح والتعدیل ۳۴۷/۸

• حافظ مزی فرماتے ہیں۔ مخلد بن یزید۔ عثمان بن سعید یحیی بن معین سے اور ابو داود اور یعقوب بن سفیان ثقہ کہتے ہیں۔ مطالعہ کریں تہذیب الکمال ۱۳۱۳

(نوٹ) مندرجہ بالا کتابیں دیکھ لیں۔

ل قال الحافظ الذهبی: سفیان بن سعید بن مسروق۔ ھو شیخ الاسلام امام الحفاظ سید العلماء العاملین فی زمانہ ابو عبد اللہ الثوری الکوفی المجتھد مصنف الجامع ...... مات سنۃ وعشرین ومائۃ .. طالع سیر اعلام النبلاء ۷/۲۲۹ الی ۲۷۹ • تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۰۳ الی ۲۰۷

• قال الحافظ العسقلانی۔ سفیان بن سعید بن مسروق الثوری ... قلت وبقیۃ کلام ابن سعد ولد سنۃ سبع وتسعین وکان ثقۃ مامونا وکان عابدا ثبتا وقال النسائی ھو اجل من ان یقال فیہ ثقۃ وھو احد الائمۃ الذین ارجوان یکون اللہ ممن جعلہ للمتقین اماما وقال ابن ابی ذئب ما رأیت اشبہ التابعین من سفیان ..

طالع التھذیب ۴/۱۱۱ الی ۱۱۵

• طالع الکتب التالیۃ

التاریخ الکبیر ۴/۹۲ • التاریخ الصغیر ۲/۱۵۴ • تاریخ خلیفۃ ۳۱۹ • الجرح والتعدیل ۱/۵۵ • تاریخ بغداد ۹/۱۵۱ • حلیۃ الاولیاء ۶/۳۵۶ • وفیات الاعیان ۲/۳۸۶ • الکامل لابن الاثیر ۶/۵۶ • الفہرست للندیم ۲۸۱ • المعرفۃ والتاریخ ۱/۷۱۳ • طبقات ابن سعد ۶/۳۷۱ • تھذیب الاسماء واللغات ۱/۲۲۲ • خلاصۃ تذھیب الکمال ۱۴۵ • شذرات الذھب ۱/۲۵۰

(مخلد بن یزید) سفیان سے روایت کرتے ہیں۔

ل حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔ سفیان بن سعید بن مسروق شیخ الاسلام امام الحفاظ اور اپنے زمانہ کے علماء میں عامل ابو عبد اللہ الثوری الکوفی المجتہد مصنف الجامع تھے اور ۱۲۶ھ میں وفات پاگئے ہیں۔ مطالعہ کریں سیر اعلام النبلاء ۷/۲۲۹ تا ۲۷۹ • تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۰۳ تا ۲۰۷

• حافظ عسقلانی فرماتے ہیں۔ سفیان بن سعید بن مسروق ثوری۔ میں (ذہبی) کہتا ہوں کہ ابن سعد کے بقیہ کلام میں سے یہ ہے کہ اس کی ولادت ۹۷ھ میں ہوئی تھی اور یہ ثقہ مامون عابد ثبت تھے اور نسائی فرماتے ہیں کہ یہ اس سے بھی اونچا ہے کہ اس کو ثقہ کہا جائے اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ ان ائمہ میں سے ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کیلئے امام بنائے اور ابن ابی ذئب کہتے ہیں کہ میں نے تابعین سے مشابہ سفیان جیسے نہیں دیکھا ہے۔ مطالعہ تہذیب التہذیب ۴/۱۱۱ تا ۱۱۵

نوٹ) مندرجہ بالا کتابوں میں اس کا ترجمہ مطالعہ کریں۔ دوبارہ اعادہ کی ضرورت نہیں۔

عن زبید [1] عن سعید بن عبد الرحمن بن ابزی عن ابی بن کعب

---

[1] قال الحافظ العجلی المتوفی سنہ ۲۶۱ھ : زبید بن الحارث کوفی ثقۃ ثبت فی الحدیث تاریخ الثقات
- قال الحافظ ابن حبان : زبید بن الحارث من اھل الکوفۃ وکان من العباد الخشن مع الفقہ والسدید لزوم الورع الشدید. کتاب الثقات ۶/ ۳٤۱
- قال الحافظ ابن ابی حاتم : زبید بن الحارث ذکرہ ابی عن اسحاق بن منصور عن یحیی بن معین قال زبید ثقۃ (قال ابن ابی حاتم) سمعت ابی یقول زبید بن الحارث ثقۃ الجرح والتعدیل ۳/ ۶۲۳
- قال الحافظ المزی : زبید بن الحارث . قال علی بن المدینی ویحیی بن سعید القطان ثبت وقال اسحاق بن منصور عن یحیی بن معین وابو حاتم والنسائی ثقۃ طالع التفصیل فی تہذیب الکمال ۳-٤۲۲
- قال الامام ابن سعد . زبید بن الحارث . قال ابو نوح سمعت شعبۃ یقول ما رأیت بالکوفۃ شیخا خیراً من زبید (وقال ابن سعد) کان ثقۃ . الطبقات الکبری ۶/ ۳۱۰

اور سفیان زبید سے اور زبید عبد الرحمن بن ابزی سے اور وہ ابی بن کعبؓ سے روایت کرتے ہیں

---

[1] حافظ عجلی متوفی ۲۶۱ھ فرماتے ہیں کہ زبید بن الحارث کوفی ثقہ ثبت فی الحدیث ہیں تاریخ الثقات ۱۶۲
- حافظ ابن حبان فرماتے ہیں کہ زبید بن الحارث اہل کوفہ سے تھے اور دین میں فقاہت اور سخت پرہیزگاری کے ساتھ اور سخت عبادت گزاروں سے تھے . کتاب الثقات ۶/ ۳٤۱
- حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں ۔ زبید بن الحارث میرے باپ نے اسحاق بن منصور سے اس نے یحیی بن معین سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ زبید ثقہ ہیں اور ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ میں نے باپ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ زبید بن الحارث ثقہ ہیں الجرح والتعدیل ۳/ ۶۲۳
- حافظ مزیؒ فرماتے ہیں زبید بن الحارث .. علی بن المدینی اور یحیی بن سعید قطان ثبت کہتے ہیں اور اسحاق بن منصور یحیی بن معین سے اور ابو حاتم اور نسائی ثقہ کہتے ہیں تفصیل مطالعہ کریں تہذیب الکمال ۴۲۲ میں
- امام ابن سعد فرماتے ہیں زبید بن الحارث ابو نوح فرماتے ہیں کہ میں نے شعبہ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے کوفہ میں زبید سے بہتر شیخ نہیں دیکھا ہے ۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ یہ ثقہ ہیں . طبقات کبری ۶/ ۳۱۰

(نوٹ) مندرجہ بالا کتابوں میں اس کا ترجمہ مطالعہ کریں . اعادہ کی ضرورت نہیں .

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلاث رکعات کان یقرأ فی الاولی بسبح اسم ربک الاعلی وفی الثانیۃ بقل یایھا الکافرون وفی الثالثۃ بقل ھو اللہ احد ویقنت قبل الرکوع فاذا فرغ قال عند فراغہ سبحٰنک الملک القدوس ثلاث مرات یطیل فی اٰخرھن [1]

طالع ترجمۃ زبید بن الحارث فی مشاھیر علماء الامصار ۱۶۶ • الثقات ۳/ ۱۹ للذھبی • میزان الاعتدال ۲/ ۶۶ • احوال الرجال ۸۰ للامام الجوزجانی • المعرفۃ والتاریخ ۲/ ۲۱۵ • تھذیب التھذیب ۳/ ۳۱۱ • تقریب التھذیب ۱۰۶ • شذرات الذھب ۱/ ۱۶۰

[1] سنن النسائی ۳/ ۲۳۵ • المستدرک ۱/ ۳۰۵ • سنن ابی داود ۳/ ۴۲۳ باب مایقرأ فی الوتر • ابن ماجۃ ۱/ ۱۱ فی اوقات الصلوٰۃ • زاد المعاد ۱/ ۳۳۷ وقال المحقق اسنادہ صحیح • ونقل الحافظ ابن عدی باسناد اٰخر عن ابن عباسؓ طالع الکامل ۳/ ۱۱۷۸ • طالع مسند ابی یعلی ۸/ ۴۶۴ بروایۃ ابن مسعودؓ و مجمع الزوائد ۲/ ۲۴۳ • المطالب العالیۃ ۱/ ۱۵۵ للحافظ العسقلانی • و شرح مسند ابی حنیفۃؒ ۴۹ و ۴۶۸ بروایۃ عائشۃؓ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھا کرتے تھے اول رکعت میں سبح اسم ربک الاعلی، دوم رکعت میں قل یایھا الکافرون، سوم رکعت میں قل ھو اللہ احد اور رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے تھے اور فراغت کے بعد سبحٰنک الملک القدوس تین مرتبہ پڑھتے تھے۔ جیسا کہ نسائی ۳/ ۲۳۵ • مستدرک ۱/ ۳۰۵ • سنن ابی داود ۳/ ۴۲۳ باب مایقرأ فی الوتر • ابن ماجہ ۱/ ۱۱ فی اوقات الصلوٰۃ • زاد المعاد ۱/ ۳۳۷ اور محقق زاد المعاد فرماتے ہیں کہ اسناد اس کی صحیح ہے اور حافظ ابن عدی نے ابن عباسؓ سے دوسری سند سے روایت کیا ہے الکامل ۳/ ۱۱۷۸

• مطالعہ کریں مسند ابی یعلی ۸/ ۴۶۴ بروایت ابن مسعودؓ
• مجمع الزوائد ۲/ ۲۴۳ • المطالب العالیۃ ۱/ ۱۵۵ للحافظ العسقلانیؒ
• اور شرح مسند الامام ابی حنیفہؒ بروایۃ عائشہؓ ۴۹ و ۴۶۸

والخامس منہا ما قال الحافظ النسائی - اخبرنا اسماعیل بن مسعود [له]

[له] قال الحافظ ابن ابی حاتم: اسماعیل بن مسعود ابو مسعود الجحدری ... سئل ابی عنہ فقال صدوق
الجرح والتعدیل ۲/۲۰۰

- ذکرہ الحافظ ابن حبان فی کتاب الثقات ۶/۴۳ • قال الحافظ المزیؒ اسماعیل بن مسعود
قال النسائی ثقة وقال ابو حاتم صدوق، ذکرہ ابو حاتم بن حبان فی کتاب الثقات قال
ابوبکر بن ابی عاصم مات سنة ثمان واربعین ومائتین. تہذیب الکمال ۱۰۹ نسخہ ثانیہ ۳
- قال الحافظ الذہبیؒ .. اسماعیل بن مسعود ثقة توفی سنة ۲۴۸ الکاشف ۱/۷۸
- طالع التہذیب ۱/۳۳۱ • التقریب ۳۵ • خلاصۃ تذہیب الکمال ۳۶
- قال محقق تہذیب الکمال .. ووثقہ سلمة بن قاسم الاندلسی کما نقل مغلطائی (۱/ الورقة ۲۳
ذکرہ الذہبیؒ فی الطبقة الخامسة والعشرین من تاریخ الاسلام (الورقة ۱۳۷ من مجلد احمد الثالث
۲۷/۲۹۱۷

- دلیل پنجم ان میں سے وہ ہے جو حافظ نسائی نے فرمایا ہے کہ ہمیں اسماعیل بن مسعود نے خبر دیا ہے۔

- حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: اسماعیل بن مسعود۔ میرے باپ سے اس کے بارے پوچھا گیا تو فرمایا کہ سچا ہے الجرح والتعدیل
- حافظ ابن حبان نے کتاب الثقات ۶/۴۳ میں اس کو ذکر کیا ہے • حافظ مزیؒ فرماتے ہیں: اسماعیل بن مسعود
نسائی ثقہ کہتے ہیں ابو حاتم صدوق کہتے ہیں اور ابو حاتم ابن حبان نے کتاب الثقات میں اس کو ذکر کیا ہے ابوبکر بن ابی عاصم
فرماتے ہیں کہ ۲۴۸ھ میں اس کی وفات ہوگئی ہے۔ تہذیب الکمال ۱۰۹ نسخہ دوم ۳/۱۹۶۔
- حافظ ذہبی فرماتے ہیں اسماعیل بن مسعود ثقہ ہیں اور ۲۴۸ھ میں وفات ہوگئے ہیں الکاشف ۱/۷۸
- مطالعہ کریں تہذیب التہذیب ۱/۳۳۱ • تقریب التہذیب ۳۵ • خلاصۃ تذہیب الکمال ۳۶
- محقق تہذیب الکمال فرماتے ہیں کہ اس کی توثیق سلمہ ابن قاسم اندلسی نے کی ہے جیسا کہ مغلطائی (۱/
الورقۃ ۲۳) میں فرمایا ہے۔
- اور حافظ ذہبی نے ۲۵ طبقہ تاریخ اسلام میں شمار کیا ہے الورقۃ ۱۳۷ مجلد احمد ثالث ۲۷/۲۹۱۷

قال حدثنا بشر بن المفضل [1]

---

[1] قال الحافظ الذهبي - بشر بن المفضل الامام الحافظ ابو اسماعیل الرقاشی .. قال ابو زرعة وابو حاتم وابو عبد الرحمن النسائی هو ثقة وقال ابن سعد كان ثقة كثير الحديث توفي سنة ست وثمانين ومائة - طالع سير اعلام النبلاء ٩/٣٦ الى ٣٩

• الكاشف ١/١٥٧ • تذكرة الحفاظ ١/٣٠٩ • العبر ١/٢٢٩

• قال الحافظ المزي - بشر بن المفضل .. قال ابو بكر الاسدی عن احمد بن حنبل اليه المنتهى في التثبت بالبصرة وقال معاوية بن صالح قلت ليحيى بن معين من اثبت شيوخ البصريين قال بشر بن المفضل مع جماعة سماهم - طالع التفصيل في تهذيب الكمال ١٥١ ونسخة ثانية ٤/١٤٧ الى ١٥١

• طالع التاريخ الكبير ٢/٨٤ • التاريخ الصغير ٢/٢٤١ • المعرفة والتاريخ ١/١٢٥ و ٢/١٦٨

• تاريخ خليفة ٤٥٨ • طبقات خليفة ٨٥٤ • الكنى لمسلم • ثقات ابن شاهين ٧٧

• طبقات ابن سعد ٧/٢٩٠ • الجرح والتعديل ٢/٣٦٦ • التهذيب ١/٤٥٨ • التقريب ٤٥

• خلاصة تذهيب الكمال ٤٩ • شذرات الذهب ١/٣١٠ • كتاب الثقات لابن حبان ٦/٩٧

اسماعیل بن مسعود فرماتے ہیں کہ ہمیں بشر بن المفضل [1] نے بیان کیا ہے

---

[1] حافظ ذہبی فرماتے ہیں ، بشر بن مفضل امام حافظ ابو اسماعیل رقاشی ہیں ، ابو زرعہ اور ابو حاتم اور ابو عبد الرحمن نسائی ثقہ فرماتے ہیں اور ابن سعد فرماتے ہیں کہ ثقہ کثیر الحدیث تھے اور ١٨٦ھ میں وفات پا گئے تھے مطالعہ کریں سیر اعلام النبلاء ٩/٣٦ تا ٣٩

• الکاشف ١/١٥٧ • تذکرۃ الحفاظ ١/٣٠٩ • العبر ١/٢٢٩

• حافظ مزی فرماتے ہیں بشر بن المفضل .. ابو بکر اسدی احمد بن حنبل سے روایت کرتے ہیں کہ بصرہ میں اس کو تثبت میں انتہا رہے ، معاویہ بن صالح فرماتے ہیں کہ میں نے یحیٰ بن معین سے پوچھا کہ بصرہ کے شیوخ میں اثبت کون ہے فرمایا کہ بشر بن المفضل اور جماعت کے ساتھ جن کے اسماء لئے ہیں ۔ تفصیل مطالعہ کریں تہذیب الکمال ١٥١ ، نسخہ دوم ٤/١٤٧ تا ١٥١

(نوٹ) مندرجہ بالا کتابیں مطالعہ کریں اعادہ کی ضرورت نہیں ۔



قال حدثنا سعید[1] عن قتادۃ[2] عن زرارۃ بن اوفیٰ[3]

---

[1] مر مفصلا [2] مر مفصلا

[3] قال الحافظ ابن ابی حاتم - زرارۃ بن اوفیٰ ... ذکرہ ابی عن اسحاق بن منصور عن یحییٰ بن معین قال زرارۃ بن اوفیٰ ثقۃ الجرح والتعدیل ۳/۶۰۳

- قال الحافظ مزی - زرارۃ بن اوفیٰ ... قال النسائی ثقۃ ذکرہ ابن حبان فی کتاب الثقات تھذیب الکمال ۲۲۸
- قال الحافظ الذہبی - زرارۃ بن اوفیٰ الامام الکبیر قاضی البصرۃ حدث وثقہ النسائی وغیرہ ... سیر اعلام النبلاء ۴/۵۱۵، ۵۱۶ • العبر ۱/۸۱
- قال الحافظ العجلی زرارۃ بن اوفیٰ بصری ثقۃ رجل صالح - تاریخ الثقات ۱۶۵ رقم ۴۵۹
- قال الحافظ ابن کثیر زرارۃ بن اوفیٰ - قاضی البصرۃ من کبار علماء البصرۃ وصلحائہا لہ روایات کثیرۃ قرأ فی صلوٰۃ الصبح سورۃ المدثر فلما بلغ (فاذا نقر فی الناقور) خر میتا توفی بالبصرۃ البدایۃ والنہایۃ ۹/۹۳
- طالع التھذیب ۳/۳۲۲ • التقریب ۱۰۶ • طبقات ابن سعد ۷/۱۵۰ • التاریخ الکبیر ۳/۴۳۸ • حلیۃ الاولیاء ۲/۲۵۸ • خلاصۃ تذھیب الکمال ۱۲۱ • طبقات خلیفۃ ۱۵۷ • تاریخ دمشق • شذرات الذھب ۱/۱۰۲

بشر فرماتے ہیں کہ ہمیں سعید[1] نے بیان کیا ہے ، اور قتادہ[2] اور یہ زرارۃ بن اوفیٰ[3] سے روایت کرتے ہیں۔

---

[1] یہ گزر چکا ہے [2] یہ گزر چکا ہے

[3] حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں۔ زرارۃ بن اوفیٰ - میرے باپ اسحاق بن منصور کے واسطہ سے یحییٰ بن معین سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے کہ زرارۃ بن اوفیٰ ثقہ ہیں - الجرح والتعدیل ۳/۶۰۳ • حافظ مزی فرماتے ہیں ، نسائی ثقہ کہتے ہیں ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے تہذیب الکمال ۴۲۸ • حافظ ذہبی فرماتے ہیں زرارۃ بن اوفیٰ امام کبیر قاضی بصرہ حدث امام تھے نسائی وغیرہ نے توثیق کی ہے - مطالعہ کریں سیر اعلام النبلاء ۴/۵۱۵ ، ۵۱۶ • العبر ۱/۸۱

- حافظ عجلی فرماتے ہیں زرارۃ بن اوفیٰ بصری ثقہ نیک آدمی تھے - تاریخ الثقات ۱۶۵ رقم ۴۵۹
- حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں زرارۃ بن اوفیٰ بصرہ کے قاضی اور بڑے علماء اور صلحاء سے تھے اس کی روایات بہت ہیں اپنی نماز میں سورۃ مدثر پڑھتے تھے تو جب آیت (فاذا نقر فی الناقور) کو پہنچے تو بے ہوش ہو کر بصرہ میں وفات ہو گئے - البدایہ والنہایہ ۹/۹۳

(نوٹ) اس کا ترجمہ مندرجہ بالا کتابوں میں مطالعہ کریں۔

عن سعد بن ہشام لے

لے قال الحافظ ابن حبان ... سعد بن ہشام بن عامر الانصاری ابن عم انس بن مالکؓ کان من عباد التابعین والمواظبین علی الغزو قتل بارض مکران غازیا مشاہیر علماء الامصار ۹۱

• وکذ ذکرہ فی کتاب الثقات ۴/۲۹۴

• قال الحافظ المزیؒ ... سعد بن ہشام بن عامر الانصاری ابن عم انس بن مالک روی عن انس بن مالک وسمرۃ بن جندب وعبد اللہ بن عباس سألہ عن وتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدلہ علی عائشۃؓ . طالع تہذیب الکمال ۴۷۴

• قال الحافظ العسقلانی ... سعد بن ہشام ـ قال النسائی ثقۃ قال ابن سعد ثقۃ ان شاء اللہ تعالیٰ وذکرہ ابن حبان فی الثقات ـ التہذیب ۳/۴۸۳ طالع التقریب ۱۱۹

• والجرح والتعدیل ۴/۹۶ • خلاصۃ تذہیب الکمال ۱۳۵

(زرارۃ بن اوفی) سعد بن ہشامؒ سے روایت کرتے ہیں۔

• حافظ ابن حبان فرماتے ہیں سعد بن ہشام بن عامر انصاری انس بن مالکؓ کے چچازاد بھائی تھے اور تابعین کے عبادت گذاروں اور جہاد پر مواظبت کرنے والوں سے تھے مکران میں شہید ہوگئے تھے مشاہیر علماء الامصار ۹۱

• اور اسی طرح کتاب الثقات ۴/۲۹۴ میں ذکر کیا ہے۔

• حافظ مزیؒ فرماتے ہیں، سعد بن ہشام۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی تھے اور انس بن مالک اور سمرۃ بن جندب اور عبد اللہ بن عباس سے روایت کرتے تھے اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے متعلق پوچھا گیا تو اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتایا۔ مطالعہ کریں تہذیب الکمال ۴۷۴

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں۔ سعد بن ہشام۔ نسائی ثقہ کہتے ہیں۔ ابن سعد ثقہ کہتے ہیں۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ مطالعہ کریں تہذیب التہذیب ۳/۴۸۳

مندرجہ حوالجات دیکھ لیں)

ان عائشة حدثته ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان لا يسلم في ركعتي الوتر[2]

---

[1] قال الحافظ الذهبي. عائشة ام المؤمنين بنت الامام الصديق الاكبر خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم ابي بكر عبد الله بن ابي قحافة عثمان بن عامر ...... القرشية التيمية المكية النبوية ام المؤمنين زوجة النبي صلى الله عليه وسلم افقه نساء الامة على الاطلاق. طالع لتفصيل في سير اعلام النبلاء ۲/۱۳۵ الى ۲۰۱

• طالع علمها وذكائها ومناقبها وفضائلها وديانتها في الكتب التالية

الاستيعاب على هامش الاصابة ۴/۳۵۸ • الاصابة في تمييز الصحابة ۴/۳۶۰

• اسد الغابة في معرفة الصحابة ۵/۵۰۱ • صحيح البخاري ۱/۵۳۲ • مسند احمد ۶/۲۴۳

• طبقات ابن سعد ۸/۵۸ • تاريخ خليفة بن خياط ۲۰۵ • طبقات خليفة ۳۳۳ • تاريخ الذهبي ۲/۲۰۴ • جامع الاصول من احاديث الرسول ۸/۱۸۷ بحوالة البخاري ومسلم وسنن والنسائي. • المستدرك ۴/۴ • حلية الاولياء ۲/۴۳ الى ۵۰ • البداية والنهاية ۸/۹۱ الى ۹۴ • مجمع الزوائد ۹/۲۴۲ • مشكوة المصابيح ۵۷۲ • تهذيب الكمال ۱۶۸۹ • تهذيب التهذيب ۱۲/۴۳۵ • خلاصة تذهيب الكمال ۴۹۳ • كنز العمال ۱۳/۶۹۳ • شذرات الذهب ۱/۶۱ و ۶۳ • شرح الاربعين النووية ۴۴ • الاجابة لايراد ما استدركته عائشة على الصحابة ۵۶ للامام بدر الدين الزركشي. كشف الظنون ۱۸۴۳ • تفسير ابن كثير ۴/۱۴۳ • الموطأ ...

---

[2] سنن النسائي ۲۳۵ الجزء الثالث مع تحشية ... بشرح السيوطي • طالع مصنف ابن ابي شيبة ۲/۲۹۵ و ۱۹۸ و ۱۹۹ الامام المجتهد محمد بن حسن • شرح معاني الآثار ۱/۱۹۳ للامام الطحاوي • نصب الراية للامام الزيلعي • المستدرك ۱/۳۰۴ وقال صحيح على شرط الشيخين نسخه ...۲۹۵

کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے دو رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے جیساکہ سنن نسائی ۲۳۵ جزء دوم شرح سیوطی میں ہے۔ مطالعہ کریں مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۲۹۵ کتاب الحجۃ ۱/۱۹۸ و ۱۹۹ تالیف امام محمد بن حسن شرح معانی الآثار ۱/۱۹۳ نسخہ دوم ۲۹۵ • نصب الرایۃ ۲/۱۱۹ امام زیلعی • مستدرک ۳۰۴ اور فرمایا کہ یہ حدیث شیخین بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

---

[1] حافظ ذہبی فرماتے ہیں عائشہ ام المومنین بنت امام صدیق اکبر خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر عبداللہ بن ابی قحافہ ..... قرشیہ تیمیہ مکیہ نبویہ ام المومنین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تمام امت کے عورتوں سے زیادہ فقیہ تفصیل سیر اعلام النبلاء ۲/۱۳۵ تا ۲۰۱ مطالعہ کریں۔

انوٹ: آپ کی ذکاوت اور علم اور مناقب اور دیانت مندرجہ بالا کتابوں میں مطالعہ کریں۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔

والسادس منهم ما قال الإمام النسائي ... أخبرنا يحيى بن موسى

ل قال الحافظ ابن أبي حاتم: يحيى بن موسى ... سئل أبو زرعة عنه فقال ثقة الجرح والتعديل ٩/١٨٨
• قال الحافظ المزي: يحيى بن موسى - قال أبو زرعة والنسائي ثقة وقال محمد بن إسحق: ثقة مأمون وقال في موضع آخر كان من ثقات الناس وقال موسى بن هارون كان من خيار المسلمين وقال الدارقطني كان من الثقات وذكره ابن حبان في كتاب الثقات تهذيب الكمال ١٥٢٢ و ١٥٢٣
• ذكره الحافظ الإمام البخاري في التاريخ الكبير ٨/٣٠٧ • والحافظ ابن حبان في كتاب الثقات ٩/٢٥٩
• قال الحافظ الذهبي: خت الحافظ الحجة الإمام أبو زكريا يحيى بن موسى ولقبه خت حدث عنه (خ د ت س) وثقه أبو زرعة والنسائي والدارقطني وقال السراج ثقة مأمون وقال موسى بن هارون كان من خيار المسلمين قيل مات في رمضان سنة ثلاثين ومائتين.
تذكرة الحفاظ ٢/٤٧٧ • طالع الكاشف ٣/٢٢٦ • التهذيب ١١/٢٩٠ • التقريب ٣٧٩
• خلاصة تذهيب الكمال ٤٢٨

دلیل ششم ان میں سے وہ ہے جو امام نسائی نے روایت کی ہے فرماتے ہیں ہمیں یحییٰ بن موسیٰ نے خبر دی ہے

ل حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں۔ یحییٰ بن موسیٰ۔ ابو زرعہ سے اس کے بارے پوچھا گیا فرمایا کہ یہ ثقہ ہیں الجرح والتعدیل ٩/١٨٨
• حافظ مزی فرماتے ہیں۔ یحییٰ بن موسیٰ ، ابو زرعہ اور نسائی ثقہ کہتے ہیں محمد بن اسحٰق ثقہ مامون کہتے ہیں دوسری جگہ میں فرماتے ہیں کہ یہ ثقات سے ہیں اور موسیٰ بن ہارون کہتے ہیں کہ یہ خیار المسلمین سے ہیں اور دارقطنی کہتے ہیں کہ یہ ثقات سے ہیں ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے تہذیب الکمال ١٥٢٢ و ١٥٢٣ .
• حافظ امام بخاری نے التاریخ الکبیر ٨/٣٠٧ اور حافظ ابن حبان نے کتاب الثقات ٩/٢٥٩ میں ذکر کیا ہے .
• حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔ خت حافظ حجت امام ابو زکریا یحییٰ بن موسیٰ اور اس کا لقب خت ہے اس سے خ د ت س نے روایت کی ہے اور ابو زرعہ اور نسائی اور دارقطنی نے اس کی توثیق کی ہے اور سراج نے ثقہ مامون کہا ہے اور موسیٰ ابن ہارون فرماتے ہیں کہ یہ خیار المسلمین سے ہیں کہا گیا ہے کہ رمضان ٢٣٠ھ میں وفات پا گئے ہیں .
تذکرۃ الحفاظ ٢/٤٧٧
(نوٹ) مندرجہ بالا کتابوں میں ترجمہ مطالعہ کریں -

قال انبانا عبد العزیز بن خالد [1] قال حدثنا سعید بن عروبۃ [2] عن قتادۃ [3]

---

[1] قال الحافظ ابن ابی حاتم ... عبد العزیز بن خالد .. سألت ابی عنہ فقال ہو شیخ
الجرح والتعدیل ۵/۳۸۰
• طالع تہذیب الکمال ۸۳۶ • تہذیب التہذیب ۶/۳۳٤ • تقریب التہذیب ۲۱٤
• خلاصۃ تذہیب الکمال ۲۳۹

[2] مر ذکرہ

[3] مر ذکرہ

وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں عبد العزیز بن خالد نے خبر دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں سعید بن عروبۃ نے بیان کیا ہے وہ قتادہ سے روایت کرتے ہیں۔

---

[1] حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں۔ عبد العزیز بن خالد، میں نے باپ سے اس کے بارے پوچھا تو فرمایا کہ یہ شیخ ہے
الجرح والتعدیل ۵/۳۸۰ و ۳۸۱
مطالعہ کریں "تہذیب الکمال ۸۳۶ • تہذیب التہذیب ۶/۳۳۴
تقریب التہذیب ۲۱۴ • خلاصۃ تذہیب الکمال ۲۳۹

[2] یہ گذر چکا ہے۔

[3] یہ گذر چکا ہے۔

عن عزرۃ[1] عن سعید بن عبد الرحمن بن ابزی عن ابیہ عن ابی بن کعب قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الوتر بسبح اسم ربک وفی الرکعۃ الثانیۃ بقل یا ایھا الکافرون وفی الثالثۃ بقل ھو اللہ احد ولا یسلم الا فی آخرھن ویقول یعنی بعد التسلیم سبحان الملک القدوس ثلاثا[2]

---

[1] قال الحافظ العجلی - عزرۃ ثقۃ روی عنہ قتادۃ تاریخ الثقات ۳۳۱ رقم ۱۱۲۴

- ذکرہ الحافظ ابن حبان فی کتاب الثقات ۳۰۰/۷ ● وذکرہ الحافظ ابن القیسرانی فی کتاب الجمع بین رجال الصحیحین ۴۰۲/۱ ● قال الحافظ المزی - عزرۃ بن عبد الرحمن قال عباس الدوری عن یحیی بن معین عزرۃ الذی یروی عنہ قتادۃ ثقۃ وقال ابو الحسن بن البراء عن علی بن المدینی عزرۃ بن عبد الرحمن ثقۃ تھذیب الکمال ۹۳۱
- قال الحافظ الذھبی - عزرۃ بن عبد الرحمن - وثقہ ابن معین - الکاشف ۲۳۱/۲ طالع تھذیب التھذیب ۱۹۲/۷ و ۱۹۳ ● خلاصۃ تذھیب الکمال ۲۶۵

---

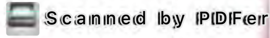
[2] سنن النسائی ۲۳۶ الجزء الثالث من المجلد الثانی

قتادہ عزرہ[1] سے اور عزرہ سعید بن عبد الرحمن بن ابزی سے اور یہ ابی بن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری رکعت میں قل یا ایھا الکافرون اور تیسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے اور سلام آخر میں پھیرتے تھے اور سلام کے بعد سبحان الملک القدوس تین مرتبہ پڑھتے تھے جیسا کہ نسائی ۲۳۶ جزء سوم مجلد دوم میں ہے۔

---

[1] حافظ عجلی فرماتے ہیں عزرہ ثقہ ہیں ان سے قتادہ روایت کرتے ہیں تاریخ الثقات ۳۳۱ ● حافظ ابن حبان نے کتاب الثقات ۳۰۰/۷ میں ذکر کیا ہے ● حافظ ابن قیسرانی نے کتاب الجمع بین رجال الصحیحین ۴۰۲/۱ میں ذکر کیا ہے

- حافظ مزی فرماتے ہیں عزرہ بن عبد الرحمن - عباس دوری یحیی بن معین سے نقل کرتے ہیں کہ عزرہ وہ جس سے قتادہ روایت کرتے ہیں - ابو الحسن بن البراء علی بن المدینی سے نقل کرتے ہیں کہ عزرہ بن عبد الرحمن ثقہ ہیں تہذیب الکمال ۹۳۱
- حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ عزرہ بن عبد الرحمن کی توثیق یحیی بن معین نے کی ہے الکاشف ۲۳۱/۲
- مطالعہ کریں تہذیب التہذیب ۱۹۲/۷ و ۱۹۳
- خلاصۃ تذہیب الکمال ۲۶۵



والنسائی فقهما ما خرج الست فی الف حدثنا قتیبة

له قال الحافظ ابن ابی حاتم. قتیبة بن سعید: سئل ابی عنه فقال ثقة. الجرح والتعدیل ۷/۱۴۰

- قال الحافظ المزی: قتیبة بن سعید - قال احمد بن ابی خیثمة عن یحیی بن معین و ابو حاتم والنسائی ثقة زاد النسائی صدوق ... طالع التفصیل فی تهذیب الکمال ۲۳/۱۲۳ الی ۱۳۴
- قال الحافظ الذهبی - قتیبة هو شیخ الاسلام المحدث الامام الثقة الجوال راویة الاسلام ابو رجاء قتیبة بن سعید بن جمیل ... قال یحیی بن معین من طریق احمد بن زهیر قتیبة ثقة وکذا قال النسائی وزاد صدوق وقال ابو حاتم الرازی ثقة ... طالع التفصیل فی سیر اعلام النبلاء ۱۱/۱۳ الی ۲۴
- وقال الحافظ الذهبی ... (سنة اربعین ومائتین) وفیها توفی محدث خراسان ابو رجاء قتیبة ابن سعید ... ورحل للعلم والنبیه من الاوطان العبر ۱/۳٤۰
- وقال الحافظ الذهبی: قتیبة بن سعید شیخ الحافظ محدث خراسان ... قال ابن سعد وکان ثبت صاحب سنة کتب الحدیث عن ثلاث طبقات وقال ابن معین ثقة وقال النسائی ثقة مامون - طالع تذکرة الحفاظ ۲/٤٤٦، ٤٤٧
- قال الحافظ ابن کثیر ... قتیبة بن سعید شیخ الائمة والسنة - البدایة والنهایة ۱۰/۳۲۲

- مختصر دلیل وہ ہے جو نسائی نے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ ہمیں قتیبہ نے بیان کیا ہے۔

له حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں قتیبہ بن سعید اس کے بارے میرے والد صاحب سے پوچھا گیا. فرمایا کہ ثقہ ہیں الجرح والتعدیل ۷/۱۴۰

- حافظ مزی فرماتے ہیں قتیبہ بن سعید احمد بن خیثمہ یحیی بن معین اور ابو حاتم اور نسائی ثقہ کہتے ہیں۔ نسائی صدوق کہتے ہیں۔ تفصیل تہذیب الکمال ۲۳/۱۲۳ و ۱۳۴ میں مطالعہ کریں
- حافظ ذہبی فرماتے ہیں قتیبہ شیخ الاسلام محدث امام ثقہ راویہ الاسلام ابو رجاء قتیبہ بن سعید ہیں یحیی بن معین احمد بن زہیر کے طریق سے کہتے ہیں کہ قتیبہ ثقہ ہیں اور اسی طرح نسائی نے فرمایا ہے اور صدوق بھی زیادہ کیا ہے اور ابو حاتم رازی ثقہ کہتے ہیں۔ تفصیل سیر اعلام النبلاء ۱۱/۱۳ تا ۲٤ مطالعہ کریں
- حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ ۲٤۰ھ میں محدث خراسان ابو رجاء قتیبہ بن سعید کی وفات ہوئی ہے اور علم اپنے وطنوں سے کافی دور کسب کیا۔ العبر ۱/۳٤۰ • حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ قتیبہ بن سعید شیخ حافظ محدث خراسان تھا ابن سعد کہتے ہیں کہ یہ ثبت صاحب سنت تھے تین طبقات سے احادیث لکھی ہیں ابن معین ثقہ کہتے ہیں اور نسائی ثقہ مامون کہتے ہیں۔ مطالعہ کریں تذکرۃ الحفاظ ۲/٤٤٦ و ٤٤۷
- حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ قتیبہ بن سعید شیخ الائمہ والسنہ ہیں۔ البدایہ والنہایہ ۱۰/۳۲۲

قال الحافظ العسقلانی: قتیبۃ بن سعید.. قال ابن معین وابوحاتم والنسائی ثقۃ زاد النسائی صدوق ... قال الفرھیانی قتیبۃ صدوق لیس احد من الکبار الا وقد حمل عنہ بالعراق۔ قال مسلمۃ بن قاسم خراسانی ثقۃ ... وفی الزھرۃ روی عنہ البخاری ثلاثمائۃ وثمانیۃ احادیث ومسلم ستمائۃ وثمانیۃ وستین..
تھذیب التھذیب ۸/۳۵۸ الی ۳۶۱

• طالع طبقات ابن سعد ۳۷۹/۷ • تاریخ بغداد ۴۶۴/۱۲ • المعرفۃ والتاریخ ۲۱۲/۱
• التاریخ الکبیر ۱۹۵/۷ • التاریخ الصغیر ۳۷۲/۲ • النجوم الزاھرۃ ۳۰۳/۲
• اللباب ۶۴/۱ • شذرات الذھب ۹۴/۲ • خلاصۃ تذھیب الکمال ۳۱۹
• تقریب التھذیب ۲۸۱ • طبقات خلیفۃ ۳۲۴

• حافظ عسقلانی فرماتے ہیں۔ قتیبۃ بن سعید... ابن معین اور ابوحاتم اور نسائی ثقہ کہتے ہیں۔ نسائی نے صدوق زیادہ کیا ہے۔ فرہیانی کہتے ہیں یہ صدوق ہے۔ بڑے بڑے ائمہ سے کوئی ایسا عراق میں نہیں جس نے اس سے علم حاصل نہ کیا ہو۔
مسلمۃ بن قاسم فرماتے ہیں کہ ثقہ ہیں، زہرہ میں ہے کہ بخاری نے اس سے ۳۰۸ احادیث روایت کئے ہیں اور مسلم نے ۶۶۸ احادیث.. تہذیب ۸/۳۵۸ تا ۳۶۱
نوٹ مندرجہ بالا کتابوں میں اس کا ترجمہ دیکھ لیں، اعادہ کی ضرورت نہیں۔

Scanned by PDFer

سنا الفضیل بن عیاض [1]

[1] قال الحافظ العجلی. فضیل بن عیاض (کوفی) ثقۃ متعبد رجل صالح سکن مکۃ تاریخ الثقات ۳۸۴

• قال الحافظ الذہبی. الفضیل بن عیاض بن مسعود بن بشر الامام القدوۃ الثبت شیخ الاسلام ابوعلی التمیمی الیربوعی الخراسانی المجاور بحرم اللہ ... قال ابو حاتم صدوق. قال النسائی ثقۃ مامون رجل صالح وقال الدارقطنی ثقۃ. طالع التفصیل فی سیر اعلام النبلاء ۸/۴۲۱ الی ۴۴۲

• وقال الحافظ الذہبی. الفضیل بن عیاض الامام القدوۃ شیخ الاسلام. وکان اماماً ربانیاً صمدانیاً قانتاً ثقۃ کبیر الشان قال ابن المبارک ما بقی علی ظہر الارض افضل من الفضیل وقال ابن سعد کان ثقۃ نبیلاً فاضلاً عابداً کثیر الحدیث. قال النسائی ثقۃ مامون. تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۴۵ و ۲۴۶

• طالع العبر ۱/۲۳۱

• وقال الحافظ الذہبی.. فضیل بن عیاض الزاہد شیخ الحرم واحد الاثبات مجمع علی ثقتہ وجلالتہ. فالفضیل من مشائخ الاسلام. کما فی المیزان ۳/۳۶۱

(قتیبۃ) فضیل بن عیاض سے روایت کرتے ہیں۔

---

[1] حافظ عجلیؒ فرماتے ہیں۔ فضیل بن عیاض (کوفی) ثقہ متعبد نیک آدمی ہیں مکہ میں رہتے تھے۔ تاریخ الثقات ۳۸۴

• حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں۔ فضیل بن عیاض بن مسعود بن بشر امام قدوہ ثبت شیخ الاسلام ابو علی تیمی یربوعی خراسانی بیت اللہ کا مجاور ابو حاتم صدوق کہتے ہیں نسائی ثقہ مامون نیک آدمی کہتے ہیں۔ دارقطنی ثقہ کہتے ہیں۔ تفصیل سیر اعلام النبلاء ۸/۴۲۱ ۴۴۲ میں مطالعہ کریں۔

• حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں۔ فضیل بن عیاض امام قدوہ شیخ الاسلام یہ امام ربانی قانت ثقہ کبیر الشان تھے ابن مبارک کہتے ہیں کہ زمین پر فضیل سے بہتر کوئی نہیں رہ گیا۔ ابن سعد ثقہ نبیل فاضل عابد کثیر الحدیث کہتے ہیں۔ نسائی ثقہ مامون کہتے ہیں۔ تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۴۵ و ۲۴۶

• مطالعہ کریں العبر ۱/۲۳۱

• حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں۔ فضیل بن عیاض زاہد شیخ الحرم احد الاثبات جس کی جلالت اور ثقہ ہونے پر اجماع ہے فضیل مشائخ الاسلام سے ہیں۔ جیسا میزان الاعتدال ۳/۳۶۱ میں ہے

قال الحافظ ابن حبان - فضیل بن عیاض ... ثم انتقل الی مکۃ واقام بہا مجاور البیت الحرام مع الجھد الشدید والورع الدائم والخوف الوافر والبکاء الکثیر والتخلی بالوحدۃ ورفض الناس وما علیہ من اسباب الدنیا الی ان توفی بہا سنۃ سبع وثمانین ومائۃ
کتاب الثقات ۷/۳۱۵

- طالع الجرح والتعدیل ۷/۷۳ • المعرفۃ والتاریخ ۱/۱۷۹ • صفۃ الصفوۃ ۲/۲۳۷ الی ۲۴۷
- وفیات الاعیان ۴/۴۷ الی ۵۰ • تہذیب الکمال ۱۱۰۳
- التہذیب ۸/۲۹۴ • النجوم الزاہرۃ ۲/۱۲۱ الی ۱۴۳ • حلیۃ الاولیاء ۸/۸۴ الی ۱۴۰
- خلاصۃ تذہیب الکمال ۳۱۰ • الجواہر المضیۃ ۲/۷۰۰ • شذرات الذہب ۱/۳۱۶
- البدایۃ والنہایۃ ۱۰/۱۹۸ • التاریخ الکبیر ۷/۱۲۳ • التاریخ الصغیر ۲/۲۴۱
- طبقات الاولیاء ۲۶۶ رقم ۵۴ لابن الملقن
- المختصر فی اخبار البشر ۲/۱۷ للحافظ ابن کثیر • العقد الثمین ۷/۱۳ الی ۱۹
- طبقات الحفاظ ۱۰۴ للسیوطی • تہذیب الاسماء واللغات ۲/۵۱
- دول الاسلام ۱/۱۱۹ • مرآۃ الجنان ۱/۴۱۵

- حافظ ابن حبان فرماتے ہیں۔ فضیل بن عیاض ... پھر مکہ مکرمہ چلے گئے اور بیت اللہ کے ہاں مقیم ہوئے۔ پرہیزگاری پر دائم اور اللہ تعالیٰ خوف کرنے والے اور زیادہ خوف سے رونے والے اور وحدت اور انفراد سے مزین اور اسباب الدنیا پر جو لوگ تھے ان کو چھوڑنے والے تھے یہاں تک کہ ۱۸۷ھ میں وفات پا گئے
کتاب الثقات ۷/۳۱۵

(نوٹ) مندرجہ بالا کتابوں میں اس کا ترجمہ مطالعہ کریں۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔

- قال الحافظ العجليؒ. هشام بن حسان البصري. ثقة تاريخ الثقات ٧ ٤٥ رقم ١٧٣٠
- ذكره الحافظ ابن حبانؒ في كتاب الثقات ٧/ ٥٦٧
- قال الحافظ المزيؒ. هشام بن حسان. قال عثمان بن سعيد الدارمي سألت يحيى بن معين فقلت هشام بن حسان احب اليك وجرير بن حازم فقال هشام احب الي قلت هشام احب اليك او ابن سيرين او يزيد بن ابراهيم فقال كلاهما ثقة. قال العجلي ثقة حسن الحديث طالع التفصيل في تهذيب الكمال ٧/ ٤٣٧ الى ٤٣٩
- قال الحافظ الذهبيؒ. هشام بن حسان ابو عبد الله... ثقة امام كبير الشان الميزان ٤/ ٢٩٥ الى ٢٩٨
- وقال الحافظ الذهبيؒ. هشام بن حسان الامام العالم الحافظ محدث البصرة كان حماد ابن سلمة لا يختار على هشام في حديث ابن سيرين احدا قال العجلي ثقة حسن الحديث وقال ابو حاتم كان صدوقا وكان يثبت الاحاديث عن ابن سيرين طالع التفصيل في سير اعلام النبلاء ٦/ ٣٥٥ الى ٣٦٣
- طالع تذكرة الحفاظ ١/ ١٦٣ • دول الاسلام ١/ ١٠٢ و ١٠٣ • العبر ١/ ١٦٠

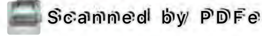
(تفصیل) ہشام بن حسانؒ سے روایت کرتے ہیں۔

- حافظ عجلیؒ فرماتے ہیں۔ ہشام بن حسان البصری ثقہ ہیں۔ تاریخ الثقات ۷ ۴۵ رقم ۱۷۳۰
- حافظ ابن حبانؒ نے کتاب الثقات ۷/ ۵۶۷ میں ذکر کیا ہے۔
- حافظ مزیؒ فرماتے ہیں۔ ہشام بن حسان عثمان بن سعید دارمی فرماتے ہیں میں نے یحییٰ بن معین سے پوچھا کہ ہشام بن حسان آپ کو پسند ہے یا جریر بن حازم فرمایا ہشام۔ میں نے کہا کہ ابن سیرین سے روایت کرنے میں ہشام آپ کو پسند ہے یا یزید بن ابراہیم فرمایا دونوں ثقہ ہیں عجلیؒ ثقہ حسن الحدیث کہتے ہیں۔ تفصیل مطالعہ کریں تہذیب الکمال ۷/ ۴۳۷ تا ۴۳۹
- حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں۔ ہشام بن حسان ابو عبد اللہ ثقہ امام کبیر الشان ہیں المیزان ۴/ ۲۹۵ تا ۲۹۸
- حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں ہشام بن حسان امام عالم حافظ بصرہ کا محدث تھے حماد بن سلمہ ابن سیرین کی حدیث بیان کرنے میں ہشام سے کسی کو ترجیح نہیں دیتے عجلی ثقہ حسن الحدیث کہتے ہیں ابو حاتم صدوق کہتے ہیں۔ تفصیل مطالعہ کریں سیر اعلام النبلاء ۶/ ۳۵۵ تا ۳۶۳
- تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۱۶۳ • دول الاسلام ۱/ ۱۰۲ و ۱۰۳ • العبر ۱/ ۱۶۰

- قال الحافظ العسقلانی - سئل عن یحیی بن معین عن یحیی بن عتیق وھشام بن حسان فقال کلاھما ثقة وقال العجلی بصری ثقة حسن الحدیث طالع التهذیب ١١/٣٤ الی
- التقریب ٣٦٦ • التاریخ الکبیر ١٩٧/٨ • التاریخ الصغیر ٥/٢
- تاریخ خلیفة ٤٢٤ • طبقات خلیفة ٢١٩ • البدایة والنهایة ١٠٥/١٠
- کامل ابن الاثیر ٢٥/٥ • الجرح والتعدیل ٥٤/٩، ٥٥ • شذرات الذھب ٢٠٩/١ و ٢٢٠
- خلاصة تذھیب الکمال ٤٠٩

- حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ یحیی بن معین سے یحیی بن عتیق اور ہشام بن حسان کے بارے پوچھا گیا فرمایا، دونوں ثقہ ہیں۔ عجلی بصری ثقہ حسن الحدیث کہتے ہیں
مطالعہ کریں تہذیب التہذیب ١١/٣٤ تا ٣٧

نوٹ: مندرجہ بالا کتابوں میں اس کا ترجمہ مطالعہ کریں۔



- لہ قال شیخ الاسلام الامام البخاری.. محمد بن سیرین ..عن عاصم الاحول قال سمعت مورقا العجلی قال ما رأیت افقہ فی ورعہ من محمد بن سیرین التاریخ الکبیر ۱/۹۰
- قال الحافظ العجلیؒ. محمد بن سیرین بصری تابعی ثقۃ. تاریخ الثقات ۴۰۵
- قال الامام ابن سعد.. محمد بن سیرین .. کان ثقۃ مامونا عالیا رفیعا فقیہا اماما کثیر العلم ورعا وکان بہ صمم - طالع التفصیل فی الطبقات الکبری ۷/۱۹۳ الی ۲۰۶
- قال الحافظ ابن ابی حاتم. محمد بن سیرین. قال ابو عبداللہ احمد بن حنبل - محمد بن سیرین من الثقات .عن یحیی بن معین انہ قال محمد بن سیرین ثقۃ سئل ابو زرعۃ عن محمد بن سیرین فقال بصری ثقۃ - الجرح والتعدیل ۷/۲۸۰
- قال الحافظ الذہبیؒ.. محمد بن سیرین الامام شیخ الاسلام ابوبکر الانصاری مولی انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم — قال ھشام بن حسان ادرک محمد بن سیرین ثلاثین صحابیا. — قال محمد بن جریر الطبری کان ابن سیرین

(ھشام بن حسان) محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہیں۔

لہ شیخ الاسلام امام بخاریؒ فرماتے ہیں محمد بن سیرین ۔ عاصم الاحول سے روایت ہے کہ میں نے مورق عجلی سے سُنا ہے کہ میں نے تقوی میں فقیہ محمد بن سیرین سے کوئی نہیں دیکھا ہے ۔ التاریخ الکبیر ۱/۹۰
- حافظ عجلی فرماتے ہیں۔ محمد بن سیرین بصری تابعی ثقہ ہیں ۔ تاریخ الثقات ۴۰۵
- امام ابن سعد فرماتے ہیں۔ محمد بن سیرین ثقہ مامون عالی رفیع فقیہ امام کثیر العلم پرہیزگار تھے تفصیل طبقات کبری ۷/۱۹۳، ۲۰۶ دیکھ لیں۔
- حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں۔ محمد بن سیرین - ابو عبداللہ احمد بن حنبل فرماتے ہیں محمد بن سیرین ثقات سے ہیں یحیی بن معین کہتے ہیں کہ محمد بن سیرین ثقہ ہیں ابو زرعہ سے محمد بن سیرین کے بارے پوچھا گیا ہے فرمایا ثقہ ہیں۔ الجرح والتعدیل ۷/۲۸۰
- حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔ محمد بن سیرین امام شیخ الاسلام ابوبکر انصاری مولی انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہشام بن حسان کہتے ہیں کہ محمد بن سیرین تیس صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے ۔
  محمد بن جریر الطبری کہتے ہیں کہ ابن سیرین

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ المغرب وتر صلوٰۃ النہار

• روی الامام البخاری : عن سالم عن ابن عمر عن اختہ حفصۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہا ان عبداللہ رجل صالح صحیح البخاری ۱/ ۵۲۹ (م ب)

• قال الامام ابو اسحاق الشیرازی المتوفی ۴۷۶ھ ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما . قال ابن سیرین کانوا یرون اعلم الناس بالمناسک ابن عمر بعد ابن عفان طبقات الفقہاء ۳۱

• قال الحافظ ابن حبان . عبداللہ بن عمر بن الخطاب ... عرض علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد وھو ابن اربع عشرۃ سنۃ فلم یجزہ ولم یرہ بلغ ثم عرض علیہ یوم الخندق وھو ابن خمس عشرۃ فاجازہ وکان من صالحی صحابتہ وقرائہم وزہادہم ولم یشتغل فی ھذہ الدنیا بالصفراء ولا بالتمتع بالبیضاء ولا ضم درہما الی درہم ... طالع مشاہیر علماء الامصار ۱ کتاب الثقات ۳/ ۲۰۹

• قال الحافظ ابو نعیم المتوفی ۴۳۰ھ . عبداللہ بن عمر بن الخطاب ، ومنہم الزاہد فی الامرۃ والمراتب الراغب فی القربۃ والمناقب المتعبد المتہجد المتبع للآثار المتشدد نزیل الحصباء والمساجد عزیل الرغباء فی المشاہد یعد نفسہ فی الدنیا غریبا ویری کل ما ھو آت قریبا المستغفر التواب عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ طالع التفصیل فی حلیۃ الاولیاء ۱/ ۲۹۲ الی ۳۱۴

محمد بن سیرین ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مغرب کی نماز دن کا وتر ہے۔

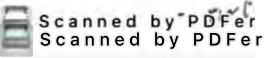
امام بخاری فرماتے ہیں کہ سالم ابن عمر سے اور وہ اپنی بہن حفصہ (رضی اللہ عنہن) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو فرمایا کہ عبداللہ نیک آدمی ہیں صحیح البخاری ۱/ ۵۲۹ مطبع پاکستان

ابو اسحاق شیرازی متوفی ۴۷۶ھ فرماتے ہیں ، ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما - ابن سیرین فرماتے ہیں کہ ابن عفان رضی اللہ عنہ کے بعد مناسک کو تمام لوگوں سے زیادہ عالم ابن عمر رضی اللہ عنہما تھے - طبقات الفقہاء / ۳۱

حافظ ابن حبان فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر بن الخطاب احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لایا گیا اور یہ چودہ سال کا تھا تو اس کو اجازت نہ دی پھر خندق کے دن اس کو لایا تو یہ پندرہ سال کا تھا تو آپ نے اس کو اجازت دی اور نیک صحابہ اور قاریوں اور زاہدوں سے تھا اور دنیا میں سونے اور چاندی پر مشغول نہ ہوا اور نہ ایک روپیہ دوسرے کے ساتھ جمع کیا ۔ مطالعہ کریں مشاہیر علماء الامصار ۱۲

• کتاب الثقات ۳/ ۲۰۹ ۔

حافظ ابو نعیم فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر بن الخطاب مراتب میں زاہد تواب اور مناقب میں راغب متعبد اور متہجد آثار کا تابع حصباء اور مساجد میں (بوجہ اتباع النبی صلی اللہ علیہ وسلم) اترنے والے اور دنیا میں اپنے نفس کو غریب سمجھنے والے اور آنے والے کو قریب سمجھنے والے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے والے تواب عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما تھے ۔ تفصیل مطالعہ کریں حلیۃ الاولیاء ۱/ ۲۹۲ تا ۳۱۴



وقال الحافظ الذهبی۔ عبداللہ بن عمر بن الخطاب ابو عبدالرحمن العدوی المدنی الفقیہ احد الاعلام فی العلم والعمل شهد الخندق وهو من اهل بیعۃ الرضوان واثنی علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووصفہ بالصلاح
طالع التذکرۃ ۱/۳۷

وقال الحافظ الذهبی۔ عبداللہ بن عمر بن الخطاب۔ الامام القدوۃ شیخ الاسلام ابو عبدالرحمن القرشی اسلم وهو صغیر ثم هاجر مع ابیہ لم یحتلم ... روی علماً کثیراً نافعاً عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعن ابیہ وعن ابی بکر وعثمان وعلی ... الخ رضی اللہ عنهم۔ طالع التفصیل فی سیر اعلام النبلاء ۳/۲۰۳ الی ۲۳۹ ● طالع مناقبہ فی الاصابۃ ۲/۳۴۷ ● الاستیعاب علی هامش الاصابۃ ۲/۳۴۱ ● طبقات ابن سعد ۲/۳۷۳ ، ۴/۱۴۲ الی ۱۸۸ ● التاریخ الکبیر ۵/۲ و ۱۲۵ ● التاریخ الصغیر ۱/۵۴ ● المعرفۃ والتاریخ ۱/۲۴۵ الجرح والتعدیل ۵/۱۰۷ ● تاریخ بغداد ۱/۱۷۱ ● المستدرک ۳/۵۵۶ ● الجمع بین رجال الصحیحین ۱/۲۶۰ اسد الغابۃ ۳/۲۲۷ الی ۲۳۱ ● تهذیب الاسماء واللغات ۱/۲۷۸ الی ۲۸۱ ● وفیات الاعیان ۳/۲۸ تهذیب الکمال ۷۱۳ ● العبر ۱/۸۳ ● البدایۃ والنهایۃ ۹/۴ ● مجمع الزوائد ۹/۳۴۶ ● العقد الثمین ۵/۲۱۵ الی ۲۱۷ ● غایۃ النهایۃ ۱/۴۳۷ ● التهذیب ۵/۳۲۸ ● التقریب ۲/۱۸۲ النجوم الزاهرۃ ۱/۱۹۲ ● خلاصۃ تذهیب الکمال ۳۰۷ ● شذرات الذهب ۱/۸۱ ● تاریخ الثقات ۲۶۹ للحافظ العجلی ● تفسیر ابن کثیر ۴/۴۵۴ ● طبقات خلیفۃ ۱۲۰ - ۱۴۹۶ ● جمهرۃ انساب العرب ۱۵۰

لہ الجوهر النقی ۳/۳۱

نوافل کی نماز و رشتہ مسنون ہے اور ترتیب کعات صحیح ہے اور یہ سند بخاری اور مسلم کے شرط پر صحیح ہے جیسا کہ الجوهر النقی ۳/۳۱ میں ہے

حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما ابو عبدالرحمن العدوی المدنی الفقیہ اور علم اور عمل میں احد الاعلام تھے خندق میں حاضر تھے اور بیعت رضوان والوں سے ہیں اور جس کی صفت صلاح کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی۔ تذکرۃ الحفاظ ۱/۳۷

حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں۔ عبداللہ بن عمر بن الخطابؓ امام قدوۃ شیخ الاسلام ابو عبدالرحمن اور یہ چھوٹا تھا کہ مسلمان ہو گئے تھے اور بلوغ سے قبل ہجرت کیا ہے اور بہت سا علم نافع نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے باپ اور ابوبکر اور عثمان اور علی رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے تفصیل سیر اعلام النبلاء ۳/۲۰۳ تا ۲۳۹ تک دیکھ لیں۔

فائدہ: آپ کے مناقب مندرجہ بالا کتابوں میں مطالعہ کریں۔

ل قال الحافظ البغدادیؒ . عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الفضل ... ابو محمد السمرقندی الدارمی ۔ کان احد الرحالین فی الحدیث والموصوفین بجمعه وحفظه والاتقان له مع الثقة والصدق والورع والزهد ... قال عبداللہ قال ابی وکان ثقة - طالع تاریخ بغداد ۱۰/۲۹ الی ۳۲

• قال الحافظ ابن ابی حاتمؒ . عبداللہ بن عبدالرحمٰن السمرقندی ... سئل ابی عنه فقال ثقة صدوق الجرح والتعدیل ۵/۹۹

• قال الحافظ ابن حبان ... عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الفضل بن بهرام الدارمی السمرقندی ... وکان من الحفاظ المتقنین واهل الورع فی الدین ممن حفظ وجمع وتفقه وصنف وحدث واظهر السنة فی بلده ودعا الناس الیها وذب عن حریمها وقمع من خالفها . کتاب الثقات ۸/ ۳۶٤

• قال الحافظ المزیؒ - عبداللہ بن عبدالرحمٰن ... قال ابوطالب عن احمد بن حنبل وعباس الدوری عن یحییٰ ابن معین والترمذی والنسائی وابوحاتم بن حبان والدارقطنی ثقة زاد محمد بن سعد کثیر الحدیث .. طالع تهذیب الکمال ۷۰۳ ، ۷۰٤

• دلیل ہشتم ان میں سے وہ ہے جو حافظ دارمیؒ نے روایت کیا ہے ۔

له حافظ البغدادی فرماتے ہیں، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن الفضل ابو محمد سمرقندی دارمی حدیث کے لئے سفر کرنے اور حفظ اور جمع اور اتقان پر موصوف ہونے والوں سے ایک فرد تھے ساتھ ثقہ اور صدق اور پرہیزگاری کے ساتھ ۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میرے باپ نے فرمایا کہ یہ ثقہ ہیں تاریخ بغداد ۱۰/۲۹ تا ۳۲

• حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں عبداللہ بن عبدالرحمٰن السمرقندی ۔ اس کے بارے میرے باپ سے پوچھا گیا تو فرمایا ثقہ اور صدوق ہیں ۔ الجرح والتعدیل ۵/ ۹۹

حافظ ابن حبان فرماتے ہیں عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن فضل بن بہرام دارمی سمرقندی حفاظ متقنین میں سے تھے اور دین میں ان پرہیزگاروں سے تھے جنہوں حفظ اور جمع اور تصانیف و فقاہت اور تصنیف اور اپنے شہر میں سنت کو ظاہر کیا ہے اور لوگوں کو اس کی طرف بلایا ہے اور سنت کی حریم سے دفع کیا ہے اور اس کے مخالف کی قلع قمع کی ہے ۔ کتاب الثقات ۸/ ۳۶٤

حافظ مزیؒ فرماتے ہیں .. عبداللہ بن عبدالرحمٰن ۔ ابو طالب احمد بن حنبل سے اور عباس دوری یحییٰ بن معین سے ثقہ نقل کرتے ہیں اور ترمذی اور ابو حاتم بن حبان اور دارقطنی ثقہ کہتے ہیں ۔ محمد بن سعد کثیر الحدیث زیادہ کرتے ہیں مطالعہ کریں تہذیب الکمال ۷۰۳ ، ۷۰٤

- قال الحافظ الذهبی - الدارمی الامام الحافظ شیخ الاسلام بسمرقند ابو محمد عبد الله بن عبد الرحمن قال الخطیب کان احد الحفاظ والرحالین موصوفا بالثقة والورع والزهد وقال ابو حاتم ثقة صدوق - طالع تذکرة الحفاظ ۲/۵۳۵ و ۵۳۶
- وقال الحافظ الذهبی - الدارمی عبد الله بن عبد الرحمن الحافظ الامام احد الاعلام ..... طالع التفصیل فی سیر اعلام النبلاء ۱۲/۲۲۴ الی ۱۳۲ • العبر ۱/۳۶۵
- طبقات السبکی ۲/۳۰۵ • طبقات الحنابلة ۱/۲۲۱ • الانساب ۵/۲۰۸
- تهذیب التهذیب ۵/۲۹۵، ۲۹۶ • شذرات الذهب ۲/۱۷۶
- النجوم الزاهرة ۲/۲۲ و ۲۳ • خلاصة تذهیب الکمال ۲۰۴ • الرسالة المستطرفة ۳۲
- البدایة والنهایة ۱۱/۲۰

- حافظ ذہبی فرماتے ہیں الدارمی امام حافظ شیخ الاسلام سمرقند میں ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن۔ خطیب کہتے ہیں کہ یہ ایک حافظوں سے تھے جو ثقہ اور پرہیزگاری سے موصوف تھے اور ابو حاتم ثقہ صدوق کہتے ہیں۔ مطالعہ کریں تذکرۃ الحفاظ ۲/۵۳۵، ۵۳۶
- حافظ ذہبی فرماتے ہیں الدارمی عبداللہ بن عبدالرحمٰن حافظ امام احد الاعلام تھے ۔ تفصیل سیر اعلام النبلاء ۱۲/ ۲۲۴ تا ۱۳۲ مطالعہ کریں

(نوٹ) اس کا ترجمہ مندرجہ بالا کتابوں میں مطالعہ کریں۔
اعادہ کی ضرورت نہیں۔

اخبرنا مالکٌ [1]

---

[1] قال الحافظ العجلی - مالک بن اسماعیل (کوفی) ثقة وکان متعبدا وکان صحیح الکتاب تاریخ الثقات ۱/۱
- قال الحافظ ابن شاھین ... مالک بن اسماعیل صدوق ثبت متقن امام من الائمة. تاریخ اسماء الثقات ۱/۳۰
- قال الحافظ ابن ابی حاتم - مالک بن اسماعیل .. سمعت ابی یقول قال یحیی بن معین لیس بالکوفة اتقن من ابی غسان .. (ثم قال) وھو متقن ثقة وکان له فضل وصلاح وعبادة وصحة حدیث و استقامة .. الجرح والتعدیل ۸/۲۰۶ و ۲۰۷
- قال الحافظ الذھبی - ابو غسان الحافظ الحجة مالک بن اسماعیل - قال ابو حاتم قال ابن معین لیس بالکوفة اتقن منه وقال یعقوب بن شیبة ثقة ثبت صحیح الکتاب من العابدین قال ابن نمیر من ائمة المحدثین - تذکرة الحفاظ ۱/۴۰۲ و ۴۰۳
- طالع میزان الاعتدال ۳/۴۲۴ • تھذیب الکمال ۱۲۹۵ • تھذیب التھذیب ۱۰/۳
- طبقات ابن سعد ۶/۴۰۵

---

۱ حافظ دارمی کہتے ہیں کہ ہمیں مالک نے خبر دی ہے

---

[1] حافظ عجلی فرماتے ہیں - مالک بن اسماعیل کوفی ثقہ ہیں - تاریخ الثقات ۴۱۷
- حافظ ابن شاھین فرماتے ہیں ، مالک بن اسماعیل صدوق ثبت متقن ائمہ میں سے ایک امام تھے - تاریخ اسماء الثقات ۳۰
- حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں ، مالک بن اسماعیل - میں نے باپ سے سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ یحیی بن معین کہتے ہیں کہ ابو غسان سے زیادہ اتقن کوفہ میں کوئی نہیں (پھر فرماتے ہیں) کہ یہ متقن ثقہ ہیں اور اس کا فضل اور صلاح اور عبادت اور صحت حدیث اور استقامت والے تھے - الجرح والتعدیل ۸/۲۰۶ و ۲۰۷
- حافظ ذہبی فرماتے ہیں ابو غسان حافظ حجت مالک بن اسماعیل ہیں ابو حاتم کہتے ہیں کہ ابن معین نے فرمایا ہے کہ کوفہ میں اس سے زیادہ اتقن کوئی نہیں تھے اور یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں کہ عابدین سے یہ ثقہ ثبت صحیح الکتاب تھے اور ابن نمیر کہتے ہیں کہ یہ ائمہ محدثین میں سے تھے - تذکرۃ الحفاظ ۱/۴۰۲ و ۴۰۳

مندرجہ بالا کتابوں میں اس کا ترجمہ مطالعہ کریں -

قال الحافظ العجلی۔ اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق الکوفی ثقۃ تاریخ الثقات ٦٣
قال الحافظ ابن ابی حاتم: اسرائیل بن یونس۔ سمعت ابی یقول اسرائیل ثقۃ متقن من اتقن اصحاب ابی اسحاق۔ الجرح والتعدیل ٢/ ٣٣٠ و ٣٣١
قال الحافظ الذھبی۔ اسرائیل بن یونس الامام الحافظ ابو یوسف الکوفی کان حافظا حجۃ صالحا خاشعا من اوعیۃ العلم ولا عبرۃ بقول من لیّنہ فقد احتج بہ الشیخان توفی سنۃ اثنتین وستین ومائۃ وقیل توفی سنۃ احدی وستین۔ تذکرۃ الحفاظ ١/ ٢١٤
قال الحافظ الذھبی۔ اسرائیل بن یونس احد الاعلام۔ قال احمد بن حنبل ثقۃ قال ایضاً کان ثبتا ثم یقول الحافظ الذھبی بعد تفصیل / قلت اسرائیل اعتمدہ البخاری ومسلم فی الاصول وھو فی الثبت کالاسطوانۃ فلا یلتفت الی تضعیف من ضعفہ۔ میزان الاعتدال ١/ ٢٠٨ الی ٢١٠
طالع سیر اعلام النبلاء ٧/ ٣٥٥ الی ٣٦٠ ٭ تھذیب الکمال ٢/ ٩٢ ٭ طبقات ابن سعد ٦/ ٣٧٤ ٭ تاریخ بغداد ٧/ ٢٠ ٭ التاریخ الکبیر ٢/ ٥٦ ٭ التاریخ الصغیر ٢/ ١٣٦ ٭ تاریخ خلیفۃ ٤٣٧ ٭ المعرفۃ والتاریخ ١/ ١٤٧ ٭ ثقات ابن حبان ٦/ ٧٩ ٭ خلاصۃ تذھیب الکمال ٣١ ٭ تھذیب التھذیب ١/ ٢٦١ الی ٢٦٣ ٭ التقریب ٣١ ٭ غایۃ النھایۃ فی طبقات القراء ١/ ١٥٩ ٭ طبقات خلیفۃ ١٦٨ ٭ تاریخ خلیفۃ ٤٣٧ ٭ الکامل لابن الاثیر ٥/ ٥٨

محمد بن اسماعیل کہتے ہیں کہ ہمیں اسرائیل نے بیان کیا ہے۔

حافظ عجلی فرماتے ہیں کہ اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق کوفی ثقہ ہیں۔ تاریخ الثقات ٦٣
حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں اسرائیل بن یونس۔ میں نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ اسرائیل ثقہ ابو اسحاق کے ساتھیوں میں سے اتقن تھے۔ الجرح والتعدیل ٢/ ٣٣٠ و ٣٣١
حافظ ذہبی فرماتے ہیں اسرائیل بن یونس امام حافظ ابو یوسف کوفی حافظ حجت صالح خاشع اوعیۃ العلم سے تھا اور جس نے اس کی تلیین کی ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ شیخین نے اس سے احتجاج کیا ہے اور اس کی وفات ١٦٢ھ یا ١٦١ھ میں ہوئی ہے۔ تذکرۃ الحفاظ ١/ ٢١٤
حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔ اسرائیل بن یونس احد الاعلام تھے احمد بن حنبل ثقہ ثبت کہتے ہیں (پھر حافظ ذہبی تفصیل کے بعد فرماتے ہیں) اسرائیل پر اصول میں بخاری و مسلم اعتماد کرتے ہیں اور یہ ثبت میں ستون جیسے ہیں تو جس نے اس کی تضعیف کی ہے اس کی طرف التفات نہ کیا جائے۔ میزان الاعتدال ١/ ٢٠٨ تا ٢١٠
دیگر [illegible] درج کریں۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔

Scanned by PDFer

ل قال الحافظ العجلی - عمرو بن عبد اللہ ابو اسحاق السبیعی (کوفی) تابعی ثقۃ ... وروی ابو اسحاق السبیعی عن ثمانیۃ وثلاثین من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم .. تاریخ الثقات ۳۶۶

• قال الحافظ ابن ابی حاتمؒ - عمرو بن عبد اللہ ... ذکرہ ابی عن اسحاق بن منصور عن یحیی بن معین انہ قال ابو اسحاق ثقۃ - سمعت ابی یقول ابو اسحاق السبیعی ثقۃ واحفظ من ابی اسحاق الشیبانی ویشبہ بالزھری فی کثرۃ الروایۃ واتساعہ فی الرجال - الجرح والتعدیل ۶/۲۴۲ و ۲۴۳

• قال الحافظ الذھبیؒ - ابو اسحاق السبیعی عمرو بن عبد اللہ - الکوفی الحافظ شیخ الکوفۃ وعالمھا ومحدثھا ... قال احمد بن حنبل ویحیی بن معین ابو اسحاق ثقۃ ثم نقل الحافظ الذھبیؒ قول جریر فقال، قلت لا یسمع قول الاقران بعضھم فی بعض وحدیث ابی اسحاق محتج بہ فی دواوین الاسلام ویقع لنا من عوالیہ طالع سیر اعلام النبلاء ۵/۳۹۲ الی ۴۰۱

• طالع التاریخ الکبیر ۶/۳۴۷ • التاریخ الصغیر ۱/۳۲۶ • المعرفۃ والتاریخ ۲/۶۲۱

• طبقات ابن سعد ۶/۳۱۳ الی ۳۱۵ • تہذیب الکمال ۱۰۳۹ • التہذیب ۸/۶۳

• خلاصۃ تذہیب الکمال ۲۹۱ • شذرات الذہب ۱/۱۷۴ • المیزان ۳/۲۷۰ • العبر ۱/۱۲۷

• طبقات خلیفۃ ۱۶۲

---

۲ اور اسرائیل) ابو اسحاق سے روایت کرتے ہیں ۔

ل حافظ عجلی فرماتے ہیں، عمرو بن عبد اللہ ابو اسحاق السبیعی کوفی تابعی ثقہ ہیں، ابو اسحاق نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ۳۸ صحابہ سے روایات کئے ہیں۔ تاریخ الثقات ۳۶۶

• حافظ ابن ابی حاتمؒ فرماتے ہیں عمرو بن عبد اللہ میرے باپ نے اسحاق بن منصور اور یحییٰ بن معین سے ذکر کیا ہے کہ اس نے فرمایا ابو اسحاق ثقہ ہیں۔ میں نے باپ سے سنا ہے کہ ابو اسحاق سبیعی ثقہ ہیں اور یہ ابو اسحاق شیبانی سے زیادہ حافظ ہیں اور زہری سے زیادہ روایات کرنے اور رجال کی وسعت میں مشابہ ہیں۔ الجرح والتعدیل ۶/۲۴۲ و ۲۴۳

• حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں، ابو اسحاق سبیعی عمرو بن عبد اللہ کوفی کا حافظ اور عالم اور محدث تھے۔ احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین کہتے ہیں ابو اسحاق ثقہ ہیں (پھر حافظ ذہبیؒ نے جریر کا قول نقل کیا ہے پھر فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ ایک زمانہ کے لوگوں کا قول ایک دوسرے کے حق میں نہیں سنا جا سکتا ہے اور ابو اسحاق کی حدیث سے دواوین اسلام میں حجت کیا گیا ہے۔

مطالعہ کریں سیر اعلام النبلاء ۵/۳۹۲ تا ۴۰۱

(نوٹ) مندرجہ بالا کتابوں میں ترجمہ مطالعہ کریں۔

ل قال الحافظ العجلیؒ - سعید بن جبیر کوفی تابعی ثقۃ ۔ تاریخ الثقات ۱۸۱ رقم ۵۳۳

• قال الحافظ ابن شاہینؒ - سعید بن جبیر... جھبذ العلماء تاریخ اسماء الثقات ۱۴۵ رقم ۴۴۲

• قال الحافظ الذہبیؒ - سعید بن جبیر بن ہشام الامام الحافظ المقریٔ المفسر الشہید ابو محمد و یقال ابو عبداللہ الاسدی احد الاعلام. روی عن ابن عباس فاکثر وجود وعن عبداللہ ابن مغفل وعائشۃ ام رضی اللہ عنہم وروی عن التابعین مثل ابی عبدالرحمٰن السلمی وکان من کبار العلماء - طالع التفصیل فی سیر اعلام النبلاء ۴/ ۳۲۱ الی ۳۴۳

• قال الحافظ ابن کثیرؒ - سعید بن جبیر - من اکابر اصحاب ابن عباسؓ وکان من ائمۃ الاسلام فی التفسیر والفقہ وانواع العلوم وکثرۃ العمل الصالح رحمہ اللہ تعالیٰ وقد رای خلقا من الصحابۃ وروی عن جماعۃ منہم. قال ابو القاسم اللالکائی کان مقتلہ فی سنۃ خمس وتسعین طالع البدایۃ و النہایۃ ۹/ ۹۶ الی ۹۹

• قال الحافظ الذہبیؒ - وفی شعبان قتل الحجاج قتلہ اللہ سعید بن جبیر - الکوفی المقریٔ الفقیہ المفسر احد الاعلام... ولہ نحو من خمسین سنۃ العبر ۱/ ۸۴

ابو اسحاق - سعید بن جبیرؒ سے روایت کرتے ہیں

ل حافظ عجلی فرماتے ہیں سعید بن جبیر کوفی تابعی ثقہ ہیں تاریخ الثقات ۱۸۱ رقم ۵۳۳

• حافظ ابن شاہین فرماتے ہیں سعید بن جبیر علماء میں کھرا عالم تھے تاریخ اسماء الثقات ۱۴۵

• حافظ ذہبی فرماتے ہیں سعید بن جبیر امام حافظ مقری مفسر شہید ابو محمد اور ابو عبداللہ الاسدی بھی کہا جاتا ہے بڑے علماء میں سے ایک عالم تھے ابن عباسؓ سے زیادہ روایات کی ہیں اور... تابعین مثل ابی عبدالرحمٰن السلمی سے بھی کی ہیں اور یہ بڑے علماء میں سے تھے۔ تفصیل سیر اعلام النبلاء ۴/ ۳۲۱ تا ۳۴۳ دیکھ لیں۔

• حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں۔ سعید بن جبیر ابن عباسؓ کے اکابر اصحاب سے تھے اور تفسیر اور فقہ اور علوم کے اقسام اور نیک اعمال میں ائمہ اسلام سے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھا اور ان سے روایت کی ہے اور ابو القاسم فرماتے ہیں کہ اس کو ۹۵ ہجری میں شہید کیا گیا ہے۔ البدایۃ والنہایۃ ۹/ ۹۶ تا ۹۹

• حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ شعبان میں سعید بن جبیر مقری فقیہ مفسر احد الاعلام کو حجاج نے قتل کیا ہے اللہ تعالیٰ ان (حجاج) کو قتل کرے اور اس کی عمر پچاس سال تھی۔ العبر ۱/ ۸۴

وان شئت المناقب ومظالم الحجاج على هذا الامام الشهيد فطالع الكتب التالية

طبقات ابن سعد ٦/٢٥٦ • طبقات خليفة رقم ٢٥٣٤ • التاريخ الكبير ٣/٤٦١

المعرفة والتاريخ ١/٧٢١ • الجرح والتعديل ٤/٩ • حلية الاولياء ٤/٢٧٢ الى ٣١٠

طبقات الفقهاء للشيرازي ٨٢ • تهذيب الاسماء واللغات ١/٢١٦ و ٢١٧

تهذيب الكمال ٤٨٠ الى ٤٨٢ • وفيات الاعيان ٢/٣٧١ • تذكرة الحفاظ ١/٨٠

العقد الثمين فى تاريخ البلد الامين ٤/٥٤٩ الى ٥٥٣

غاية النهاية فى طبقات القراء ١/٣٠٥ و ٣٠٦

تهذيب التهذيب ٤/١١ • النجوم الزاهرة ١/٢٢٨ • خلاصة تذهيب الكمال ٣٦

شذرات الذهب ١/١٠٨ • تاريخ الطبرى ٣/٥٥٦ الى ٥٥٨ الجزء السادس

الكامل لابن الاثير ٤/١٣٠ • مشاهير علماء الامصار ٨٢ رقم ٦٠١ للحافظ ابن حبان

ثقات ابن حبان ٤/٢٧٥ و ٢٧٦ • تاريخ خليفة بن خياط ٣٠٧

اگر آپ حضرت سعید بن جبیر کے مناقب اور حجاج کے ظلم اس شہید مظلوم پر دیکھنا چاہتے ہیں تو مندرجہ بالا کتابیں مطالعہ کریں۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

---

۱ قال الامام البخاری - عن عکرمة عن ابن عباسؓ قال ضمنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی صدرہ وقال اللھم علمہ الحکمة - صحیح البخاری ۱/۵۳۱ م ب • طالع مسند احمد ۱/۲۶۹ و ۳۱۴ و ۳۲۸ و ۳۳۵ - المعرفة والتاریخ ۱/۴۹۴

• قال الامام البخاری ... عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب ابوالعباس الھاشمی قال ... عن صفرة . مات سنة سبعین وھو بالطائف - طالع التاریخ الکبیر ۵/۳ الی ۵

• التاریخ الصغیر ۱/۱۲۶

• قال الحافظ الذھبی - عبد اللہ بن عباس البحر حبر الامة وفقیہ العصر وامام التفسیر ابوالعباس عبد اللہ ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العباس بن عبد المطلب صحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوا من ثلاثین شہرا وحدث عنہ بجملة حسنة طالع التفصیل فی سیر اعلام النبلاء ۳/۳۳۱ الی ۳۵۹

• قال الحافظ الذھبی وفیھا ای سنة ثمان وتسعین توفی ربانی الامة عبد اللہ بن عباس الھاشمی الفقیہ المفسر الحبر البحر بالطائف عن احدی وسبعین سنة العبر ۱/۵۶

• طالع تذکرة الحفاظ ۱/۴۰ • الکاشف ۲/۹۰ • معرفة القراء الکبار ۱/۴۵

• طبقات خلیفة ت ۴۸۵ • المعرفة والتاریخ ۱/۲۴۱ • الجرح والتعدیل ۵/۱۱۶

• حلیة الاولیاء ۱/۳۱۴ الی ۳۲۹ • تاریخ بغداد ۱/۱۷۳ • الاستیعاب ۲/۳۵۰ و ۳۵۱

سعید بن جبیر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

• امام بخاری فرماتے ہیں کہ عکرمہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک سے لگایا اور فرمایا اے اللہ اس کو حکمت عطا فرما۔ صحیح البخاری ۱/۵۳۱ طبع پاکستانی • مطالعہ کریں مسند احمد ۱/۲۶۹ و ۳۱۴ و ۳۲۸ و ۳۳۵ • المعرفة والتاریخ ۱/۴۹۴

• امام بخاری فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس کی وفات طائف میں ۷۰ھ میں ہوئی ہے جیسا کہ حسن صفرہ سے نقل کرتے ہیں مطالعہ کریں تاریخ کبیر ۵/۳ تا ۵ • تاریخ صغیر ۱/۱۲۶ • حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس بحر حبر الامت فقیہ العصر امام التفسیر ابوالعباس عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا کے بیٹے عباس بن عبدالمطلب کے جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت تیس ماہ حاصل کی ہے اور آپ سے بہترین جملے بیان کئے ہیں تفصیل مطالعہ کریں سیر اعلام النبلاء ۳/۳۳۱ تا ۳۵۹

• حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ ۶۸ھ میں ربانی الامت عبداللہ بن عباس ہاشمی فقیہ مفسر حبر بحر کی وفات طائف میں ۷۱ سال میں ہوئی العبر ۱/۵۶

- ثقات ابن حبان ۳/۲۰۷ • مشاهیر علماء الامصار ۹ کلاهما للحافظ ابن حبان • المستدرک ۳/۵۳۳
- العقد الثمین ۵/۱۹۰ الی ۱۹۳ • وفیات الاعیان ۳/۶۲ • البدایۃ والنهایۃ ۸/۲۹۵
- الاصابۃ ۲/۳۳۰ • جمهرۃ انساب العرب ۱۹ و ۲۰ • غایۃ النهایۃ ۱/۴۲۵، ۴۲۲
- الجمع بین رجال الصحیحین ۱/۲۳۹ • النجوم الزاهرۃ ۱/۱۸۲ • تهذیب الکمال ۶۹۸
- التهذیب ۵/۲۸۶ • تهذیب الاسماء واللغات ۱/۲۷۴ • خلاصۃ تذهیب الکمال ۲۰۲
- تاریخ الاسلام ۳/۳۰ للحافظ الذهبی • المطالب العالیۃ ۴/۱۱۴ للحافظ العسقلانی
- طبقات الشیرازی ۳۰ • مقدمۃ ابن خلدون ۲۳ • تاریخ التراث العربی ۱/۷۹
- مرآۃ الجنان ۱/۱۴۳ • شذرات الذهب ۱/۷۵ • طبقات الحفاظ ۱۰ للسیوطی
- جامع الاصول ۱۰/۴۳ لابن الاثیر

لے سنن الدارمی ۱/۳۷۳ • طالع مسند ابی یعلی ۴/۴۲۹ • سنن ابن ماجۃ ۱/۳۷۱ رقم ۱۱۷۶
- سنن النسائی ۳/۲۳۶ مع الشرح للسیوطی • مسند احمد ۱/۲۹۹، ۳۰۰ و ۳۱۲
- سنن الترمذی فی الصلوۃ ۴۶۲ باب ماجاء فیما یقرأ به فی الوتر
- السنن الکبریٰ ۳/۳۸ • شرح معانی الآثار للطحاوی ۱/۲۰۱ قال الامام البغوی روینا عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه اوتر بثلاث شرح السنۃ ۴/۷۷
- طالع المحلی لابن حزم ۳/۵۱ • البحر الزخار ۲/۳۱۱ للامام احمد بن یحییٰ بن المرتضیٰ المتوفی سنہ ۸۴۰ھ
- جواهر الاخبار والآثار ۲/۳۱۰ و ۳۱۱ علی هامش البحر الزخار للامام محمد بن یحییٰ الصعدی المتوفی سنہ ۹۵۷ھ

تین رکعات وتر پڑھا کرتے تھے . . . . جیسا کہ سنن دارمی ۱/۳۷۲ اور مسند احمد
کتابوں میں حدیث مذکور ہے اعادہ کی ضرورت نہیں ۔ وہیں کتابوں میں مطالعہ کریں ۔

(نوٹ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ترجمہ مندرجہ بالا کتابوں میں ملاحظہ کریں ۔ اعادہ کی ضرورت نہیں

والتاسع منها ما قال الامام الحافظ ابن حزم [1] فی بیان التواتر الثابتة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم وقال

---

[1] قال الحافظ الذهبی: ابن حزم العلامة الحافظ الفقیه المجتهد ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الفارسی الاصل الاموی الیزیدی القرطبی الظاهری صاحب التصانیف الخ وکان صاحب فنون فیه دین وتورع وتزهد وتحری للصدق وکان ابوه وزیرا محتشما کبیر الشان۔ قال الحمیدی کان ابو محمد حافظ الحدیث وفقهه مستنبطا للاحکام من الکتاب والسنة متفننا فی علوم جمة عاملا بعلمه ما رأینا مثله فیما اجتمع له من الذکاء وسرعة الحفظ وکرم النفس والتدین وکان له فی الادب والشعر نفس واسع وباع طویل الخ

وقال الیسع بن حزم الغافقی: اما محفوظ ابو محمد فبحر عجاج وماء ثجاج یخرج من بحره مرجان الحکم وینبت بثجاجه الفاف النعم فی ریاض الهمم لقد حفظ علوم المسلمین الخ

طالع تذکرة الحفاظ ۳/۱۱۴۶ الی ۱۱۵۵ ● العبر ۲/۳۰۶ ● دول الاسلام ۱/۲۶۸

● سیر اعلام النبلاء ۱۸/۱۸۴ الی ۲۱۲ ●

● قال الحافظ ابن کثیر: ابن حزم الظاهری هو الامام الحافظ العلامة ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم یقال انه صنف اربعمائة مجلد فی قریب من ثمانین الف ورقة۔ البدایة والنهایة ۱۲/۹۱، ۹۲

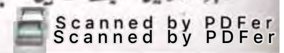
دلیل نہم وہ ہے جو حافظ ابن حزم [1] ان تواتر کے بیان میں فرماتے ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں۔

---

[1] حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔ ابن حزم علامہ حافظ فقیہ مجتہد ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم فارسی الاصل الظاہری صاحب التصانیف ہیں اور یہ صاحب فنون ہیں جس میں دین اور پرہیزگاری اور زہد اور تحری صدق کی تھی اور اس کا باپ وزیر بڑی شان والے تھے۔ حمیدی کہتے ہیں کہ ابو محمد احادیث کا حافظ تھا اور اس کا فقہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستنبط تھا اور تمام علوم میں ماہر تھے اور اپنے علم پر عامل تھا اس جیسے میں نے نہیں دیکھا ہے جس میں ذکاوت اور سرعت الحفظ اور کرم النفس اور تدین جمع ہو۔۔ اور ادب اور شعر میں ید طولانی رکھتے تھے الخ

اور الیسع بن حزم غافقی فرماتے ہیں کہ محفوظ ابن حزم تیز سمندر چلنے والا پانی جس کے سمندر سے حکمت کی مرجانیں نکلتی تھی اور اس کے جاری پانی سے متقاصد کے باغیچوں میں ہزار نعمتیں اگتی تھیں اور اس نے مسلمانوں کے علوم محفوظ رکھے ہیں مطالعہ کیجئے تذکرۃ الحفاظ ۳/۱۱۴۶ تا ۱۱۵۵ ● العبر ۲/۳۰۶ ● دول الاسلام ۱/۲۶۸ ● سیر اعلام النبلاء ۱۸/۱۸۴ تا ۲۱۲

● حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ابن حزم ظاہری امام حافظ علامہ ابو محمد علی بن احمد بن حزم تھے کہا جاتا ہے کہ اس نے چار سو مجلد اسی ہزار اوراق میں تصنیف کئے ہیں۔ البدایۃ والنہایۃ ۱۲/۹۱، ۹۲

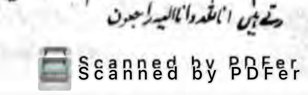


والثانی عشرون یصلی ثلاث رکعات یجلس فی الثانیۃ ثم یقول بلفظ التسلیم ویأتی بالثالثۃ ثم یجلس ویتشہد ویسلم کصلوۃ المغرب ثم ذکر الاسناد عن زرارۃ بن اوفیٰ عن سعد بن ہشام بن عامر ان عائشۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا حدثتہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یسلم فی رکعتی الوتر لہ

وقال الحافظ ابن کثیر فی رد احد الملعونین وقال قد انتحی للجواب عنہا بعد ذلک ابو محمد بن حزم الظاہری فافاد واجاد واجاب عن کل فصل باطل بالصواب والسلام فتقبل اللہ بالرحمۃ ثراہ وجعل الجنۃ متواہ طالع البدایۃ والنھایۃ ۱۱/ ۴۴ ۲ و ۲۴۷ • طالع بغیۃ الملتمس ۴۱۵ و ۴۱۸ • لسان المیزان ۴/ ۱۹۸ الی ۲۰۲
- وفیات الاعیان ۳/ ۳۲۵ الی ۳۳۰ • جذوۃ المقتبس فی تاریخ علماء الاندلس ۱۹۹ و ۲۰۰ • شذرات الذھب ۳/ ۲۹۹ • الذخیرۃ فی محاسن اھل الجزیرۃ ۱/ ۱۶۷ الی ۱۷۵ • وقال مؤلف الذخیرۃ فانہ کالبحر لا تکف غوارب ولا یروی شاربہ طالع ۱/ ۱۶۷ • نفح الطیب ۱/ ۷۷ • معجم الادباء ۱۲/ ۲۳۵
- النجوم الزاھرۃ ۵/ ۷۵ • طبقات الحفاظ ۴۳۶ و ۴۳۷ • کشف الظنون ۲/ ۱۱۸ و ۴۶
- ایضاح المکنون ۱/ ۲۱۹ • ھدیۃ العارفین ۱/ ۶۹۰ و ۶۹۱ • دائرۃ المعارف ۱/ ۱۳۲ الی ۱۴۴ •
- الوافی بالوفیات المجلد الثانی من الجزء الاول الورقۃ ۴۷ • مرآۃ الجنان ۳/ ۷۹ الی ۸۱
- احوال بعض المحققین عن طمع الانفس القسم الثانی المجلد العاشر العدد ۴۰۳/ ۱۹۸۱ • تاریخ الحکماء ۲۳۲ و ۲۳۳ • الصلۃ ۲/ ۴۱۵ الی ۴۱۷ • المطرب ۹۲ • المعجب ۳۲ الی ۳۵
- مسالک الابصار الجزء الثامن • وحاطۃ ۴/ ۱۱۱ الی ۱۱۶ • طبقات الامم لصاعد ۸۶
- اخبار العلماء ۱۵۶

لہ المحلی ۳/ ۴۷ (تنبیہ) ان الحافظ المجتہد ابن حزم یدعی اثبات الوتر بثلاث رکعات موصولۃ بتسلیمۃ واحدۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکن الالبانی ینکر من الثبوت ویدعی الکراہیۃ انا للہ وانا الیہ راجعون

فرماتے ہیں کہ بائیسواں طریقہ وتر کا یہ ہے کہ تین رکعات پڑھیں اور دوسری رکعت میں بیٹھ جائیں اور تیسری رکعت کریں پھر بیٹھ جائیں اور تحیات پڑھیں اور سلام پھیریں جیسا کہ نماز مغرب میں ہے پھر اسناد ذکر کرتے ہیں کہ زرارہ بن اوفیٰ سعد بن ہشام بن عامر روایت کرتے ہیں کہ عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے ان کو بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے جیسا کہ محلی ۳/ ۴۷ میں ہے (تنبیہ) حافظ مجتہد ابن حزم کا دعویٰ ہے کہ وتر تین رکعات ایک سلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں لیکن البانی ثبوت سے انکار کرتے ہیں اور مکروہ ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون



• والعاشر منها ما قال الامام المجتهد محمد بن الحسن لہ

لہ قال الحافظ الذهبي - محمد بن الحسن بن فرقد فقيه العراق ابوعبدالله الشيباني الكوفي صاحب ابي حنيفة ولد بواسط ونشأ بالكوفة .. وروى عن ابي حنيفة ومسعر ومالك بن مغول والاوزاعي ومالك ابن انس اخذ عنه الشافعي فاكثر جدا ... وقد سقت اخباره في جزء مفرد - كان الشافعي يقول كتبت عنه وقر بختي وما نظرت سمينا اذكى منه ولو اشاء ان اقول نزل القرآن بلغة محمد ابن الحسن لقلت لفصاحته ... وقال الشافعي قال محمد بن الحسن اقمت عند مالك ثلاث سنين وكسرا وسمعت من لفظه سبع مائة حديث .وقال ابن معين كتبت عنه الجامع الصغير قال ابن الحربي قلت للامام احمد .من اين لك هذه المسائل الدقاق قال من كتب محمد بن الحسن .. قلت توفي الى رحمة الله سنة تسع وثمانين ومائة بالري . سير اعلام النبلاء ۹/۱۳۴ الى ۱۳۶

• قال الامام ابواسحاق الشيرازي المتوفى سنة ۴۷۶ھ ، ابوعبدالله محمد بن الحسن الشيباني . . قال الشافعي رحمه الله ما رأيت احدا يسأل عن مسألة فيها نظر الا تبينت في وجهه الكراهة الا محمد ابن الحسن .. طالع التفصيل في طبقات الفقهاء ۱۴۲

دلیل دہم ان میں سے وہ ہے جو امام مجتہد محمد بن الحسن فرماتے ہیں

لہ حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ محمد بن الحسن بن فرقد ابو عبداللہ شیبانی کوفی صاحب ابی حنیفہؒ واسط میں پیدا ہوئے اور تربیت کوفہ میں ہوئی ہے اور ابو حنیفہؒ اور مسعرؒ اور مالک بن مغول اور اوزاعی اور مالک بن انس سے روایت کئے ہیں امام شافعیؒ نے اس سے زیادہ علم حاصل کیا ہے اور میں نے اس کے اخبار مستقل جزء میں ذکر کئے ہیں امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمدؒ سے بختی اونٹ کا ایک بار علم حاصل کیا ہے اور اس سے میں نے کوئی ذکی نہیں دیکھا اگر میں چاہوں تو کہوں کہ قرآن کریم محمد بن الحسن کی لغت پر نازل ہو گیا ہے کیونکہ یہ زیادہ فصیح تھے اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ امام محمد بن الحسن فرماتے ہیں کہ میں امام مالک کے ساتھ تین سال رہا اور میں نے اس سے تین سو احادیث بالفاظ سن لئے ہیں اور یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے جامع صغیر لکھی ہے ابن الحربی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے کہا کہ تم کو یہ باریک مسائل کہاں سے ملے ہیں تو فرمایا کہ محمد بن الحسن کی کتابوں سے - میں ذہبی کہتا ہوں کہ اس کی وفات مقام ری میں ۱۸۹ھ میں ہوئی ہے - سیر اعلام النبلاء ۹/۱۳۴ تا ۱۳۶

• امام ابو اسحٰق شیرازی متوفی ۴۷۶ھ فرماتے ہیں ابو عبداللہ محمد بن الحسن الشیبانی -- امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا ہے کہ جس سے مشکل مسئلہ کا سوال کیا جائے مگر اس کے چہرہ میں کراہت محسوس ہوتی ہے سوا محمد بن الحسن کے -
مطالعہ کریں طبقات الفقہاء ۱۴۲

- طائع المعارف ۲۰۵ لابن قتیبة • البدایة والنهایة ۱۰/۲۰۲ ۲۰۳
- لانساب ۸/۲۰۰ الی ۲۰٤ للسمعانی • اللباب لابن الاثیر ۲/۲۱۹
- تاریخ خلیفة بن خیاط ۲/٤٥ • وفیات الاعیان ٤/۱۸٤
- دول الاسلام ۱/۱۲۰ للحافظ الذهبی • الفهرست للندیم ۲۵۷
- تهذیب الاسماء واللغات ۱/۸۰ للامام النووی
- مروج الذهب ٤/۲۱۱ للمسعودی • مفتاح السعادة ۲/۲۱۷ الی ۲۲۷ لطاش کبری
- النجوم الزاهرة ۲/۱۳۰
- الکامل لابن الاثیر ٥/۱۲۲
- هدیة العارفین ۲/۸ • کشف الظنون ۱۰۷ و ۵۶۱ و ۵۶۷ • ۲۲٤، ۱۱۶، ۱۵۸۱
- ایضاح المکنون ۱/۱۱۵ • شذرات الذهب ۱/۳۲۱

(نوٹ)

حضرت امام مجتهد محمد بن الحسن کا ترجمہ اور توثیق مندرجہ بالا کتابوں میں مطالعہ کریں دوبارہ اعادہ کی ضرورت نہیں۔

اخبرنا سعید بن عروبۃ عن قتادۃ عن زرارۃ بن اوفی عن سعد بن ہشام عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یسلم فی رکعتی الوتر۔

لے کتاب الحجۃ علی اہل المدینۃ ۱/ ۱۹۷ و ۱۹۸
ذکر الحاکم ابو عبد اللہ عن قتادۃ عن زرارۃ بن اوفی عن سعد بن ہشام عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یسلم فی الرکعتین الاولیین من الوتر ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ ثم ذکر عن قتادۃ عن زرارۃ عن سعد بن ہشام عن عائشۃ رضی اللہ عنہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلاث لا یسلم الا فی اٰخرھن وھذا وتر امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وعنہ اخذ اہل المدینۃ المستدرک ۱/ ۳۰۴

• طالع المرقاۃ ۲/ ۱۵۶

امام محمد بن الحسن فرماتے ہیں کہ ہم کو سعید بن عروبہ نے خبر دیا ہے اور وہ قتادہ سے روایت کرتے ہیں وہ زرارہ بن اوفی سے وہ سعد بن ہشام سے وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے تھے جیساکہ کتاب الحجۃ علی اہل المدینۃ ۱/ ۱۹۷ اور ۱۹۸ میں ہے
اور حاکم ابو عبد اللہ قتادہ سے وہ زرارہ بن اوفی سے وہ سعد بن ہشام وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی اول دو رکعتوں میں سلام نہیں پھیرتے اور یہ حدیث شیخین (بخاری و مسلم) کے شرط کے پر صحیح ہے پھر قتادہ سے وہ زرارہ سے وہ سعد بن ہشام سے وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھتے تھے اور اخیر میں سلام پھیرتے اور یہ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا وتر ہے۔ اور مدینہ والوں نے اسی سے اخذ کیا ہے المستدرک ۱/ ۳۰۴
اور مطالعہ کریں مرقاۃ المفاتیح ۲/ ۱۵۶

• والحادی عشر منها ما قال الحافظ ابن ابی شیبۃ حدثنا وکیع عن حماد بن سلمۃ [1]

---

[1] قال الامام الفسوی حماد بن سلمۃ۔ قال الفضل حدثنا ابو طالب عن ابی عبد اللہ قال سالتہ عن حماد بن سلمۃ فقال حماد بن سلمۃ من خیار عباد اللہ الصالحین ومن جمع من السنۃ ما جمع المعرفۃ والتاریخ ۲/۵۹

• قال الحافظ الذہبی۔ روی اسحاق الکوسج عن ابن معین قال حماد بن سلمۃ ثقۃ وقال علی بن المدینی ہو عندی حجۃ فی رجال وہو اعلم الناس بثابت البنانی۔ ومن تکلم فی حماد فاتہموہ فی الدین (ثم قال الحافظ الذہبی) قلت وکان مع امامتہ فی الحدیث اماما کبیرا فی العربیۃ فقیہا فصیحا راسا فی السنۃ مات سنۃ سبع وستین ومائۃ۔ طالع سیر اعلام النبلاء ۷/۴۴۴ الی ۴۵۶ • تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۰۲

• میزان الاعتدال ۱/۵۹۰ الی ۵۹۵ • العبر ۱/۱۹۰ • طبقات ابن سعد ۷/۲۸۲ • طبقات خلیفۃ بن خیاط ۲۲۳ • تاریخ الکبیر ۳/۲۲ • التاریخ الصغیر ۲/۱۶۸ • الجرح والتعدیل ۳/۱۴۰ الی ۱۴۲ • مشاہیر علماء الامصار ۱۵۷ • حلیۃ الاولیاء ۶/۲۴۹ الی ۲۵۷ •

• الفہرست للندیم المقالۃ السادسۃ الفن السادس • تہذیب الکمال ۳۲۵ الی ۳۲۷ • غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء ۱/۲۵۸ • التہذیب ۳/۱۱ الی • خلاصۃ تذہیب الکمال ۹۲ • شذرات الذہب ۱/۲۶۲

یا رہویں دلیل ان میں سے وہ ہے جو حافظ ابن ابی شیبہ نے کہا ہے [1] ہم کو وکیع نے بیان کیا ہے وہ حماد سے روایت کرتے ہیں

---

[1] امام فسوی فرماتے ہیں کہ حماد بن سلمہ۔ ابو طالب ابو عبداللہ سے پوچھا اس نے فرمایا کہ حماد بن سلمہ اللہ تعالیٰ کے نیک برگزیدہ بندوں میں سے تھے اور سنت سے جمع کیا جو اس نے جمع کیا ہے المعرفۃ والتاریخ ۲/۱۵۹

• حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ کوسج ابن معین کا قول نقل کرتے ہیں کہ حماد بن سلمہ ثقہ ہیں علی بن المدینی کہتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ رجال میں حجت ہیں یہ ثابت بنانی کو تمام لوگوں سے زیادہ جاننے والے ہیں اور جو حماد کے بارے بات کریں تو وہ دین میں متہم ہو حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ یہ باوجود کہ حدیثوں میں حجت تھے عربیت میں بڑی شان رکھتے تھے فقیہ اور فصیح اور سنت میں رئیس تھے ۱۶۷ھ میں وفات پا گئے ہیں

مطالعہ کریں سیر اعلام النبلاء ۷/۴۴۴ تا ۴۵۶ اور باقی کتابوں میں ترجمہ دیکھ لیں۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔

- قال الامام الحافظ البخاری ... قال انس ان ثابتا لمفتاح من مفاتیح الخیر التاریخ الکبیر ۲/ ۱۵۹
- قال الحافظ ابن ابی حاتم۔ ثابت بنانی ... قال احمد بن حنبل ثابت اثبت فی الحدیث من الثقات المامونین صحیح الحدیث ... قال یحیی بن معین بصری ثقۃ قال ابو محمد سمعت ابی یقول ثابت البنانی ثقۃ صدوق الجرح والتعدیل ۲/ ۴۴۹
- قال الحافظ الذھبی ثابت بن اسلم الامام الحجۃ القدوۃ ابو محمد البنانی البصری ... روی غالب القطان عن بکر بن عبداللہ قال من اراد ان ینظر الی اعبد زمانہ فلینظر الی ثابت
  التذکرۃ ۱/ ۱۲۵
- وقال الحافظ الذھبی ثابت بن اسلم القدوۃ شیخ الاسلام الخ وکان من ائمۃ العلم والعمل رحمہ اللہ علیہ قال ابو طالب سألت احمد بن حنبل عن ثابت وقتادۃ فقال ثابت اثبت فی الحدیث وقال احمد العجلی ثقۃ رجل صالح وقال النسائی ثقۃ وقال ابو حاتم الرازی اثبت اصحاب انس بن مالک الزھری ثم ثابت ثم قتادۃ قال البخاری مات سنۃ سبع وعشرین ومائۃ۔
  طالع سیر اعلام النبلاء ۵/ ۲۲۰ الی ۲۲۵
- وقال الحافظ الذھبی وفیھا (سنۃ ۱۲۳ھ) توفی ثابت البنانی بالبصرۃ من الثمانین سنۃ وکان من سادۃ التابعین علماً وفضلاً وعبادۃ ونبلاً العبر ۱/ ۱۲۰

حماد بن سلمہ ثابت بنانی سے روایت کرتے ہیں

امام حافظ بخاری نقل کرتے ہیں انس فرماتے ہیں کہ ثابت خیر کی کنجیوں کی ایک کنجی ہے التاریخ الکبیر ۲/ ۱۵۹ ٭ حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ ثابت بنانی ۔ احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ حدیثوں میں ثابت ثبت ہیں اور ثقات مامونین میں صحیح الحدیث ہیں۔ یحیی بن معین ثقہ کہتے ہیں ابو محمد کہتے ہیں کہ میں نے باپ سے سنا ہے کہ ثابت بنانی ثقہ صدوق ہیں الجرح والتعدیل ۲/ ۴۴۹ ٭ حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔ ثابت بن اسلم امام حجت قدوہ ابو محمد بنانی بصری تھے غالب قطان بکر بن عبداللہ سے نقل کرتے ہیں کہ جو زمانہ کا زیادہ عابد دیکھنا چاہے تو ثابت دیکھ لیں۔ تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۱۲۵
حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ ثابت بنانی قدوہ شیخ الاسلام ... ائمہ علم اور عمل سے تھے رحمہ اللہ۔ ابو طالب فرماتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ حدیث میں ثابت اور ثبت ہیں اور احمد عجلی ثقہ کہتے ہیں اور نسائی ثقہ کہتے ہیں اور ابو حاتم رازی اصحاب انس بن مالک میں سے اثبت زہری پھر ثابت پھر قتادہ کہتے ہیں ٭ بخاری فرماتے ہیں کہ سنہ ۱۲۷ھ میں وفات پاگئے ہیں۔ سیر اعلام النبلاء ۵/ ۲۲۰ ٭ حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ ۱۲۳ھ میں ثابت بنانی وفات پاگئے ہیں اور اسی سال سے زیادہ تھی اور علم اور فضل اور عبادت میں سادات تابعین ... العبر ۱/ ۱۲۰

Scanned by PDFer

قال الامام ابن سعد اخبرنا عارم بن الفضل حدثنا حماد بن زید عن حمید قال... وکان ثابت ثقة فی الحدیث مامونا.. الطبقات الکبریٰ ۷/۲۳۲ و ۲۳۳
قال الحافظ العجلی ثابت البنانی بصری تابعی ثقة رجل صالح تاریخ الثقات ۸۹ رقم ۱۸۰

طالع ثقات ابن حبان ۴/۸۹ • حلیة الاولیاء ۲/۱۸۰ • تہذیب الکمال ۱۷۰
التہذیب ۲/۲ • غایة النہایة فی طبقات القراء ۱/۱۸۸ • نجوم الزاهرة ۱/۲۹۰
خلاصة تذهیب الکمال ۵۶ • شذرات الذهب ۱/۱۴۹ • طبقات الحفاظ ۴۹
المعرفة والتاریخ ۲/۹۸

امام ابن سعد فرماتے ہیں کہ عارم بن فضل حماد بن زید سے وہ حمید سے نقل کرتے ہیں کہ ثابت حدیث میں ثقہ اور مامون تھے۔ الطبقات الکبریٰ ۷/۲۳۲ و ۲۳۳
حافظ عجلی فرماتے ہیں کہ ثابت بنانی بصری تابعی ثقہ رجل صالح ہیں تاریخ الثقات ۸۹ رقم ۱۸۰

نوٹ) مندرجہ بالا کتابوں میں ترجمہ مطالعہ کریں اعادہ کی ضرورت نہیں۔

له قال الحافظ الامام البخاری: انس بن مالک ابو حمزة البخاری الانصاری رضی الله عنه خادم النبی صلی الله علیه وسلم عن قتادة، لما مات انس بن مالک قال مورق ذهب الیوم نصف العلم وقیل کیف ذاک یا ابا المعتمر قال کان الرجل من اهل الاهواء اذا خالفنا فی الحدیث قلنا تعال الی من سمعه من النبی صلی الله علیه وسلم. التاریخ الکبیر ۲/۲۷ و ۲۸ ٭ طالع التاریخ الصغیر ۱/۲۱۹

• قال الحافظ ابن ابی حاتم: انس بن مالک رضی الله عنه خادم النبی صلی الله علیه وسلم. الجرح والتعدیل ۲/۲۸٦

• قال الامام ابن سعد: عن انس بن مالک خدمت رسول الله صلی الله علیه وسلم عشر سنین، فما امرنی بامر فتوانیت عنه او ضیعته فلامنی. الطبقات الکبری ۷/۲۷

• قال الحاکم ابو عبد الله: ثابت البنانی قال قال انس یا ابا محمد خذ عنی فانی اخذت عن رسول الله صلی الله علیه وسلم واخذ رسول الله صلی الله علیه وسلم عن الله عز وجل ولن تاخذ عن احد اوثق منی. المستدرک ۳/۵۷٤

ثابت بنانی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

له امام بخاری فرماتے ہیں کہ انس بن مالک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے قتادہ کہتے ہیں کہ جب انس بن مالک نے وفات پائی تو مورق نے فرمایا نصف علم چلا گیا۔ پوچھا گیا اے ابو المعتمر یہ کیسے تو بولا کہ جب مبتدعین سے کوئی ہمارا اختلاف حدیث میں کرتا تو ہم کہتے کہ چلو اس شخص کے پاس جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے التاریخ الکبیر ۲/۲۷، ۲۸ ٭ مطالعہ کریں التاریخ الصغیر ۱/۲۱۹ ٭ حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ انس بن مالک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ الجرح والتعدیل ۲/۲۸٦ ٭ امام ابن سعد فرماتے ہیں کہ انس بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی ہے تو مجھے ایسے چیز پر حکم نہیں فرمایا کہ میں اس سے تھک گیا ہوں الا یہ کہ میں نے کوئی کام کیا ہو تو اس نے مجھ کو ملامت کیا ہو (طبقات کبری ۷/۲۷) ٭ حاکم ابو عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ثابت بنانی نے فرمایا ہے کہ مجھ کو حضرت انس نے فرمایا کہ مجھ سے علم حاصل کرو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عز وجل سے اور مجھ سے زیادہ ثقہ سے حاصل نہیں کر سکتے المستدرک ۳/۵۷٤ ٭ جامع الاصول ۱۰/٦۰ ٭ نسخہ دوم ۹/۹۰

قال الامام مجد الدين ابن الاثير - انس بن مالك رضي الله عنه قال قالت ام سليم يا رسول الله خادمك انس ادع الله له فقال اللهم اكثر ماله وولده وبارك له فيما اعطيته وفي رواية البخاري ... قال انس فما ترك لي خيرا دنيا ولا اخرة الا دعا لي فيه.

جامع الاصول في احاديث الرسول صلى الله عليه وسلم ١٠/٥٨ الى ٦١ ، نسخة اخرى ٩/٨٨ الى ٩٥

قال الحافظ الذهبي - انس بن مالك. الامام المفتي المقرئ المحدث راوية الاسلام ابو حمزة الانصاري المدني خادم رسول الله صلى الله عليه وسلم وقرابته من النساء روى عن النبي صلى الله عليه وسلم علما جما وعن ابي بكر وعمر وعثمان ..... رضي الله عنهم فمصيب انس

امام مجد الدین ابن الاثیر فرماتے ہیں انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ام سلیم نے فرمایا کہ یا رسول اللہ آپ کا خادم انس اس کو دعا کرو تو آپ نے فرمایا یا اللہ اس کو زیادہ مال اور اولاد عطا فرما اور جو آپ نے اس کو دیا تو اس میں برکت عطا فرما۔ اور یہ روایت بخاری میں ہے کہ انس فرماتے ہیں کہ کوئی دنیا و آخرت کی بھلائی نہیں چھوڑی مگر مجھ کو دعا فرمائی۔

جامع الاصول فی احادیث الرسول ۱۰/۵۸ تا ۶۱ ، نسخہ دوم ۹/۸۸ تا ۹۵

حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔ انس بن مالک مفتی مقری محدث اسلام کا راوی ابو حمزہ انصاری مدنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کافی علم حاصل کیا ہے اور ابو بکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے ....

Scanned by PDFer

انہ اوتر بثلاث لم یسلم الا فی آخرھن

نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ام الصحبۃ واذن لہ اکمل الملازمۃ منذ ھاجر الی ان مات وغزا معہ غیر مرۃ وبایع تحت الشجرۃ ... ومسندہ الفان و مائتان وستۃ وثمانون اتفق لہ البخاری ومسلم علی مائۃ وثمانین حدیثا و انفرد البخاری بثمانین حدیثا ومسلم بتسعین

طالع سیر اعلام النبلاء ۳/۳۹۵ الی ۴۰۶

تذکرۃ الحفاظ ۱/۴۴ • تہذیب التہذیب ۱/۳۷۶ • الاصابۃ ۱/۷۱ •

تہذیب ابن عساکر ۳/۱۴۲ • خلاصۃ تذہیب الکمال ۴۰ • مجمع الزوائد ۹/۳۲۴

شذرات الذہب ۱/۱۰۰ • البدایۃ والنہایۃ ۹/۸۸ الی ۹۲

طبقات خلیفۃ بن خیاط ت ۵۷۵ • الجرح والتعدیل ۲/۲۸۶ • مشاہیر علماء الامصار ۳۷

الاستیعاب لابن عبد البر ۱۰۸ • طبقات الشیرازی ۵۱ • الجمع بین رجال الصحیحین ۱/۲۵

اسد الغابۃ ۱/۱۵۱ • تہذیب الاسماء واللغات ۱/۱۲۷ • تہذیب الکمال ۱۲۲

العبر ۱/۱۰۷ • مرآۃ الجنان ۱/۱۸۲ • غایۃ النہایۃ ۱/۱۷۲ • النجوم الزاہرۃ ۱/۲۲۴

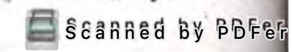
• الاصابۃ ۱/۷۱

اس نے تین رکعات وتر پڑھی اور اس کے بعد سلام پھیرا دیکھیں مصنف ۲/۲۹۴ میں ہے۔ اور امام طحاوی بواسطہ حمید انس سے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ وتر تین رکعات ہیں اور وہ تین وتر پڑھتے تھے شرح معانی الآثار ۱/۲۰۲ و مصنف ۲/۲۹۴

المصنف ۲/۲۹۴ • قال الامام الطحاوی۔ عن حمید عن انس رضی اللہ عنہ قال الوتر ثلاث رکعات وکان یوتر بثلاث۔ شرح معانی الآثار ۱/۲۰۲ و نسخۃ اخری ۲۹۴

انس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکمل صحبت میں رہا اور کامل طریقہ آپ کے ساتھ لازم رہا جب ہجرت کیا آخر دم تک بار بار جہادوں میں شریک ہوئے اور درخت کے نیچے بیعت کیا ہے، اور انس کے مسند احادیث ۲۲۸۶ تھیں اور ۱۸۰ میں بخاری اور مسلم متفق ہیں یعنی دونوں نے ذکر کئے ہیں اور اسی حدیث بخاری نے اور ۹۰ مسلم نے انفراد ذکر کئے ہیں مطالعہ کریں سیر اعلام النبلاء ۳/۳۹۵ تا ۴۰۶

(نوٹ) مندرجہ بالا کتابوں میں ترجمہ مطالعہ کریں۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔



والثانی عشر منها ماقال الامام الطحاوی[1]

---

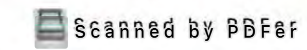
[1] قال الحافظ ابن عساکر احمد بن محمد بن سلامة ... کان ثقة ثبتا فقیها عاقلا لم یخلف مثله - طالع تہذیب تاریخ دمشق الکبیر ۲/ ۵۷ و ۵۸

- قال الامام ابن الندیم ... الطحاوی ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامة وکان اوحد زمانه علما وزهدا - الفہرست ۱/ ۲۰۷
- قال الحافظ الذهبی - الطحاوی الامام العلامة الحافظ الکبیر محدث الدیار المصریة وفقیهها ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامة ... المصری الطحاوی الحنفی صاحب التصانیف من اهل قریة طحا ... برع فی علم الحدیث وفی الفقه - وذکره ابو سعید بن یونس" وکان ثقة ثبتا فقیها عاقلا لم یخلف مثله ..
  طالع التفصیل فی سیر اعلام النبلاء ۱۵/ ۲۷ الی ۳۳
- تذکرة الحفاظ ۳/ ۸۰۹ • العبر ۲/ ۱۱
- قال الامام السمعانی ... الطحاوی بفتح الطاء والحاء المهملتین هذه النسبة الی طحا

- ان میں سے دوازدہم دلیل وہ ہے جو امام طحاوی نے فرمایا ہے ۔

[1] حافظ ابن عساکر فرماتے ہیں کہ احمد بن سلامہ ثقہ ثبت فقیہ عاقل تھے اس جیسے کو پیچھے نہیں چھوڑا ۔ مطالعہ کریں تہذیب تاریخ دمشق الکبیر ۲/ ۵۷ و ۵۸

- امام ابن الندیم فرماتے ہیں الطحاوی ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ ۔ علم اور زہد میں زمانہ کے یکتا تھے ۔ الفہرست ۱/ ۲۰۷
- حافظ ذہبی فرماتے ہیں طحاوی امام علامہ حافظ کبیر دیار مصریہ کا محدث اور فقیہ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ مصری طحاوی حنفی صاحب التصانیف طحا کے گاؤں سے تھے اور علم الحدیث اور فقہ میں مہارت کامل رکھتے تھے اور ابو سعید بن یونس نے ذکر کیا ہے ..
  اور ثقہ ثبت فقیہ عاقل تھے اس جیسے کو پیچھے نہیں چھوڑا ہے ۔
  تفصیل سیر اعلام النبلاء ۱۵/ ۲۷ تا ۳۳ • تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۸۰۹
  العبر ۲/ ۱۱ میں مطالعہ کریں
- امام سمعانی فرماتے ہیں الطحاوی طا اور حاء بغیر نقطے کے ساتھ یہ طحا کی طرف منسوب ہے ۔



وهي قرية باسفل ارض مصر من الصعيد ... الطحاوي صاحب شرح الآثار كان اماما ثقة فقيها عالما لم يخلف مثله طالع الانساب ٩/٥٣

- قال الحافظ ابن كثير - احمد بن محمد بن سلامة .. الفقيه الحنفي صاحب التصانيف المفيدة والفوائد الغزيرة وهو احد الثقات الاثبات والحفاظ الجهابذة - البداية والنهاية ١١/١٧٤
- قال الامام ابو المحاسن (سنة ٣٢١) فيها توفي احمد بن محمد ... وكان امام عصره بلا منازعة في الفقه والحديث واختلاف العلماء والاحكام واللغة والنحو وصنف المصنفات الحسان - النجوم الزاهرة ٣/٢٤٠
- طالع الاكمال ٣/٨٥ لابن ماكولا المتوفى سنة ٤٧٥ھ • اللباب لابن الاثير ٢/٢٧٦
- المنتظم لابن الجوزي ٦/٢٥٠ • الجواهر المضية ١/٢٧١ الى ٢٧٨ • الوافي بالوفيات ٨/٩ و ١٠
- غاية النهاية ١/١١٦ • لسان الميزان ١/٢٧٤ الى ٢٨٢ • طبقات الفقهاء للشيرازي ١٤٢
- طبقات الحفاظ ٣٣٧ للسيوطي • مفتاح السعادة ٢/٢٤٩ • شذرات الذهب ٢/٢٨٨
- وفيات الاعيان ١/٧١ • المختصر في اخبار البشر ٢/٧٩ • هدية العارفين ١/٥٨
- كشف الظنون ١/٢٩٨ و ١٠٦٨ و ٤٧٤ و ٢/١٢٥٠ و ١٣٢٦ و ١٦٠٩
- الفوائد البهية ٣١ .. ٣٤

یہ مصر کے بیابان کے نیچے گاؤں کی طرف منسوب ہے۔ الطحاوی صاحب شرح الآثار امام ثقہ فقیہ عالم تھے اپنے جیسے کو پیچھے نہیں چھوڑا ہے - الانساب ٩/٥٣

- حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں احمد بن محمد فقیہ حنفی صاحب التصانیف المفیدہ اور فوائد عزیزہ یہ ثقات اثبات اور کھرے حفاظ سے ایک فرد تھے - (البدایۃ والنہایۃ ١١/١٧٤)
- امام ابو المحاسن فرماتے ہیں (٣٢١ھ) میں احمد بن محمد کی وفات ہوئی ہے اور یہ بلا خلاف اپنے زمانہ کے فقہ اور حدیث اور علماء کے اختلاف - کے امام تھے اور بہترین تصانیف لکھے ہیں - النجوم الزاہرہ ٣/٢٤٠

(نوٹ) مندرجہ بالا کتابوں میں اس کا ترجمہ مطالعہ کریں - اعادہ کی ضرورت نہیں -

حدثنا ابن مرزوق [1]

---

[1] قال الحافظ ابن ابی حاتم - ابراہیم بن مرزوق ابو اسحاق نزیل مصر کتبت عنه وهو ثقة صدوق - الجرح والتعدیل ۲/۱۳۷

• قال الحافظ الذهبی - ابراهیم بن مرزوق بصری نزل مصر صدوق مات سنة ۲۷۰ الکاشف ۱/۴۸

• قال الحافظ العسقلانی - ابراهیم بن مرزوق .... قلت وقال ابن یونس فی تاریخ الغرباء توفی بمصر وکان ثقة ثبتاً وکان قد عمی قبل موته وقال ابن ابی حاتم کتبت عنه وهو ثقة ذکره ابن حبان فی الثقات وقال الصدفی قال لی سعید بن عثمان ابراهیم ابن مرزوق ثقة التهذیب ۱/۱۶۳

• طالع تهذیب الکمال المحقق ۲/۱۹۷ • والمیزان ۱/۶۵

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ ہم کو ابن مرزوق نے بیان کیا ہے

---

[1] حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ ابراہیم بن مرزوق ابو اسحاق سے میں نے (حدیث لکھی ہے) سچا اور ثقہ تھے الجرح والتعدیل ۲/۱۳۷

• حافظ ذہبی فرماتے ہیں ابراہیم بن مرزوق نزیل مصر تھے اور صدوق تھے ۲۷۰ھ میں وفات پاگئے ہیں الکاشف ۱/۴۸

• حافظ عسقلانی فرماتے ہیں۔ ابراہیم بن مرزوق - میں کہتا ہوں کہ ابن یونس نے تاریخ الغرباء میں کہا ہے کہ یہ مصر میں وفات ہوئے ہیں اور یہ ثقہ اور ثبت تھے مرنے سے قبل اندھے ہوگئے تھے۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے اس سے لکھا ہے یہ ثقہ ہے ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ صدفی کہتے ہیں کہ مجھے سعید بن عثمان نے کہا ہے کہ ابراہیم بن مرزوق ثقہ ہیں۔ التہذیب ۱/۱۶۳

مطالعہ کریں تہذیب الکمال محقق ۲/۱۹۷ • المیزان ۱/۶۵

له قال الحافظ العجلي .. عفان بن مسلم .... (بصري) ثبت صاحب سنة . تاريخ الثقات ٣٣٦ رقم ١١٤٥

- قال الإمام ابن سعد - عفان بن مسلم . وكان ثقة كثير الحديث صحيح الكتاب وكان من أهل البصرة فقدم بغداد فلم يزل بها حتى توفي سنة عشرين ومائتين طبقات ابن سعد ٧ / ٣٣٦
- قال الحافظ ابن أبي حاتم .. سألت أبي عن عفان فقال ثقة متقن متين الجرح والتعديل ٧ / ٣٠
- قال الحافظ الذهبي وفيها (سنة عشرين ومائتين توفي) عفان بن مسلم الحافظ البصري أحد أركان الحديث - العبر ١ / ٢٩٩
- وقال الحافظ الذهبي - عفان بن مسلم . الحافظ — وكان ثبتاً في أحكام الجرح والتعديل مات سنة ٢٢٠ الكاشف ٢ / ٢٣٦ -
- طالع سير أعلام النبلاء ١٠ / ٢٤٢ الى ٢٥٥ • الميزان ٣ / ٨١ • تذكرة الحفاظ ١ / ٣٧٩
- التاريخ الصغير ٢ / ٢٤٢ • التاريخ الكبير ٧ / ٧٢ • تاريخ بغداد ١٢ / ٢٦٩ • تاريخ خليفة ٤٧٦
- طبقات خليفة ت ١٩٤٢ • خلاصة تذهيب الكمال ٢٦٨ • شذرات الذهب ٢ / ٤٧ -
- طبقات الحفاظ ١٦٣ • تهذيب الكمال ١٩٤ / ٩٤٢

ابن ابی رزمہ کہتے ہیں کہ یہ عفان نے بیان کیا ہے

ل حافظ عجلی فرماتے ہیں عفان بن مسلم - ثبت اور صاحب سنت ہیں "تاریخ الثقات ٣٣٦ رقم ١١٤٥

- امام ابن سعد فرماتے ہیں - عفان بن مسلم - ثقہ کثیر الحدیث صحیح الکتاب ہیں اور یہ بصرہ سے تھے بغداد آگئے وہاں ۲۲۰ھ میں وفات ہوگئی ہے طبقات کبریٰ ٧ / ٣٣٦ • حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ میں نے والد صاحب سے عفان کے بارے پوچھا تو فرمایا کہ ثقہ متقن متین ہیں الجرح والتعدیل ٧ / ٣٠ • حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ ۲۲۰ھ میں عفان بن مسلم حافظ البصری ارکان الحدیث میں سے ایک رکن وفات پاگئے ہیں العبر ١ / ٢٩٩
- حافظ ذہبی فرماتے ہیں - عفان بن مسلم حافظ - احکام الجرح والتعدیل میں ثبت تھے اور ۲۲۰ھ میں وفات ہوگئی ہیں الکاشف ٢ / ٢٣٦

(نوٹ) مندرجہ بالا کتابوں میں ترجمہ مطالعہ کریں .

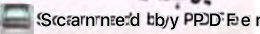
Scanned by PDFer

قال ثنا حماد بن سلمة قال ثنا ثابت قال صلى بي انس رضي الله عنه الوتر انا عن يمينه وام ولده خلفنا ثلاث ركعات ولم يسلم الا في آخرهن ظننت انه يريد ان يعلمني [1]

---

[1] شرح معانی الآثار ۱/۲۰۲ نسخۂ اخری ۱/۲۹۴

عفان فرماتے ہیں کہ ہمیں حماد بن سلمہ نے بیان کیا اس کو ثابت نے وہ فرماتے ہیں کہ ہم کو انس رضی اللہ عنہ نے تین رکعات وتر پڑھائی میں اس کے دائیں طرف اور ام ولدہ ہمارے پیچھے تھی اور اس نے آخر میں سلام پھیرا۔ میں نے گمان کیا کہ وہ ہم کو بتانا چاہتے تھے جیسا کہ شرح معانی الآثار ۱/۲۰۲ بنسخۂ دوم ۱/۲۹۴ میں ہے۔



• قال الحافظ الناقد یحیی بن معین سمعت یحیی بن سعید یقول لا و اللہ لا نکذب اللہ انما ربما سمعنا الکلمۃ الحسنۃ فناخذ بہا قال یحیی بن معین یعنی من رأی ابی حنیفۃؒ معرفۃ الرجال ۱/ ۳۸ رقم ۵۶

• قال الحافظ الذھبیؒ ابو حنیفۃ الامام فقیہ الملۃ عالم العراق ابو حنیفۃؒ نعمان بن ثابت قال محمد بن سعد العوفی سمعت یحیی بن معین یقول کان ابو حنیفۃ ثقۃ یحدث بالحدیث الا بما حفظہ ولا یحدث بما لا یحفظہ ثم نقل الحافظ الذھبیؒ الحکایۃ التی فیہا انہ قال الامام ابو حنیفۃ لما اردت طلب العلم جعلت اتخیر العلوم واسئل عن عواقبہا فقیل تعلم القرآن فقلت اذا حفظتہ فما یکون لی اخرہ قال تجلس فی المسجد فیقرأ علیک الصبیان والاحداث ثم لا یلبث ان یخرج فیہم من ھو احفظ منک او مساویک فتذھب ریاستک (وقال الذھبی) احسب ھذہ الحکایۃ موضوعۃ ففی اسنادھا من لیس بثقۃ.. تتمۃ الحکایۃ قال قلت فان سمعت الحدیث وکتبتہ حتی لم یکن فی الدنیا احفظ منی قالوا اذا کبرت وضعفت حدثت واجتمع علیک ھؤلاء الاحداث والصبیان ثم لم تامن من ان تغلط

• تیرھویں دلیل وہ جو امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دیا ہے (امام) ابو حنیفہؒ نے

• حافظ ناقد یحیی بن معین فرماتے ہیں کہ میں نے یحیی بن سعید سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹ نہیں کہہ سکتے کہ ہم بسا اوقات اچھی بات سن لیتے ہم اس کو لیتے یحیی بن معین کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کی رائے ہے۔ معرفۃ الرجال ۱/۳۸ رقم ۵۶

• حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں ابو حنیفہؒ امام فقیہ الملت عالم العراق ابو حنیفہؒ نعمان بن ثابت تھے محمد بن سعید یحیی بن معین کا قول نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ ابو حنیفہ ثقہ ہیں اس حدیث کو بیان کر لیتے جو اس کو یاد ہو تا اور جو یاد نہ ہو اس کو بیان نہیں کرتے۔ پھر حافظ ذہبیؒ نے وہ قصہ نقل کیا ہے کہ جس میں ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا ہے کہ میں نے جب ارادہ علم کا کیا تو علوم کو پسند کر کے اس انجام کو پوچھ لیتا۔ تو کہا گیا کہ قرآن کی تعلیم کر تو میں نے بولا کہ میں اس کو حفظ کروں تو اس کا نتیجہ کیا ہو گا تو کہا کہ ایک مسجد میں بیٹھ جاؤ گے اور بچے اور جوان پڑھیں گے پھر ان میں ایک زیادہ حافظے والے نکلے گا یا آپ کے برابر تو آپ کی ریاست ختم ہو جائے گی (ذہبی فرماتے ہیں) میرا گمان ہے کہ یہ بناوٹی بات ہے اس کی اسناد میں غیر ثقہ لوگ ہیں۔ پھر فرمایا کہ اگر میں حدیث کو یاد کروں اور لکھ دوں یہاں تک کہ دنیا میں مجھ سے زیادہ حافظ الحدیث نہ ہو تو کہا کہ جب تو بوڑھے ہو جاؤ گے اور یہ جوان اور بچے آپ سے پڑھیں گے پھر غلطیوں سے محفوظ نہیں ہوں گے۔

بیرموك بالكذب فيصر عار عليه فى حقيك فقلت لا حاجة لى (قال الذهبى) قلت الآن كما جزمت بانها حكاية مختلقة بان الامام اباحنيفة طلب الحديث واكثر منه فى سنة مائة وبعدها -

(ثم ذكر ما قال الامام ابوحنيفة فى حق علم النحو والكلام بانه قال لا حاجة لى فيهما ثم قال الذهبى) قلت قاتل الله من وضع هذه الخرافة وهل كان فى ذلك الوقت وجد علم الكلام (ثم فصل الذهبى ورد على مثل هذه الخرافات (وقال) روى نوح الجامع عن ابى حنيفة رح انه قال ما جاء عن الرسول صلى الله عليه وسلم فعلى الرأس والعين وما جاء عن الصحابة اخترنا وما كان من غير ذلك فهم رجال ونحن رجال (وقال الخريبى ما يقع فى ابى حنيفة الا حاسد او جاهل (وقال الشافعى الناس فى الفقه عيال على ابى حنيفة " قلت الامامة فى الفقه ودقائقه مسلمة الى هذا الامام وهذا امر لا شك فيه

تو آپ پر جھوٹ کا الزام لگائیں گے تو یہ آپ پر عار ہوگی تو میں نے کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ ذہبی فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ ابھی یہ ثابت ہوا جیسا کہ میں نے یقین کیا تھا کہ یہ حکایت گھڑت واقعہ ہے کیونکہ امام ابوحنیفہؒ نے حدیث طلب کی ہیں اور سن ایک سو اور اس کے بعد بہت زیادہ حدیثیں حاصل کی گئے ہیں ۔ پھر یہ ذکر کیا ہے جو امام صاحب علم النحو اور کلام کے بارے فرمایا کہ مجھ کو اس کی ضرورت نہیں۔ پھر ذہبی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایسے خرافات کے بنانے والا کو قتل اور تباہ کرے کیا اس وقت علم الکلام تھا۔ پھر ذہبی نے تفصیل فرمائی اور ایسے خرافات کی تردید فرمائی ہے پھر فرماتے ہیں۔ نوح جامع ابوحنیفہؒ سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آجائے تو بسر و چشم مقبول اور جو صحابہؓ سے آجائے تو اس میں کسی ایک صحابی کا پسند کریں گے اور جو اس سے سوا (تابعین) سے آجائے تو وہ بھی مرد ہیں ہم بھی ... خریبی کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ عیب گوئی میں، جاہل ہوگا یا حاسد۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہؒ کے عیال ہیں کہ فقہ میں امامت اور دقائق اس امام فقاہتی کو بھی مسلم ہیں اور یہ ایک ایسا امر ہے جس میں شک اور شبہ نہیں

وليس يصح في الأذهان شيء - إذا احتاج النهار إلى دليل
وسيرته تحتمل أن تفرد في مجلد بن رضي الله عنه ورحمه وتوفي شهيدا مسقيا
في سنة خمسين ومائة طالع التفصيل في سير اعلام النبلاء ٦ / ٣٩٠ الى ٤٣٠
يقول العبد المذنب خان بادشاه هذه الحكاية التي ذكرها ما في عبارة الحافظ الذهبي قد
نقلها الحافظ البغدادي في تاريخه بواسطة محمد بن شجاع كما في تاريخ بغداد ١٣ / ٣٣١ ..
وصرح عليه الحافظ الذهبي .. ونقلها محمد بن يوسف الجيبوري في تاليفه حقيقة الفقه
بالاردويه ص ٩٥ للالزام على الامام ابي حنيفة" - ينبغي لاتباع هذا الجاهل الغوي بان هذه الحكاية
لما كانت مكذوبة مختلقة باتفاق ائمة الاسلام فكيف يردون من هذه الحكايت على
الامام ابي حنيفة ..... فينبغي لمثل هذه الجهلاء ان يطالعوا احوال محمد بن شجاع الذي
وضع هذه الحكاية المكذوبة .....

اور جب دن دلیل کے لئے محتاج ہو جائے تو کوئی چیز بھی ذہنوں میں صحیح نہیں ہوگی اور امام صاحب کے مناقب دو جلدوں کے متحمل ہیں اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے اور اس سے راضی ہو جائے اور یہ زہر سے ۱۵۰ھ میں شہید ہو گئے تھے تفصیل مطالعہ کریں سیر اعلام النبلاء ۶ / ۳۹۰ تا ۴۳۰
گنہگار بندہ سلطان بادشاہ کہتا ہے یہ جو حکایت ہے کہ حافظ ذہبی کی عبارت میں ہم نے ذکر کیا ہے۔ یہ حافظ بغدادی نے اپنی تاریخ ۱۳ / ۳۳۱ میں بواسطہ محمد بن شجاع نقل کیا ہے۔ جس پر حافظ ذہبی نے تصریح فرمائی ہے، محمد یوسف جیپوری نے اپنی تالیف حقیقۃ الفقہ صفحہ ۹۵ میں بزبان اردو نقل کی ہے۔ امام ابو حنیفہؒ پر الزام لگانے کے واسطے اس جاہل غوی کے تابعداروں کو چاہئے کہ یہ دیکھ لیں کہ یہ حکایت باتفاق ائمۃ الاسلام بناوٹی ہے تو اس بناوٹی حکایت سے کس طرح امام صاحب پر الزام لگاتے ہیں تو ایسے جاہلوں کو چاہیے کہ محمد بن شجاع جس نے یہ حکایت ایجاد کی ہے اور اس کے احوال دیکھ لیں۔

فی حق فقیہ العراق احد ائمۃ الاسلام

قال الحافظ ابن عدیؒ .. محمد بن شجاع .. کان یضع احادیث فی التشبیہ ینسبہ الی اصحاب الحدیث یثلبهم به الکامل فی ضعفاء الرجال ۔ ۶/۲۲۹۲ و ۲۲۹۳
قال الحافظ ابن حجر العسقلانیؒ محمد بن شجاع متروک ورمی بالبدعۃ التقریب ۳۰۱
وقال الحافظ العسقلانیؒ قال ابوعلی الخاقانی سألت احمد بن حنبل عنه فقال مبتدع صاحب هوی وقال عبد الله بن احمد سمعت القواریری قبل ان یموت بعشرة ایام وذکر ابن الثلجی فقال هو کافر قال فذکرت ذلک لاسماعیل القاضی فسکت فقلت ما کفره الا بشیء سمعه منه قال نعم وقال زکریا الساجی فاما ابن الثلجی فکان کذابا احتال فی ابطال حدیث رسول الله صلی الله علیه وسلم ورده لنصرة مذهبه وقال ابن عدی کان یضع احادیث فی التشبیه وقال الازدی کذاب لا تحل الروایة عنه لسوء مذهبه وزیغه عن الدین ۔ طالع التهذیب ۹/۲۲۰

• میزان الاعتدال ۳/۵۷۷ • المغنی فی الضعفاء ۲/۵۹۱ • تذکرة الحفاظ ۲/۶۲۹
• سیر اعلام النبلاء ۱۲/۳۷۹ • الکامل لابن الاثیر ۶/۲۶ • اللباب ۳/۱۳۸ • النجوم الزاهرة ۳/۴۳ • الانساب ۳/۱۴۰ • الفهرست لابن الندیم ۲۵۶ • الوافی بالوفیات ۳/۱۴۸ • السلام النهذیب ۱۱/۴ • العبر ۱/۳۸۲ • اعلم انی تذکرت الرد علی محمد یوسف جیبوری در نیفه الخرافات فی تالیفی ارشاد الناظر علی حاشیة البصائر فطالع هناک فی ۲۹۴ الی ۳۰۰

فقیہ العراق احد ائمۃ الاسلام کے حق میں۔ • حافظ ابن عدی فرماتے ہیں۔ محمد بن شجاع تشبیہ میں بہت سی احادیث بنا کر اصحاب الحدیث کو بدنامی کیلئے منسوب کر لیتے الکامل ۶/۲۲۹۲ و ۲۲۹۳ • حافظ عسقلانی فرماتے ہیں محمد بن شجاع متروک اور متہم بالبدعت تھے التقریب ۳۰۱ • حافظ عسقلانی فرماتے ہیں ابو علی خاقانی فرماتے ہیں کہ میں نے ان کے بارے میں احمد بن حنبل سے پوچھا تو فرمایا کہ بدعتی صاحب ہوا تھے عبد اللہ بن احمد فرماتے ہیں کہ میں نے قواریری سے اس دن اس کے موت سے قبل سنا ہے کہ اس نے ثلجی کو ذکر کیا اور فرمایا کہ وہ کافر تھے ۔۔ پھر میں نے یہ بات اسماعیل قاضی کو ذکر کی تو وہ خاموش ہوگئے تو میں نے کہا کہ اس کو کافر نہیں کہا ہوگا مگر اس سے کوئی کفر کی بات سنی ہوگی تو فرمایا ہاں ۔۔۔ اور زکریا الساجی نے فرمایا کہ ابن ثلجی کذاب تھے اور اپنے مذہب کی تائید کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث باطل کرتے تھے۔ ازدی کہتے ہیں کہ کذاب تھے اس سے حدیث لینا جائز نہیں کیونکہ یہ دین سے مائل اور برا مذہب رکھتے تھے مطالعہ کریں تہذیب ۹/۲۲۰ ۔ محمد یوسف جیپوری اور اس کے دوسرے ساتھی جو دونوں غالی ہیں کی تردید ارشاد الناظر ۲۹۴ میں دیکھ لیں

(نوٹ) محمد بن شجاع پر جرح کرنے کیلئے مندرجہ بالا کتابیں مطالعہ کریں۔

ایھا الاخ الکریم - فلا تغتر بقول الجھلاء الذین یلزمون علی الفقیہ احد ائمۃ الاسلام
وقال الحافظ الذھبی فی سنۃ ۱۵۰ھ مات فقیہ الملۃ ابو حنیفۃ النعمان بن ثابت۔ دول الاسلام ۱/۱۰۳
وقال الحافظ ابن کثیرؒ سنۃ خمسین ومائۃ - وفیھا توفی الامام ابو حنیفۃ اسمہ نعمان بن ثابت
التیمی - فقیہ العراق احد ائمۃ الاسلام والسادات الاعلام واحد ارکان العلماء واحد ائمۃ المذاہب
الاربعۃ اصحاب المذاہب المتبوعۃ وھو اقدمھم وفاۃ لانہ ادرک عصر الصحابۃ ورأی انس
ابن مالک قیل وغیرہ ذکر بعضھم انہ روی عن سبعۃ من الصحابۃ فاللہ اعلم - قال
یحیی بن معین کان ثقۃ وکان من اھل الصدق ولم یتھم بالکذب وکان یحیی یقول لا نکذب اللہ ما
سمعنا احسن من رأی ابی حنیفۃ وقد اخذنا باکثر اقوالہ وقال عبد اللہ بن مبارک لولا
ان اللہ اعاننی بابی حنیفۃ وسفیان الثوری لکنت کسائر الناس قال الشافعی من اراد الفقہ
فھو عیال علی ابی حنیفۃ - قال عبد اللہ بن داؤد الخریبی ینبغی

اے میرے محترم بھائی آپ ان جاہلوں کے اقوال پر دھوکہ نہ ہو جا جو فقیہ احد ائمۃ الاسلام پر الزام لگاتے ہیں
حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ سنہ ۱۵۰ھ میں فقیہ الملۃ ابو حنیفہؒ النعمان بن ثابت کی وفات ہوگئی ہے دول الاسلام ص۱۰۳
حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ سنہ ۱۵۰ھ میں امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت وفات پاگئے ہیں اور یہ فقیہ العراق ائمہ اسلام اور بڑے
علماء میں سے ایک امام تھے اور ارکان علماء کا ایک رکن اور مذاہب اربعہ متبوعہ کے ایک امام تھے اور تمام سے
وفات میں مقدم تھے کیونکہ اس نے صحابہؓ کا زمانہ پایا ہے اور انس بن مالکؓ کو دیکھا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ
سات صحابہؓ سے روایت کئے ہیں اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ اور اہل صدق
سے تھے اور یحییٰ فرماتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹ نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے امام ابو حنیفہؒ کی رائے سے
بہترین رائے نہیں دیکھی ہے اور ہم نے آپ کے اکثر اقوال لیے ہیں اور عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ
اگر اللہ تعالیٰ ہماری امداد ابو حنیفہ اور سفیان ثوری سے نہ کرتے تو ہم باقی لوگوں جیسے تھے۔
امام شافعیؒ فرماتے ہیں جو فقہ کا ارادہ کرتا ہو تو وہ ابو حنیفہؒ کا عیال ہے
عبد اللہ بن داود الخریبی فرماتے ہیں کہ لوگوں کو مناسب ہے

للناس ان یدعوا فی صلوتهم لابی حنیفة لحفظه الفقه والسنة علیهم وقال سفیان الثوری وابن المبارک کان ابوحنیفة افقه اهل الارض فی زمانه. البدایة والنهایة ۱۰/۱۰۷

- وقال الحافظ الذهبی۔ سنة خمسین ومائة .. وفی رجب توفی فقیه العراق الامام ابوحنیفة النعمان بن ثابت الکوفی ... مولده سنة ثمانین رأی انسا وروی عن عطاء بن ابی رباح و طبقته۔ وتفقه علی حماد بن ابی سلیمان وکان من اذکیاء بنی آدم جمع الفقه والعبادة والورع والسخاء وکان لا یقبل جوائز العالة۔ ینفق ویؤثر من کسبه۔ قال الشافعی الناس فی الفقه عیال علی ابی حنیفة ......

وقد روی ان المنصور سقاه السم فمات شهیدا رحمه الله۔ العبر ۱/۱۶۴

- وقال الحافظ الذهبی ابوحنیفة الامام الاعظم فقیه العراق النعمان بن ثابت رأی انس بن مالک غیر مرة قال ابن مبارک ابوحنیفة افقه الناس وقال الشافعی الناس فی الفقه عیال علی ابی حنیفة قلت مناقب هذا الامام قد افردتها فی جزء کان موته فی رجب سنة خمسین ومائة رضی الله عنه۔ تذکرة الحفاظ ۱/۱۶۸
- وقد فصله فی مناقب الامام ابی حنیفة وصاحبیه ابی یوسف ومحمد بن حسن من ۱۳ الی ۵۴

کہ وہ اپنی نمازوں میں امام ابوحنیفہ کو دعا کریں کیونکہ آپ نے ان پر فقہ اور سنت محفوظ رکھی ہے۔ سفیان ثوری اور ابن مبارک کہتے ہیں کہ اپنے زمانہ میں تمام زمین میں ابوحنیفہ زیادہ فقیہ تھے البدایۃ والنہایہ ۱۰/۱۰۷

- حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ سنہ ۱۵۰ھ رجب میں فقیہ العراق الامام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت وفات پا گئے ہیں اور سنہ ۸۰ھ میں پیدا ہوگئے تھے اور انس کو دیکھا ہے اور عطاء بن رباح اور اس کے طبقہ والوں سے روایت کیا ہے اور حماد بن ابی سلیمان سے فقہ حاصل کیا ہے اور یہ بنی آدم میں زیادہ ذکی آدمی تھے جس نے فقہ عبادت اور پرہیزگاری اور سخاوت جمع کئے ہیں اور یہ حکومت سے انعامات اور بخشش نہیں لیتے تھے اور اپنی کمائی خرچ کرتے تھے۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ فقہ میں لوگ امام ابوحنیفہ کے عیال ہیں اور روایت کی گئی ہے کہ منصور نے آپ کو زہر پلایا تو شہید ہو کر وفات ہو گئے ہیں العبر ۱/۱۶۴
- حافظ ذہبی فرماتے ہیں ابوحنیفہ امام اعظم فقیہ العراق نعمان بن ثابت تھے بار بار انس بن مالک کو دیکھا ہے۔ ابن مبارک کہتے ہیں امام ابوحنیفہ افقہ الناس ہیں اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کے عیال ہیں۔ میں (ذہبی) کہتا ہوں کہ میں نے آپ کے مناقب میں مستقل کتاب لکھی ہے۔
- مناقب الامام ابی حنیفہ اور صاحبین ابویوسف اور محمد بن حسن صفحہ ۱۳ سے ۵۴ تک مطالعہ کریں۔

قال شیخ الاسلام ابن تیمیۃ: من اراد الفقہ فھو عیال علی ابی حنیفۃ وان کان الناس
خالفوہ فی اشیاء وانکروھا علیہ فلا یستریب احد فی فقہہ وفہمہ وعلمہ وقد نقلوا عنہ
اشیاء یقصدون بہا الشناعۃ وھی کذب علیہ منہاج السنۃ ۱/۲۵۹ طالع ۲/۲۳۳
قال الامام ابن خلکان ... الامام ابو حنیفۃ کان عالما عاملا زاھدا عابدا ورعا تقیا
کثیر الخشوع دائم التضرع الی اللہ تعالیٰ قال الشافعی قیل لمالک ھل رأیت اباحنیفۃ فقال
نعم رأیت رجلا لو کلمک فی ھذہ الساریۃ ان یجعلہا ذھبا لقام بحجتہ قال یحیی
ابن معین والفقہ فقہ ابی حنیفۃ وفیات الاعیان ۵/۴۰۵ الی ۴۱۵
قال الحافظ العسقلانی فی ... النعمان بن ثابت التیمی ابوحنیفۃ الکوفی. قال محمد بن سعد العوفی سمعت
ابن معین یقول کان ابوحنیفۃ ثقۃ لایحدث بالحدیث الا بما یحفظہ ولا یحدث بما لا یحفظہ
وقال صالح بن محمد الاسدی عن ابن معین کان ابوحنیفۃ ثقۃ فی الحدیث ....
قال ابن ابی داود عن نصر بن علی سمعت ابن ابی داود ....

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں جو فقہ کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ ابو حنیفہؒ کا عیال ہے اگرچہ لوگ امام صاحب سے بعض چیزوں
میں خلاف کرتے ہیں اور اس پر انکار کرتے ہیں تو اس کی فقاہت اور فہم اور علم میں شک کوئی نہیں کر سکتا... اور لوگ
اس سے ایسے اشیاء نقل کرتے ہیں جس سے ان کا مقصد امام صاحب کی بدنامی ہے اور یہ اس پر جھوٹ ہیں
منہاج السنۃ ۱/۲۵۹ اور مطالعہ کریں ۲/۲۳۳
امام ابن خلکان فرماتے ہیں الامام ابوحنیفہؒ۔ عالم عامل زاہد عابد پرہیزگار زیادہ خشوع کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ
تضرع کرنے والے امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ امام مالک سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے امام ابوحنیفہ کو دیکھا ہے۔ اس نے فرمایا۔ ہاں جی
ایسے شخص کو دیکھا کہ اگر اس ستون کے بارے اس شخص (امام صاحب) سے بات کریں تو اس کو دلائل کے ذریعہ سونا ثابت
کرے گا۔ یحیی ابن معین فرماتے ہیں کہ فقہ تو ابوحنیفہ کا فقہ ہے۔ وفیات الاعیان ۵/۴۰۵ تا ۴۱۵
حافظ عسقلانی فرماتے ہیں... نعمان بن ثابت تیمی ابوحنیفہؒ کوفی... محمد بن سعد عوفی فرماتے ہیں کہ میں نے یحیی بن معین سے
سنا ہے کہ ابوحنیفہؒ ثقہ ہیں وہ وہی حدیث بیان کرتے ہیں جو اس کو یاد ہو اور جو یاد نہ ہو اس کو بیان نہیں کرتے صالح بن محمد
الاسدی ابن معین کا قول نقل کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ حدیث میں ثقہ ہیں۔
ابن ابی داود کہتے ہیں کہ نصر بن علی نے کہا ہے کہ میں ابن ابی داود الخریبی سے سنا ہے

يعنى الخريبي يقول الناس فى ابى حنيفة حاسد وجاهل وقال احمد بن عبدة قاضى الرى عن ابيه كنا عند ابن عائشة فذكر حديثا لابى حنيفة ثم قال اما انكم لو رأيتموه لاردتموه فما مثله ومثلكم الا كما قيل

اقلوا عليهم ويلكم لا ابا لكم ـ من اللوم او سدوا المكان الذى سدوا

(وقال فى الاخر) مناقب الامام ابى حنيفة كثيرة جدا فرضى الله عنه واسكنه الفردوس آمين

طالع التهذيب ١٠/٤٤٩ الى ٤٥٢

• قال الامام ابو المحاسن . . سنة خمسين ومائة . وفيها توفى الامام الاعظم ابو حنيفة تفقه بحماد وغيره وحتى برع فى الفقه والرأى وساد اهل زمانه بلا منازعة فى علوم شتى . قال عبد الله بن المبارك ابو حنيفة افقه الناس يروى ان ابا حنيفة ختم القرآن فى الموضع الذى مات فيه سبعة آلاف مرة قال حبان بن موسى سئل ابن المبارك

کہ لوگ امام ابو حنیفہ کے بارے (کچھ) حاسد (کچھ) جاہل ہیں ۔ احمد بن عبدہ جو رای کا قاضی تھے ۔ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ ہم عائشہ کے بیٹے کے پاس بیٹھے تھے تو اس نے امام ابو حنیفہ کا حدیث ذکر کیا ہے ۔ پھر فرمایا ۔ اگر تم اس کو دیکھ لیتے ۔ تو اس کا ارادہ رکھتے ۔ . اس کی مثال اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسا کہ کہا گیا ہے ۔

ان پر ملامت کم کرو تمہارے باپ مر جائیں ۔ یا اس مکان کو بند کرو جو اس نے بند کیا تھا ۔

اخیر میں فرماتے ہیں امام ابو حنیفہ کے مناقب بہت زیادہ ہیں اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے اور جنت الفردوس اس کا نصیب کرے ۔ مطالعہ کریں تہذیب التہذیب ١٠/٤٤٩ تا ٤٥٢

• امام ابو المحاسن فرماتے ہیں ١٥٠ھ میں امام اعظم ابو حنیفہ وفات ہو گئے ہیں ۔ حماد وغیرہ سے فقہ حاصل کیا ہے یہاں تک فقہ میں مہارت حاصل کیا بلا شک اور رتبہ اپنے زمانہ کا سردار کافی علوم میں بن گیا ۔ عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں ابو حنیفہ افقہ الناس ہیں ۔ روایت کی گئی ہے کہ امام ابو حنیفہ جس جگہ وفات ہو گئے تھے وہاں سات ہزار مرتبہ ختم کلام پاک کیا ہے ۔

حبان بن موسیٰ کہتے ہیں کہ ابن المبارک سے پوچھا گیا کہ امام مالک



امالك افقه ام ابو حنيفة قال ابو حنيفة وقال الخريبي مايقع في ابي حنيفة الاحاسد اوجاهل قال يحيى القطان لانكذب الله ما سمعنا باحسن من رأى ابي حنيفة وقد اخترنا باكثر اقواله قلت مناقب هذا الامام كثيرة وعلمه عزيز وفي شهرته ما يغني عن الاطناب في ذكره ولو اطلقت عنان القلم في كثرة علومه ومناقبه لجمع من ذلك عدة مجلدات وكانت وفاته رضي الله عنه في شهر رجب من هذه السنة

طالع النجوم الزاهرة ۲/۱۲ الی ۱۵

• قال الامام شمس الدين ابو الخير محمد بن الجزري المتوفى ۸۳۳ھ النعمان بن ثابت بن زوطا الامام ابو حنيفة الكوفي فقيه العراق والمعظم في الآفاق ... رأى انس بن مالك وحدث عن عطاء والاعرج ونافع مولى ابن عمر وعكرمة ۔ غاية النهاية في طبقات القراء ۲/۳۴۲

فقیہ تھے یا امام ابوحنیفہؒ فرمایا ابوحنیفہؒ خریبی کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کی عیب گیری یا حاسد کرتا ہے یا جاہل یحییٰ قطان فرماتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹ نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے امام ابوحنیفہ کی رائے سے اچھی رائے نہیں دیکھی ہے۔ اور ہم نے اس کی کافی اقوال پسند کئے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس امام کے مناقب بہت زیادہ ہیں اور اس کا علم عزیز ہے اور اس کی شہرت طوالت سے مستغنی ہے اگر میں اپنے قلم کے لگام اس کے زیادہ علوم اور مناقب میں چھوڑ دوں تو اس سے کئی جلدیں تیار ہو جائیں گے اور آپ کی وفات اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے اسی سال شہر رجب میں ہوئی تھی مطالعہ کریں النجوم الزاہرۃ ۲/۱۲ تا ۱۵

• امام شمس الدین ابو الخیر محمد بن الجزری المتوفی ۸۳۳ھ فرماتے ہیں نعمان بن ثابت بن زوطا امام ابوحنیفہؒ کوفی فقیہ العراق اور تمام اطراف میں بلند۔ انس بن مالکؓ کو دیکھا اور عطاء اور اعرج اور نافع مولی ابن عمر اور عکرمہ سے روایت کی ہیں۔

غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء ۲/۳۴۲

قال الامام ابو اسحاق الشیرازی المتوفی سنۃ ۴۷۶ھ . ابو حنیفۃ النعمان بن ثابت .. ولد رضی اللہ عنہ سنۃ ثمانین ومات ببغداد فی رجب او شعبان سنۃ خمسین ومائۃ .. روی حرملۃ ایضاً قال سمعت الشافعی رضی اللہ عنہ یقول من اراد ان یتبحر فی الفقہ فہو عیال علی ابی حنیفۃ ... طبقات الفقہاء للشیرازی ۸۷

- قال الامام محی الدین ابو محمد عبد القادر القرشی الحنفی المتوفی سنۃ ۷۷۵ھ .. الباب الثالث فی الملتقط من کتابی الکبیر المسمی (البستان فی مناقب امامنا النعمان فصل الامام الاعظم ... ابو حنیفۃ النعمان بن ثابت بن کاؤس بن ہرمز بن مرزبان (وصل نسبہ الی یہود بن یعقوب علیہ الصلوۃ والسلام ثم الی آدم علیہ الصلوۃ والسلام) ... وروی الطحاوی بسندہ عن عبد اللہ بن داود الخریبی وسالہ رجل فقال ما عیب الناس فیہ علی ابی حنیفۃ فقال واللہ ما اعلمہم عابوا علیہ فی شیء الا انہ قال فاصاب وقالوا فاخطأوا .. وقال یحیی بن آدم سمعت الحسن بن صالح یقول کان النعمان بن ثابت فہما بعلمہ متثبتا فیہ اذا صح عندہ الخبر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یعدل الی غیرہ وقال ابو یوسف القاضی ما رأیت اعلم

- امام ابو اسحاق شیرازی متوفی ۴۷۶ھ فرماتے ہیں ابو حنیفہ نعمان بن ثابت اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور بغداد میں مہینہ رجب یا شعبان ۱۵۰ھ میں وفات پا گئے تھے - امام شافعی فرماتے ہیں کہ جو فقہ میں تبحر چاہتے ہیں تو امام ابو حنیفہ کا عیال ہے - طبقات الفقہاء ۸۷ للشیرازی
- امام محی الدین ابو محمد عبد القادر القرشی الحنفی المتوفی ۷۷۵ھ فرماتے ہیں تیسرا باب جو میری کتاب کبیر سے ماخوذ ہے جس کا نام البستان فی مناقب امامنا النعمان ہے - فصل - امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن کاؤس بن ہرمز بن مرزبان (اس کا نسب یہود ولد حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچایا ہے) - امام طحاوی اپنے سند سے روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن داود خریبی سے کسی شخص نے پوچھا کہ امام ابو حنیفہ کی عیب گوئی کیوں کرتے ہیں اس نے فرمایا اللہ جانتا ہے میں تو ان لوگوں کو نہیں جانتا کہ وہ کسی چیز کی وجہ سے عیب لگاتے ہیں البتہ یہ ہے کہ امام صاحب جو بات کرتا ہے وہ صحیح اور درست ہوتی ہے اور یہ لوگ کہتے ہیں تو خطا ہوتے ہیں حسن بن صالح کہتے ہیں نعمان بن ثابت اپنے علم میں فہیم اور ثابت ہیں جب اسکے پاس صحیح حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچ جائے تو کسی طرف میلان نہیں کرتا - امام ابو یوسف قاضی فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا

Scanned by PDFer

بتفسیر الحدیث من ابی حنیفۃ رحمہ اللہ وقال یونس بن عبد اللہ سمعت الشافعیؒ یقول ما طلب احد الفقہ الا کان عیالا علی ابی حنیفۃ ... وقال ابن عبد البر فی کتاب الانتقاء فی فضائل الائمۃ الثلاثۃ الفقہاء ابی حنیفۃ ومالک والشافعی سئل یحیی بن معین وعبد اللہ بن احمد الدورقی یسمع عن ابی حنیفۃ فقال یحیی بن معین ہو ثقۃ ما سمعت احدا ضعفہ ہذا شعبۃ بن الحجاج یکتب الیہ ان یحدث بامرہ و شعبۃ شعبۃ ... قال وکذا علی بن المدینی اثنی علیہ وقال ابن عبد البر ایضا فی کتاب بیان جامع العلم - وقیل لیحیی بن معین یا ابا زکریا ابو حنیفۃ کان یصدق فی الحدیث فقال نعم صدوق .. قال وقال شبابۃ بن سوار کان شعبۃ حسن الرأی فی ابی حنیفۃ قلت وشعبۃ اول من تکلم فی الرجال ... قال ابن عبد البر وقال علی المدینی ابو حنیفۃ ثقۃ لا بأس بہ قال ابن عبد البر الذین رووا عن ابی حنیفۃ ووثقوہ واثنوا علیہ اکثر من الذین تکلموا فیہ ...

سو جو تفسیر حدیث میں امام ابو حنیفہؒ سے زیادہ عالم ہو۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ کوئی فقہ طلب نہیں کرتا مگر وہ کہ وہ امام ابو حنیفہؒ کا عیال ہوتا ہے۔ ابن عبد البر کتاب الانتقاء میں تین ائمہ ابو حنیفہؒ اور مالکؒ اور شافعی رحمہم اللہ کے فضائل میں بیان کرتے ہیں یحیی بن معین سے ابو حنیفہؒ کے بارے پوچھا گیا اور عبد اللہ بن احمد الدورقی سن رہے تھے تو یحیی بن معین نے فرمایا کہ وہ ثقہ ہیں میں نے کسی کو نہیں دیکھا ہے کہ اس کی تضعیف کی ہو یہ شعبہ بن حجاج ہے اس کو لکھتا ہے کہ اس کے امر سے حدیث بیان کیا کر اور شعبہ تو شعبہ ہیں اور اسی طرح علی بن المدینیؒ نے اس کی توصیف کی ہے اور اسی طرح ابن عبد البر نے کتاب بیان العلم میں فرمایا ہے کہ یحیی بن معین سے پوچھا گیا کہ اے ابو زکریا ابو حنیفہ حدیثوں میں صدوق ہیں فرمایا ہاں صدوق ہیں اور شبابہ فرماتے ہیں کہ شعبہ ابو حنیفہؒ کے بارے بہترین رائے رکھتے تھے تو میں کہتا ہوں کہ شعبہ تو اول وہ شخص ہیں جس نے رجال میں کلام کیا ہے۔ علی بن المدینی فرماتے ہیں کہ ابو حنیفہ ثقہ ہیں۔ ابن عبد البر فرماتے ہیں جن لوگوں نے امام صاحب سے روایت کئے ہیں اور اس کی توثیق اور اس کی تعریف کی ہے یہ ان لوگوں سے زیادہ ہیں جنہوں نے اس کے بارے کلام کیا ہے۔

ولقد اکثر ابن عبد البر فی تصانیفه لاسیما فی هذا الکتاب النقل عن الائمة بثنائهم علی الامام ابی حنیفة وکذا غیره من الائمة المعتبرین من اهل الحدیث والفقه وقد بسطت ذلک فی کتابی الکبیر ... فصل اعلم ان الامام اباحنیفة قد قبل قوله فی الجرح والتعدیل وتلقوه عنه علماء هذا الفن وعملوا به کتلقیهم عن الامام احمد والبخاری وابن معین وابن المدینی وغیره من شیوخ الصنعة وهذا یدلک علی عظمته وشأنه وسعة علمه وسیادته

(ثم اثبت المؤلف هذا ... طالع التفصیل فی الجواهر المضیة ۱/۴۹ الی ۶۵)

ابن عبد البرؒ اپنے تصانیف خاص کر اس کتاب میں امام ابوحنیفہؒ کے بارے ائمہ رحمہم اللہ سے زیادہ صفات ذکر کئے ہیں اور باقی ائمہ جو معتبر ہیں اہل الحدیث اور فقہ سے ان کے بھی اقوال نقل کئے ہیں اور میں نے یہ تفصیل اپنی تالیف کتاب کبیر میں ذکر کی ہے

فصل - جان لو امام ابوحنیفہؒ کا قول جرح اور تعدیل میں مقبول ہے اور اس فن کے علماء نے اس سے لئے ہیں اور اس پر عمل کیا ہے، جیسا کہ امام احمد امام بخاری امام ابن معین ابن المدینی وغیرہ جو اس فن کے لوگ ہیں اس سے جرح وتعدیل لیتے ہیں۔ اسی طرح امام صاحب سے بھی لیتے ہیں تو یہ اس کی دلیل ہے کہ یہ عظیم شخصیت اور وسیع علم اور سیادت رکھتے تھے پھر مؤلفؒ نے اس کو ثابت کیا ہے تفصیل جواہر مضیہ ۱/۴۹ تا ۶۵ دیکھ لیں۔

قال الامام ابو الفرج محمد بن یعقوب بن اسحق المتوفی سنہ ۳۸۰ھ : اسم ابی حنیفة النعمان ابن ثابت … وکان من الورعین الزاھدین وکذلک ابنه حماد … وقال بعض اصحاب الحدیث وھو عبداللہ بن المبارک

لقد زان البلاد ومن علیھا	امام المسلمین ابو حنیفة
باثار وفقه فی حدیث	کآیات الزبور علی الصحیفة
فما بالمشرقین له نظیر	ولا بالمغربین ولا بالکوفة
رأیت العایبین له سفاھًا	خلاف الحق مع حجج ضعیفة

الفہرست للندیم المقالۃ السادسۃ ۲۵۵

قال الامام ابن العماد … وفیھا توفی الامام ابو حنیفة النعمان بن ثابت … وکان من اذکیاء بنی آدم جمع الفقه والعبادة والورع والسخاء قال الشافعی الناس فی الفقه عیال علی ابی حنیفة وقد روی ان المنصور سقاہ السم فمات شھیدًا رحمه اللہ.

شذرات الذھب ۱/۲۲۷ و ۲۲۸

امام ابو الفرج محمد بن یعقوب بن اسحٰق المتوفی ۳۸۰ھ فرماتے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کا نام نعمان بن ثابت ہے یہ پرہیزگاروں میں سے تھے اور اسی طرح اس کا بیٹا حماد اور بعض اہل الحدیث … عبداللہ بن المبارک فرماتے ہیں ؎

شہروں اور شہریوں کو مزین کیا ہے ۔	ابوحنیفہؒ نے جو امام المسلمین تھے
آثار اور حدیث میں فقاہت کے ساتھ ۔	جیسا کہ زبور کے آیات صحیفہ میں
نہ اس کا نظیر مشرق میں تھا ۔	اور نہ مغرب اور نہ کوفہ میں

جو اس پر عیب لگاتے ہیں ان کو میں نے بے وقوف پایا ہے۔ جو حق کے خلاف ضعیف دلائل کے ساتھ ہیں

الفہرست للندیم ۲۵۵

امام ابن العماد فرماتے ہیں کہ اس سن (۱۵۰) میں امام نعمان بن ثابت وفات پا گئے ہیں یہ بنی آدم کے اذکیا میں سے تھے جس نے فقہ اور عبادت اور پرہیزگاری اور سخاوت جمع کئے ہیں۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہؒ کے عیال ہیں روایت کی گئی ہے کہ منصور نے اس کو زہر پلایا تھا تو وہ شہید ہو کر وفات پا گئے ہیں۔

شذرات الذھب ۱/۲۲۷ و ۲۲۸

وقال الامام زین عمر بن الوردی المتوفی ۷۴۹ھ وفاة الامام ابی حنیفةؒ وفیھا مات الامام ابو حنیفةؒ النعمان بن ثابت ... مروی ان والد ابی حنیفة وھو صغیر ذھب الی علی رضی اللہ عنہ فدعا له بالبرکة فیه وفی ذریته ... وکان عالماً زاھداً ورعاً ... تتمة المختصر فی اخبار البشر ۱/ ۲۹۶

قال الحافظ المزی المتوفی ۷۴۲ھ ... النعمان بن ثابت التیمی ابو حنیفةؒ الکوفی فقیه اهل العراق وامام اصحاب الرأی ... ثم یقول عبد اللہ بن داؤد الخریبی یجب علی اهل الاسلام ان یدعوا اللہ لابی حنیفةؒ فی صلوتهم وذکر حفظه علیهم السنن والفقه ...

قال احمد بن سعید سمعت یحیی بن معین یقول سمعت یحیی بن سعید القطان یقول لانکذب اللہ ما سمعنا احسن من رأی ابی حنیفةؒ وقد اخذنا باکثر اقواله قال یحیی بن معین وکان یحیی بن سعید یذهب فی الفتوی الی قول الکوفیین ویختار قوله من اقوالهم.

طالع التفصیل فی تهذیب الکمال ۴۱۵ الی ۱۴۱۸ (النسخة المصورة)

امام زین الدین عمر بن الوردی المتوفی ۷۴۹ھ فرماتے ہیں وفات الامام ابی حنیفہؒ ... اس میں امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت وفات ہو گئے تھے۔ روایت کی گئی ہے کہ ابوحنیفہؒ چھوٹا بچہ تھے کہ اس کو والد صاحب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے اور اس کو اور اس کی اولاد کو برکت کی دعا فرمائی اور یہ عالم عامل زاہد پرہیزگار تھے تتمۃ المختصر فی اخبار البشر ۱/ ۲۹۶

حافظ المزی المتوفی ۷۴۲ھ فرماتے ہیں نعمان بن ثابت تیمی ابوحنیفہؒ کوفی فقیہ اہل العراق امام اصحاب الرأی۔ عبد اللہ بن داؤد خریبی فرماتے ہیں کہ اہل اسلام والوں پر واجب ہے کہ وہ اپنی نمازوں میں امام ابوحنیفہ کو دعا کریں کہ آپ نے ان کو سنن اور فقہ محفوظ کیا ہے۔

احمد بن سعید بواسطہ یحیی بن معین یحیی بن سعید قطان کا قول نقل کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالی کے ہاں جھوٹ نہیں کہتے کہ ہم نے امام ابوحنیفہ کی رائے سے احسن رائے نہیں دیکھی اور ہم اس کے اکثر اقوال پر عمل کیلئے لیتے ہیں۔ یحیی بن معین کہتے ہیں کہ یحیی بن سعید فتوی دینے میں کوفیین کے اقوال کو ترجیح دیتے تھے اور باقی اقوالوں سے امام صاحب کے قول کو پسند کر لیتے۔

مطالعہ کریں تہذیب الکمال المصورہ ۱۴۱۵ تا ۱۴۱۸

- قال الامام محمد بن قاسم المتوفى بعد سنة ٧٧٥ هـ. واما الامام وحنيفة نعمان بن ثابت بن زوطى ... قال الشافعى قيل لمالك هل رأيت اباحنيفة قال رأيت رجلا لو كلمك فى هذه السارية ان يجعلها ذهبا لقام بحجته ... (انتمر الامام ١/٦٠)
- طالع الانتقاء لابن عبدالبر ١٢١ ، ١٧١ • اللباب ١/ ٣٩٧ • خلاصة تذهيب الكمال ٤٠٢
- مرآة الجنان لليافعى ١/ ٣٠٩ الى ٣١٢ • طبقات الحفاظ للسيوطى ٧٣
- الطبقات الكبرى للشعرانى ١/ ٥٣ و ٥٤ • جامع كرامات الاولياء ٢/ ٢٧٧
- روضات الجنات ٨/ ١٦٧ الى ١٧٦ • هدية العارفين ٢/ ٤٩٥
- تهذيب الاسماء واللغات ٢/ ٢١٦ الى ٢٢٣ للامام النووى
- وفصل الامام طاش كبرى فى مفتاح السعادة ٢/ ١٧٤ الى ١٩٥
- وذكر الامام حاجى خليفة فى كشف الظنون ٢/ ١٨٣٦ الى ١٨٣٩ من الف فى مناقب الامام الاعظم ... طالع التفصيل هناك • الرسالة المستطرفة ١٢

- امام محمد بن القاسم المتوفی ۷۷۵ھ فرماتے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ ... یہ نعمان بن ثابت زوطی ہے۔ امام شافعیؒ نے امام مالکؒ سے پوچھا کہ آپ نے امام ابوحنیفہؒ دیکھا ہے اس نے فرمایا کہ ہاں سے اس کو ایسا آدمی دیکھا کہ اگر وہ چاہیے تو دلائل کے ساتھ ستون کو سونا ثابت کر سکتا ہے ، الامام ۱/ ۶۰

(نوٹ) امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مناقب مندرجہ بالا کتابوں میں مطالعہ کریں - اعادہ کی ضرورت نہیں

ایھا الاخ ... رحمہ قد ذکرت لک التوثیق من ائمۃ الجرح والتعدیل بالاجمال ... تدبر فی کلام الرجال لکن ومع ھذا قال الالبانی فی حق الامام الاعظم فقیہ الملۃ ...

وسئل رقبۃ بن مصقلۃ عن ابی حنیفۃ فقال ھو اعلم الناس بما لم یکن واجھلھم بما قد کان وقد روی ھذا القول عن حفص بن غیاث فی ابی حنیفۃ . یرید انہ لم یکن لہ علم بآثار ما مضی واللہ اعلم .. الاحادیث الضعیفۃ ۲/۲۸۷ رقم ۸۸۲

اقول قولہ باطل مردود بوجوہ اما اولا فانہ لا یعمل بما ھو کتب فی حق زاذان حیث یجیب من الخلاف فی زاذان بانہ لا یضر لقد وثقہ الجمہور من الائمۃ لفحول الذین علیھم العمدۃ فی باب الجرح وحسبک منھم یحیی بن معین - الاحادیث الضعیفۃ ۲/۳۳۳ تحت رقم ۹۳۰

الا یری الی قول یحیی بن معین فی حق الامام ابی حنیفۃ بانہ ثقۃ لا یحدث بالحدیث الا بما یحفظہ وکذا قال یحیی القطان لا نکذب اللہ ما سمعنا باحسن من رأی ابی حنیفۃ وقد اخترنا باکثر اقوالہ .... وقد مر مفصلا فتذکر -

---

اے میرے محترم بھائی میں نے ائمہ جرح وتعدیل سے اجمالی طور پر امام ابو حنیفہؒ کی توثیق ذکر کی ... آپ اصحاب الجرح والتعدیل کے ائمہ کے کلام میں فکر کر۔ اور اس کے باوجود البانی نے امام اعظم فقیہ الملت کے کہا ہے ... کہ رقبہ بن مصقلہ سے پوچھا گیا ابو حنیفہؒ کے بارے تو اس نے جواب دیا کہ جس چیز کا وجود نہ ہو تو اس کو اچھی طرح جان لیتا اور جس چیز کا دنیا میں وجود تھا اس پر زیادہ جاہل تھا اور اسی طرح یہ قول حفص بن غیاث سے بھی امام ابو حنیفہؒ کے بارے منقول ہے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ اس کو گذرے ہوئے آثار کا علم نہ تھا ... واللہ اعلم. الاحادیث الضعیفہ ۲/۲۸۷ رقم ۸۸۲

میں خاک بادشاہ کہتا ہوں کہ البانی کا قول چند وجوہ سے باطل اور مردود ہے، اول اس لئے کہ یہ البانی اپنی بات پر عمل نہیں کرتا جو زاذان کے بارے لکھی ہے کہ زاذان میں جو خلاف ہے وہ مضر نہیں کیونکہ جمہور نے توثیق کی ہے جن پر جرح وتعدیل میں اعتماد ہے اور تجھ کو زاذان کی توثیق کے لئے یحیی بن معین بھی کافی ہے

الاحادیث الضعیفہ ۲/۳۳۳ رقم ۹۳۰

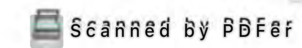
کیا البانی یحیی بن معین کا قول امام ابو حنیفہؒ کے حق میں نہیں دیکھتا اور اسی طرح یحیی قطان نے جو کہا ہے کہ ہم اللہ پاک پر جھوٹ نہیں کہہ سکتے ہم نے امام ابو حنیفہؒ کی رائے سے کوئی اچھی رائے نہیں دیکھی اور ہم نے اس کے اکثر اقوال کو مختار کیا ہے جیسا کہ تفصیل گذر چکی ہے۔

والعجب کل العجب على تجاهله بان الخلاف فى زاذان لا يضر وفى نفيه الحنفية الامام ابى حنيفة يضر مع ان زاذان كان يخطئ كثيرا كما قال الحافظ ابن حبان ... حيث قال زاذان ... وكنيته ... يروى عن على وابن مسعود وابن عمر ... يخطئ كثيرا
ثقات ابن حبان ٤/٢٦٥

- قال الحافظ العسقلانى زاذان ... صدوق يرسل وفيه شيعية التقريب ١٠٥
- وقال الحافظ العسقلانى زاذان ... قلت وقال ابن حبان فى الثقات كان يخطئ كثيرا وقال ابن سعد ثقة كثير الحديث ... الخ وقال الحاكم ابو احمد ليس بالمتين عندهم. تهذيب التهذيب ٣/٣٠٢
- قال الحافظ الذهبى زاذان ... قال شعبة قلت للحكم لم لم تحمل عن زاذان قال كان كثير الكلام
وقال ابن معين ثقة وذكره ابن عدى فى الكامل وقال احاديثه لا باس بها وقال شعبة سألت سلمة بن كهيل عنه فقال ابو البخترى اعجب الى منه وقال ابو احمد الحاكم ليس بالمتين عندهم الميزان ١/٦٣

تعجب بر تعجب ہے البانی کے تجاہل پر کہ زاذان میں خلاف مضر نہیں لیکن فقیہ الملت میں مضر ہے حالانکہ زاذان زیادہ غلطیاں کرتا تھا جیسا کہ حافظ ابن حبان کہتے ہیں ثقات ابن حبان ٤/٢٦٩

- حافظ عسقلانی فرماتے ہیں زاذان صدوق ہے مرسل روایات ذکر کرتا تھا اور اس میں شیعیت تھی تقریب التہذیب ١٠٥ (یعنی شیعہ تھے)
- حافظ عسقلانی فرماتے ہیں۔ زاذان۔ ابن حبان نے ثقات میں فرمایا کہ وہ زیادہ غلطیاں کیا کرتے تھے۔
ابن سعد ثقہ کثیر الحدیث کہتے ہیں اور الحاکم ابو احمد لیس بالمتین کہتے ہیں تہذیب ٣/٣٠٣
- حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔ زاذان۔ شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے حکم سے کہا کہ زاذان سے کیوں روایت نہیں لیتے۔ اس نے فرمایا کہ باتیں زیادہ کرتے ہیں (یعنی جس کی باتیں زیادہ ہوں تو اس کی غلطیاں بھی زیادہ ہوں گی۔
ابن معین ثقہ کہتے ہیں ابن عدی لا باس کہتے ہیں۔ شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے سلمہ بن کہیل سے پوچھا تو اس نے فرمایا کہ ابو البختری مجھ کو اس سے زیادہ پسند ہے اور ابو احمد الحاکم کہتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک یہ متین مضبوط نہیں میزان الاعتدال ١/٦٣



اما ثانیا فالازم اثبات الکلام عن رقبة بن مصقلة ثم اثبات رقبة بانه من اهل الجرح والتعديل وقد قال الحافظ المزى ... رقبة بن مصقلة كان مفوها يعد من رجالات العرب. تهذيب الكمال ٤١٧

• طالع سير اعلام النبلاء ٦/١٥٦ • تهذيب التهذيب ٣/٢٨٦ و ٢٨٧

هل يقبل قول هذا المفوه فى حق فقيه الامة. ولذا قال الامام المحقق الناقد الكوثرى ويعزو ابن عبد البر مثل هذا القول الى رقبة بن مصقلة وهو احد به .. تانيب الخطيب ٢٦

• اما ثالثا فان رقبة بن مصقلة هل كان له علم بما كان وبما لم يكن حيث يقول فى حق الامام ابى حنيفة بانه اعلم الناس بما لم يكن واجهلهم بما قد كان ... فتدبر. وينبغى للالبانى ان يثبت هذه الخرافات من حفص بن غياث ورقبة بن مصقلة ثم يتفرع عليه ما يريد.

تنبيه • وقد ذكر الحافظ البغدادى هذا القول من قيس بن الربيع ‹
سئل عن قيس بن الربيع عن ابى حنيفة فقال من اجهل الناس بما كان واعلمه بما لم يكن تاريخ بغداد ١٣/٤٠٥

• ثانیا الالبانی کو چاہیے کہ اول تو یہ بات رقبہ بن مصقلہ سے ثابت کریں اور پھر یہ ثابت کریں کہ رقبہ بن مصقلہ اصحاب الجرح والتعدیل سے ہیں، حافظ مزی فرماتے ہیں کہ رقبہ بن مصقلہ گپ شپ لگانے والے عرباں میں سے تھے تہذیب الکمال ۴۱۷

• مطالعہ کریں سیر اعلام النبلاء ۶/۱۵۶ • تہذیب التہذیب ۳/۲۸۶ و ۲۸۷
کیا گپ شپ لگانے والے کا قول بھی فقیہ الامت کے حق میں قابل قبول ہے، اسی وجہ سے تو محقق ناقد کوثری فرماتے ہیں کہ ابن عبد البر نے یہ قول رقبہ بن مصقلہ کو منسوب کیا ہے، اور یہ اس کے ساتھ مناسب ہے۔ تانیب الخطیب ۲۶
ثالثاً کیا رقبہ بن مصقلہ کو کان مایکون کا علم تھا کہ امام ابو حنیفہ کے متعلق کہتے ہیں کہ جو دنیا میں نہ ہوا اس کو جاننے والے جس کا دنیا میں وجود ہوا اس پر جاہل تھے۔ تجربہ کر۔ الالبانی کو چاہیے کہ یہ خرافات حفص بن غیاث اور رقبہ بن مصقلہ سے ثابت کریں پھر جو چاہے تفریع کریں

(تنبیہ) حافظ بغدادی نے یہ قول قیس بن الربیع کا ذکر کیا ہے کہ قیس بن ربیع سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ بما کان پر اجہل ہیں اور بما لم یکن پر اعلم ہیں "تاریخ بغداد ۱۳/۴۰۵

اقول قول قیس بن الربیع باطل مردود وذکر الخطیب ھذا القول لرد فقیہ الملۃ مردود علی الحسود۔ لان قیس بن الربیع ضعیف لیس بشئ حیث قال الحافظ العجلی قیس بن الربیع .... عن علی بن المدینی قال کان وکیع یضعف قیس بن الربیع الخ حدثنا محمد بن عثمان انہ سأل یحیی بن معین عن قیس بن الربیع فقال کان یضعف ... ویقول یحیی ... قیس بن الربیع لیس بشئ وفی موضع اخر قیس بن الربیع لا یساوی شیئا۔ طالع التفصیل فی الضعفاء الکبیر ۳/۴٦۹ الی ۴۷٦

- قال الحافظ ابن عدی۔ قیس بن الربیع۔۔ سمعت احمد بن علی بن المثنی یقول سئل یحیی بن معین یعنی وھو حاضر عن قیس بن الربیع فقال لیس بشئ۔

حدثنا ابن حماد ثنا معاویۃ عن یحیی قیس بن الربیع ضعیف حدثنا ابن ابی عصمۃ ثنا ابو طالب قلت یعنی لاحمد بن حنبل قیس لم ترک الناس حدیثہ قال کان یتشیع و کان کثیر الحدیث طالع التفصیل فی الکامل فی ضعفاء الرجال ٦/۲۰٦۳ الی ۲۰۷۰

- میں خان بادشاہ کہتا ہوں کہ قیس بن ربیع کا قول باطل اور مردود ہے اور خطیب بغدادی نے اس کا قول فقیہ الملۃ کی تردید کے لئے جو ذکر کیا ہے یہ حاسدین پر مردود ہے کیونکہ قیس بن ربیع ضعیف اور لیس بشئ ہے جبکہ حافظ عجلی فرماتے ہیں کہ علی بن المدینی کہتے ہیں کہ وکیع قیس بن ربیع کو ضعیف کہتے تھے اور یحیی بن معین بھی ضعیف کہتے تھے اور یحیی کہتے تھے کہ قیس بن ربیع لیس بشئ ہے اور دوسری جگہ میں فرمایا ہے کہ یہ قیس بن ربیع کسی چیز کا برابر نہیں تفصیلا مطالعہ کریں الضعفاء الکبیر ۳/۴٦۹ تا ۴۷٦
- حافظ ابن عدی کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن علی سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ یحیی بن معین سے اس کے موجودگی میں پوچھا گیا تو اس نے فرمایا کہ قیس بن ربیع لیس بشئ ہے اور ابن حماد معاویہ سے وہ یحیی سے قیس کے متعلق ضعیف نقل کرتے ہیں۔ ابو طالب کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل سے پوچھا کہ لوگوں نے قیس بن ربیع کی حدیث کیوں چھوڑ دی تو اس نے فرمایا کہ وہ شیعہ تھے اور زیادہ حدیث روایت کرتے تھے تفصیل مطالعہ کریں۔

الکامل فی ضعفاء الرجال ٦/۲۰٦۳ تا ۲۰۷۰



- قال الحافظ ابن الجوزی۔ قیس بن الربیع ابو محمد الاسدی ۔ قال یحیی لیس بشئ وقال مرۃ لا یکتب حدیثہ وقیل لاحمد لم ترک الناس حدیثہ قال کان یتشیع وکان کثیر الخطاء فی الحدیث ویروی احادیث منکرۃ وکان ابن المدینی ووکیع یضعفانہ وقال السعدی ساقط وقال الدارقطنی ضعیف الحدیث وقال النسائی متروک الحدیث
طالع التفصیل فی الضعفاء والمتروکین ۳/۱۹
- قال الحافظ الامام النسائی ۔ قیس بن الربیع متروک الحدیث الضعفاء والمتروکین ایضاً مع الکتب الاخر ۲۰۱
- قال الحافظ الامام البخاری ۔ قیس بن الربیع ۔ عن ابی حصین قال علی کان وکیع یضعفہ ۔
الضعفاء الصغیر ۱۹۵ • التاریخ الکبیر ۷/۱۵۶
- قال الحافظ الجوزجانی ۔ قیس بن الربیع ۔ ساقط احوال الرجال رقم ۷۳ ص ۶۶
- قال الحافظ ابن ابی حاتم .. قیس بن الربیع ... سئل ابی عن قیس بن الربیع .. .
محلہ الصدق ولیس بقوی یکتب حدیثہ ولا یحتج بہ ۔
طالع الجرح والتعدیل ۷/۹۶ الی ۹۸

- حافظ ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں، قیس بن ربیع ۔ یحیٰی لیس بشئ کہتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ اس کی حدیث نہیں لکھی جاسکتی اور احمد کو کسی نے کہا کہ قیس کی حدیثوں کو لوگوں نے کیوں چھوڑ دیتے ہیں تو اس نے فرمایا کہ شیعہ تھے اور احادیث میں غلطیاں زیادہ کر لیتے اور منکر احادیث روایت کر لیتے اور ابن المدینی اور وکیع اس کی تضعیف کر لیتے اور سعدی ساقط اور دارقطنی ضعیف الحدیث اور نسائی متروک الحدیث کہتے ہیں ۔ الضعفاء والمتروکین ۳/۱۹
- امام نسائی ۔ متروک الحدیث کہتے ہیں الضعفاء والمتروکین ۲۱ دوسری کتابوں سے ۲۰۱
- حافظ امام بخاری ۔ وکیع کا قول نقل کرتے ہیں کہ وہ ضعیف کہتے تھے التاریخ الصغیر ۱۹۵ • الکبیر ۷/۱۵۶
- حافظ جوزجانی ... ساقط کہتے ہیں احوال الرجال رقم ۷۳ صفحہ ۶۶
- حافظ ابن ابی حاتم اپنے والد کا قول نقل کرتے ہیں کہ اس کا محل صدق ہے اور قوی نہیں اس کی حدیثیں لکھی جاسکتی ہیں اور اس سے احتجاج نہیں ہوسکتا ۔
طالعہ کریں الجرح والتعدیل ۷/۹۶ تا ۹۸

• قال الحافظ المزی - قیس بن الربیع الاسدی - قال عباس الدوری سمعت یحییٰ بن معین و سئل عن قیس بن الربیع فقال قال عفان اتینا؟ فکان یحدثنا فکان ربما ادخل حدیث مغیرۃ فی حدیث منصور وقال احمد بن سعید بن ابی مریم عن یحییٰ بن معین ضعیف لا یکتب حدیثہ کان یحدث بالحدیث عن عبیدۃ وھو عندہ من منصور

وقال عثمان بن سعید الدارمی وابو یعلی الموصلی عن یحییٰ بن معین لیس بشیٔ وقال ابو بکر ابن ابی خیثمۃ عن یحییٰ بن معین لیس حدیثہ بشیٔ وقال مرۃ اخری ضعیف الحدیث لا یساوی شیئا - طالع التفصیل فی تھذیب الکمال ۱۱۳۳ و ۱۱۳۴

• قال الحافظ ابن حبان بعد تفصیل لہ قیس بن الربیع - قد سبرت اخبار قیس بن الربیع من روایۃ القدماء والمتاخرین وتتبعتھا فرأیتہ صدوقا مامونا حیث کان شابا فلما کبر ساء حفظہ وامتحن بابن سوء فکان یدخل علیہ الحدیث فیجیب فیہ ثقۃ منہ بابنہ فلما غلب المناکیر علی صحیح حدیثہ ولم یتبین استحق مجانبتہ عند الاحتجاج -

المجروحین ۲/۲۱۷ الی ۲۱۹

• حافظ مزی فرماتے ہیں - قیس بن ربیع .... احمد بن سعید یحییٰ بن معین ضعیف لا یکتب حدیثہ نقل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حدیث عبیدہ سے بیان کرتے تھے حالانکہ اس کے پاس منصور سے تھی - عثمان بن سعید اور ابو یعلیٰ یحییٰ بن معین سے لیس بشیٔ نقل کرتے ہیں اور ابوبکر بن خیثمہ یحییٰ بن معین سے نقل کرتے ہیں کہ اس کی حدیثیں کچھ نہیں اور کبھی ضعیف الحدیث کہتے تھے کہ کسی چیز کا برابر نہیں - تفصیل دیکھ لیں - تہذیب الکمال ۱۱۳۳ و ۱۱۳۴

• حافظ ابن حبان کہتے ہیں کہ میں نے قیس بن ربیع کے اخبار مطالعہ کئے ہیں - متقدمین اور متاخرین تو میں نے اس کو صدوق مامون دیکھا - لیکن جب بوڑھا ہو گیا تو حافظہ خراب ہو گیا اور اس کی ابتلاء برے بیٹے سے ہو گئی تو اس کو حدیث لاتا تھا اور جواب ثقہ اس سے بذریعہ بیٹے دیتے تھے تو جب اس کی صحیح حدیثوں پر منکر حدیثوں نے غلبہ کیا اور پتہ نہیں لگتا تھا تو اس کی حدیث سے احتجاج کرنے سے اجتناب چاہیے -

المجروحین ۲/۲۱۸ تا ۲۱۹

- قال الحافظ الذهبی .. قیس بن الربیع - کان شعبۃ یثنی علیہ وقال ابو حاتم محلہ الصدق ولیس بقوی وقال یحیی ضعیف وقال مرۃ لایکتب حدیثہ وقیل لاحمد لم ترکوا احدیثہ قال کان یتشیع وکان کثیر الخطاء ولہ احادیث منکرۃ وکان وکیع وعلی بن المدینی یضعفانہ وقال النسائی متروک وقال الدارقطنی ضعیف ۔ طالع المیزان ۲/۳۹۳ الی ۳۹۶ • المغنی فی الضعفاء ۲/۵۲۶ • دیوان الضعفاء ۲۵۵
- قال الحافظ العسقلانی ... قیس بن الربیع الاسدی ... قال حرب عن احمد روی احادیث منکرۃ. وقال البخاری قال علی کان وکیع یضعفہ وقال الآجری عن ابی داؤد سمعت ابن معین یقول لیس بشئ .... وقال احمد بن مریم عن ابن معین ضعیف لایکتب حدیثہ - وقال عثمان الدارمی وغیرہ عن ابن معین ضعیف الحدیث لایساوی شیئا ۔ طالع التفصیل فی التہذیب ۸/۳۹۱ الی ۳۹۵

- حافظ ذہبی فرماتے ہیں قیس بن ربیع شعبہ تعریف کرتے تھے اور ابو حاتم فرماتے تھے کہ محلہ الصدق اور قوی نہیں اور یحیی ضعیف کہتے تھے اور کبھی کہتے تھے کہ اس کی حدیثیں نہیں لکھی جا سکتی ہیں اور احمد کو کسی نے کہا کہ لوگوں نے اس کی حدیثیں کیوں چھوڑ دی ہیں تو فرمایا کہ یہ باوجود شیعہ کے غلطیاں زیادہ کرتے تھے اور اس کی حدیثیں منکر ہیں اور وکیع اور علی بن المدینی اس کی تضعیف کرتے تھے اور نسائی متروک اور دارقطنی ضعیف کہتے تھے مطالعہ کریں میزان الاعتدال ۲/۳۹۳ تا ۳۹۶ • المغنی فی الضعفاء ۲/۵۲۶ • دیوان الضعفاء ۲۵۵
- حافظ عسقلانی فرماتے ہیں قیس بن ربیع حرب احمد سے روایت کرتے ہیں کہ قیس بن ربیع منکر احادیث روایت کرتے تھے بخاری کہتے ہیں کہ وکیع اس کی تضعیف کرتے تھے - آجری بواسطہ ابی داؤد یحیی بن معین سے لیس بشئ نقل کرتے ہیں احمد بن مریم ابن معین ضعیف لایکتب حدیثہ نقل کرتے ہیں - عثمان الدارمی وغیرہ ابن معین سے ضعیف الحدیث نقل کرتے ہیں ۔
تفصیل مطالعہ کریں ۔ تہذیب التہذیب ۸/۳۹۱ تا ۳۹۵

اقول هذا حال قيس بن الربيع ومع هذا يذكر الخطيب البغدادى قوله لرد فقيه الامت .. واحسن ما قال الامام الناقد الكوثرى۔ لعل الخطيب يرى ان علم كان وما لو يكن عند قيس بن الربيع جل من احاط بكل شئ علما . تانيب الخطيب (مع تخبر يسير) طالع ١٢٦

- اقول والعجب كل العجب على امام المحدثين الامام البخارى حيث قال فى تاريخه حدثنا نعيم بن حماد قال حدثنا الفزارى قال كنت عند سفيان لمنعى النعمان فقال الحمد لله كان ينقض الاسلام عروة ما ولد فى الاسلام اشام منه
التاريخ الصغير ١٠٠/٢ ٠ طالع تاريخ بغداد ٣٩٨/١٣ ٠ المعرفة والتاريخ ٧٨٦/١
- مع ان نعيم بن حماد ضعيف ليس بثقة وقال الازدى كان نعيم ممن يضع الحديث فى تقوية السنة وحكايات مزورة فى ثلب النعمان كلها كذب

- میں کہتا ہوں کہ یہ قیس بن ربیع کا حال ہے اور اس کے باوجود خطیب بغدادی اس کا قول فقیہ الامت کی تردید کے لیے پیش کرتا ہے ، کیا خوب امام ناقد کوثری نے فرمایا ہے کہ شاید کہ خطیب دیکھتا ہے کہ کان اور ما یکون کا علم قیس بن ربیع کے پاس تھا۔ بڑا ہے وہ جس کا علم ہر چیز پر محیط ہے ، "تانیب الخطیب معمولی تغیر کے ساتھ مطالعہ کریں تانیب الخطیب ۱۲۶
- میں خان بادشاہ کہتا ہوں کہ تعجب بر تعجب ہے امام المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم کو نعیم بن حماد نے اور اس نے فزاری سے بیان کیا ہے کہ فزاری کہتے ہیں کہ میں سفیان ثوری کے ساتھ بیٹھا تھا کہ نعمان کی موت کی خبر آئی تو اس نے کہا کہ الحمد للہ اس نے اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اسلام میں اس بدبخت کوئی پیدا نہیں ہوا ہے ۔ تاریخ صغیر ۱۰۰/۲ مطالعہ کریں "تاریخ بغداد ۳۹۸/۱۳ ٠ المعرفۃ والتاریخ ۷۸۶/۱
حالانکہ نعیم بن حماد ضعیف لیس بثقہ ہیں اور ازدی کہتے ہیں کہ نعیم سنّت کی تقویت کے لئے بناوٹی حدیثیں بناتے تھے اور جھوٹی قصیں امام صاحب کے پیچھے گھڑ لیتے تھے اور تمام جھوٹی تھیں۔

وقال النسائی ضعیف لیس بثقة قال الحافظ ابو علی النیسابوری سمعت النسائی یذکر فضل نعیم بن حماد وتقدمه فی العلم والمعرفة والسنن فقیل له فی قبول حدیثه فقال قد کثر تفرده عن الائمة فصار فی حد من لا یحتج به ۔ کما ستعلم مما سیاتی

- قال الحافظ ابن عدی قال لنا ابن حماد یروی عن ابن المبارک ضعیف قاله احمد بن شعیب قال ابن حماد قال غیره کان یضع الحدیث فی تقویة السنة وحکایات عن العلماء فی ثلب ابی حنیفة مزورة کذب - الکامل فی ضعفاء الرجال ۷/۲۴۸۲

- وذکر الحافظ الذهبی ثم قال قال ابو عبید الاجری عن ابی داود عن نعیم بن حماد نحو عشرین حدیثا عن النبی صلی الله علیه وسلم لیس لها اصل وقال النسائی لیس بثقة وقال مرة ضعیف وذکره ابن حبان فی الثقات وقال ربما اخطا ووهم قلت لا یجوز لاحد ان یحتج به وقد صنف کتاب الفتن فاتی فیه بعجائب ومناکیر ۔ طالع التفصیل فی سیر اعلام النبلاء ۱۰/۵۹۵ الی ۶۱۲

- نسائی ضعیف لیس بثقہ کہتے ہیں۔ حافظ ابو علی نیسا بوری فرماتے ہیں کہ نسائی نعیم کا تقدم علم میں اور معرفت سنن میں فضیلت ذکر کیا تو اس سے پوچھا گیا کہ اس کی حدیث مقبول ہیں اس نے جواب دیا کہ ائمہ میں زیادہ تفردات کرتے ہیں تو اس کی حدیث قابل حجت نہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل عبارتوں میں آپ کو معلوم ہو جائے گا۔

- حافظ ابن عدی بواسطہ ابن حماد ابن المبارک کا قول ضعیف نقل کرتے ہیں۔ باقی ائمہ کہتے ہیں کہ یہ سنت کی تقویت کے لئے احادیث وضع کرتے تھے اور علماء سے جھوٹے پروپیگنڈے امام ابو حنیفہؒ کے پیچھے ذکر کرتے تھے

الکامل فی ضعفاء الرجال ۷/۲۴۸۲

- حافظ ذہبیؒ نے یہ ذکر کر کے فرمایا کہ ابو عبید ابو داود سے نقل کرتے ہیں کہ نعیم بن حماد کے پاس بیس احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تھیں جن کا کوئی اصل نہیں تھا۔ نسائی کبھی لیس بثقہ اور کبھی ضعیف کہتے ہیں۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کر کے فرمایا کہ ربما اوقات غلطیاں اور وہم کرتا تھا میں (ذہبیؒ) کہتا ہوں کہ کسی کو جائز نہیں کہ اس سے احتجاج کریں اور اس نے کتاب الفتن لکھی ہے۔ عجائب اور مناکیر اس میں ذکر کئے ہیں ۔

تفصیل سیر اعلام النبلاء ۱۰/۵۹۵ تا ۶۱۲ دیکھ لیں ۔

میزان الاعتدال ۴/۲۶۷ الی ۲۷۰ • تذکرۃ الحفاظ ۲/۴۱۸ المغنی فی الضعفاء ۲/۷۰۰
الکاشف ۳/۱۸۳ • دیوان الضعفاء ۳۱۹ • دول الاسلام ۱/۱۳۸ • الجرح والتعدیل ۸/۴۶۳
تهذیب الکمال ۱۴۱۹ الی ۱۴۲۱ • تهذیب التهذیب ۱۰/۴۵۸ الی ۴۶۲ • خلاصۃ تذهیب الکمال ۳/۱۰۳
شذرات الذهب ۲/۶۷ • الرسالۃ المستطرفۃ ۴۹

والعجب کل العجب على الامام البخاری بانه یذکر نعیم بن حماد فی تاریخه الکبیر بدون الجرح علیه طالع ۸/۱۰۰ . ولما الامام ابوحنیفۃ فقد ذکر الجرح علیه فی تاریخه الصغیر من هذا الضعیف الذی افترى على النبی صلى الله علیه وسلم عشرین حدیثا انا لله وانا الیه راجعون . واحسن ما قال المحقق العلامۃ محمد نعیم فی حاشیۃ سیر اعلام النبلاء وقد شان شیخ الحفاظ تاریخه الصغیر ۲/۱۰۰ بالبت عن نعیم هذا واحدۃ من تلک الحکایات المنکرۃ دونما تنبیه على بطلانها وکان حریا ان لا یقع منه ذلک ... طالع ۱۰/۶۰۹

(نوٹ) مندرجہ بالا کتابوں میں اس پر جرح دیکھ لیں.
اور تعجب بر تعجب یہ ہے کہ امام بخاریؒ نے اس کو تاریخ کبیر ۸/۱۰۰ میں ذکر کیا ہے اور اس پر کوئی جرح نہیں کیا ہے اور امام ابو حنیفہؒ کو تاریخ صغیر میں اس مفتری علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو برائے جرح ذکر کیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
کیا خوب محقق علامہ محمد نعیم نے حاشیہ سیر اعلام النبلاء ۱۰/۶۰۹ میں لکھا ہے کہ شیخ الحفاظ (امام بخاریؒ) نے تاریخ صغیر ۲/۱۰۰ کو اسی روایت سے بدنما کر دیا اور نعیم سے باقی جھوٹے قصوں سے یہ ایک قصہ یہاں ذکر کیا ہے (امام صاحب کی تردید کے لئے) اور اس کے ابطال پر کوئی تنبیہ نہیں فرمائی یہ اس کو مناسب نہیں تھا کہ اس سے ایسا کام سرزد ہو جائے۔

ایہا الاخ الکریم قد ذکرت لک توثیق فقیہ الملۃ احد ائمۃ الاسلام والسادات الاعلام واحد ائمۃ المذاہب الاربعۃ المتبوعۃ وذکرت الرد علی بعض الناس وان وفقنی اللہ تعالیٰ لاؤلف فیہ جزءاً مفرداً واذکر فیہ انشاء اللہ تعالیٰ رد کل مقولۃ ذکرہا بعض المتعصبین فی رد ہذا الامام ادخلہ اللہ سبحانہ جنت الفردوس - امین یا الٰہ العالمین واکتفی بہذا لخوف تطویل الکتاب لئلا یجیئ علینا العتاب واختم کلامی فی ترجمتہ بما قال العلامۃ مولانا ابراہیم سیالکوٹی اہل الحدیث فی توثیق الامام ابی حنیفۃ تحت فیض ربانی - نسئل اللہ حسن الظن والتأدب مع الصالحین ونعوذ باللہ العظیم من سوء الظن بہم فانہ عرق الروافض والخروج وعلامۃ المارقین ۔ تاریخ اہل الحدیث ۱۷۱ و ۷۲ بالاردیۃ ۔

اے میرے محترم بھائی میں نے توثیق فقیہ الملت جو ایک فرد ائمہ اسلام اور سادات اعلام سے اور ایک فرد ائمہ اربعہ متبوعہ سے ہیں اور میں نے بعض لوگوں کی تردید ذکر کی اگر اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائی تو اس میں ایک مستقل کتاب لکھوں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ اس میں ہر ایک قول کی تردید کروں گا جو متعصبین نے کہا ہو اللہ تعالیٰ اس امام کو جنت الفردوس نصیب کرے آمین یا الٰہ العالمین

اور میں یہاں اس پر اکتفا کرتا ہوں کیونکہ کتاب لمبی نہ ہو جائے تاکہ ہم پر ملامت نہ آجائے اور کلام کو علامہ محمد ابراہیم سیالکوٹی اہل الحدیث کے قول پر ختم کرتا ہوں جس نے امام صاحب کی توثیق میں فیض ربانی کے تحت کہا ہے ۔ کہ ہم سوال کرتے ہیں حسن الظن اور ادب مع الصالحین سے اور پناہ مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ائمہ پر بدگمانی سے کیونکہ یہ روافض اور خوارج اور دین سے باہر لوگوں کی نشانی ہے ۔ تاریخ اہل الحدیث اردو ۱۷۱ و ۷۲

- قال الامام البسوی المتوفی سنہ ۲۷۷ھ عن معمر قال لوار مثل حماد بن ابی سلیمان ؤ وجھہ یعنی فی الفتیا المعرفۃ والتاریخ ۱/۶۳۲
- عن عبد الملک بن ایاس قلت لابراہیم من نسأل بعدک قال حماد . المعرفۃ والتاریخ ۲/۷۹۵ • طالع ۲/۲۸۲ و ۲۸۵ و ۶۱۴ و ۶۵۲ و ۶۷۴ و ۷۹۳ ، ۷۹۵ ، ۸۲۲ ، ۳/۱۵ و ۳۱
- قال الامام الحافظ العجلی المتوفی سنہ ۲۶۱ھ حماد بن ابی سلیمان ... کوفی ثقۃ کان افقہ اصحاب ابراھیم تاریخ الثقات ۱۳۱ رقم ۳۳۱
- قال الحافظ ابن شاھین المتوفی سنہ ۳۸۵ھ حماد بن ابی سلیمان ثقۃ تاریخ اسماء الثقات ۱۰۰ رقم ۲۳۲
- قال الحافظ المزی المتوفی سنہ ۷۴۲ھ حماد بن ابی سلیمان ... عن اسحاق بن منصور عن یحیی ابن معین انہ سئل عن مغیرۃ وحماد ایھما اثبت قال حماد وقال حماد ثقۃ وقال احمد العجلی حماد بن سلیمان کوفی ثقۃ ... وقال النسائی ثقۃ الا انہ مرجی . طالع تھذیب الکمال ۳۲۷ و ۳۲۸ • طالع خلاصۃ تذھیب الکمال ۹۲

امام ابو حنیفہؒ حماد سے روایت کرتے ہیں

- امام بسوی متوفی ۲۷۷ھ معمر کا قول نقل کرتے ہیں کہ اس نے فرمایا ہے کہ میں نے حماد بن ابی سلیمان جیسے شخص فتوی میں نہیں دیکھا المعرفۃ والتاریخ ۱/۶۳۲ • عبدالملک بن ایاس کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم سے پوچھا کہ ہم آپ کے بعد کس سے مسائل پوچھیں گے انہوں نے فرمایا کہ حماد سے المعرفۃ والتاریخ ۲/۷۹۵ باقی مندرجہ بالا حوالجات مطالعہ کریں .
- حافظ عجلی متوفی ۲۶۱ھ فرماتے ہیں حماد بن ابی سلیمان کوفی ثقہ ہیں یہ ابراہیم کے اصحاب میں سے زیادہ فقیہ تھے تاریخ الثقات ۱۳۱ رقم ۳۳۱
- حافظ ابن شاھین المتوفی ۳۸۵ھ فرماتے ہیں حماد بن ابی سلیمان ثقہ ہیں " تاریخ اسماء الثقات ۱۰۰ رقم ۲۳۲
- حافظ مزیؒ المتوفی ۷۴۲ھ فرماتے ہیں .. حماد بن ابی سلیمان بواسطہ اسحاق بن منصور یحیی بن معین کا قول ثقہ نقل کرتے ہیں احمد عجلی کہتے ہیں کہ ثقہ ہیں . نسائی کہتے ہیں کہ ثقہ ہیں مگر مرجی ہے .
مطالعہ کریں تہذیب الکمال ۳۲۷ و ۳۲۸ • مطالعہ کریں خلاصۃ تذھیب الکمال ۹۲

• قال الحافظ الذهبي المتوفى ۷۴۸ھ - حماد بن سليمان العلامة الامام فقيه العراق وكان احد العلماء الاذكياء والكرام الاسخياء - قال ابن عيينة كان معمر يقول لم ار من هؤلاء افقه من الزهري وحماد وقتادة - طالع التفصيل في سير اعلام النبلاء ۲۳۱/۵ الى ۲۳۹

• طالع التاريخ الكبير ۱۸/۲ • التاريخ لابن معين ۱۳۲/۲ • طبقات خليفة ۱۶۲ •

• تهذيب التهذيب ۱۶/۳ • طبقات الحفاظ ۴۸ • العبر للذهبي ۱۱۶/۱

تنبيه) لا تغتر بلفظ المرجئ لانه ليس بجرح لان المراد منه مرجئة اهل السنة كما وجهه الامام ابوالفتح محمد بن عبد الكريم الشهرستاني المتوفى ۵۴۸ھ -

حيث قال: ومن العجب ان غسان يحكي عن ابي حنيفة رحمه الله مثل مذهبه ويعده من المرجئة ولعله كذب ولعمري كان يقال لابي حنيفة واصحابه مرجئة اهل السنة ... ثم بين السبب طالع الملل والنحل على هامش الفصل ۱۸۸/۱ و ۱۸۹

حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں حماد بن سلیمان علامہ امام فقیہ العراق احد العلماء الاذکیاء والکرام الاسخیاء تھے - ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ زہری اور حماد اور قتادہ سے زیادہ فقہاء میں نے نہیں دیکھے ہیں - تفصیل مطالعہ کریں

سیر اعلام النبلاء ۲۳۱/۵ تا ۲۳۹ • مطالعہ کریں التاریخ الکبیر ۱۸/۲ • تاریخ ابن معین ۱۳۲/۲

متذکرہ بالا حوالجات مطالعہ کریں دوبارہ ضرورت نہیں -

(تنبیہ) لفظ مرجئہ سے دھوکہ نہ ہو جائے کیونکہ یہ جرح نہیں اس لئے کہ اس سے مراد مرجئہ اہل السنت ہے جیسا کہ امام ابوالفتح محمد بن عبد الکریم شہرستانی متوفی ۵۴۸ھ فرماتے ہیں کہ تعجب کی بات یہ ہے کہ غسان ابو حنیفہ سے اپنے مذہب جیسے نقل کرتے ہیں اور اس کو مرجئہ سے شمار کرتے ہیں شاید یہ جھوٹ ہے - مجھے اپنے خالق کی قسم کہ امام ابو حنیفہ اور اس ساتھیوں کو مرجئہ اہل السنت کہتے ہیں پھر اس کا سبب بیان کیا ہے - تفصیل مطالعہ کریں الملل والنحل ۱۸۸/۱ ، ۱۸۹ بر حاشیہ الفصل

ثم قال (تتمۃ) رجال المرجئۃ کما نقل الحسن بن محمد بن علی بن ابی طالب وسعید بن جبیر وطلق بن حبیب وعمرو بن مرۃ ومحارب بن دثار ومقاتل بن سلیمان وعمرو بن ذر وحماد ابن ابی سلیمان وابو حنیفۃ وابو یوسف ومحمد بن الحسن وقدید بن جعفر وھؤلاء کلھم ائمۃ الحدیث لم یکفروا اصحاب الکبائر بالکبیرۃ ولم یحکموا بتخلیدھم فی النار خلافا للخوارج والقدریۃ. الملل والنحل ۱/۱۹۴ و ۱۹۵

پھر فرماتے ہیں (تتمہ) رجال المرجئہ۔ جیسا کہ نقل کیا گیا ہے۔

حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب و سعید بن جبیر وطلق بن حبیب و عمرو بن مرۃ و محارب بن دثار۔ مقاتل بن سلیمان و عمرو بن ذر و حماد بن ابی سلیمان و ابو حنیفہ و ابو یوسف و محمد بن الحسن و قدید بن جعفر رحمہم اللہ تعالیٰ

یہ تمام ائمہ الحدیث ہیں۔ گناہ کبیرہ کرنے والوں کو گناہ کبیرہ سے کافر نہیں ٹھہراتے اور نہ ان کے خلود النار پر حکم دیتے ہیں۔ خلاف کیا خوارج اور قدریہ نے۔

الملل والنحل ۱/۱۹۴ و ۱۹۵

عن ابراهيم ؎

؎ قال الامام الحافظ البخاری - ابراهيم بن يزيد النخعی - قال ابو نعيم مات سنة ست وتسعين ... يقول الشعبی ما ترك بعده مثله لا بالكوفة ولا بالبصرة ولا بمكة ولا بالمدينة ولا بالشام
التاريخ الكبير ١/٣٣٣

• قال الحافظ العجلی، ابراهيم بن يزيد النخعی يكنى ابا عمران كوفی ثقة وكان مفتی الكوفة هو والشعبی فی زمانهما وكان رجلا صالحا و فقيها متوقيا قليل التكلف تاريخ الثقات ۹٦ رقم ٤٥

• قال الامام البسوی - عن الاعمش - كان ابراهيم صرافا فی الحديث ... من الشباك قال قال الشعبی أمات الرجل يعنی ابراهيم قلت نعم قال ما ترك مثله
المعرفة والتاريخ ٢/٦٠٤ الی ٦١٠

حماد بن ابی سلیمان - ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں

؎ امام حافظ بخاری فرماتے ہیں - ابراہیم بن یزید ... ابو نعیم کہتے ہیں کہ ۹٦ھ وفات پاگئے ہیں - اور شعبی کہتے ہیں کہ اس جیسے کو نہیں چھوڑا نہ کوفہ میں اور نہ بصرہ اور نہ مکہ اور نہ مدینہ اور نہ شام میں ...
تاریخ کبیر ١/٣٣٣

• حافظ عجلی فرماتے ہیں - ابراہیم بن یزید - کوفی ثقہ ہیں اور یہ اور شعبی اپنے زمانہ میں کوفہ کے مفتی تھے اور مرد صالح اور فقیہ اور پرہیزگار بے تکلف آدمی تھے - تاریخ الثقات ۹٦ رقم ٤٥

• امام بسوی کہتے ہیں - اعمش سے روایت کرتے ہیں کہ ابراہیم احادیث کا صراف تھے - شعبی نے کہا کہ آیا آدمی مرگیا مقصود ابراہیم تھا میں نے کہا کہ ہاں - اس نے کہا کہ اپنے جیسے کو نہیں چھوڑا ہے - المعرفۃ والتاریخ ٢/٦٠٤ تا ٦١٠



قال الحافظ ابن ابی حاتم - ابراهيم بن يزيد - سمعت ابا زرعة يقول ابراهيم النخعي علم من اعلام اهل الاسلام وفقيه من فقهائهم - الجرح والتعديل ٢/ ١٤٤

قال الحافظ الذهبي .. ابراهيم النخعي الحافظ فقيه العراق ابراهيم بن يزيد بن قيس النخعي الكوفي احد الاعلام - وكان بصيرا بعلم ابن مسعود واسع الرواية فقيه النفس كبير الشان كثير المحاسن رحمه الله روى ابو اسامة عن الاعمش قال كان ابراهيم صيرفي الحديث - طالع التفصيل في سير اعلام النبلاء ٤٠/ ٥٢٠ الى ٥٢٩ • طالع الكتب التالية •

تاريخ الاسلام ٣/ ٣٣٥ • تذكرة الحفاظ ١/ ٨٤ • العبر ١/ ٧٣

طالع طبقات ابن سعد ٦/ ٢٧٠ • طبقات الشيرازي ٨٢ • طبقات خليفة ت ١١٤٠

تهذيب الاسماء واللغات ١/ ٤٠ • حلية الاولياء ٤/ ٢١٩ • تاريخ خليفة ٣١٣

غاية النهاية ١/ ٢٩ ت ١٢٥ • البداية والنهاية ٩/ ١٤٠ • تهذيب الكمال ٤٧

وفيات الاعيان ١/ ٢٥ • خلاصة تذهيب الكمال ٢٣ • شذرات الذهب ١/ ١١١

طبقات الحفاظ للسيوطي ٢٩ • تهذيب التهذيب ١/ ١٧٧ و ١٧٨ • علل الحديث ومعرفة الرجال

٨٩ الحافظ ابن المديني • معرفة الرجال ١/ ١٢٠ الحافظ ابن معين

شرح علل الترمذي لابن رجب ١/ ٢٤٣ و ٢٥٥

• حافظ ابن ابی حاتمؒ فرماتے ہیں - ابوزرعہؒ کہتے ہیں کہ ابراہیم نخعی کہ اہل اسلام کے اعلام میں ایک علم اور ان کے فقہاء میں سے ایک فقیہ تھے۔ الجرح والتعدیل ۲/ ۱۴۴

• حافظ ذہبی فرماتے ہیں - ابراہیم النخعی حافظ فقیہ العراق ابراہیم بن یزید النخعی الکوفی احد الاعلام تھے اور علم ابن مسعود پر بصیر تھے وسیع الروایہ فقیہ النفس کبیر الشان زیادہ محاسن والے تھے رحمہ اللہ ابواسامہ اعمش سے نقل کرتے ہیں کہ ابراہیم احادیث کا صراف تھے ۔ مطالعہ کریں سیر اعلام النبلاء ۴/ ۵۲۰ تا ۵۲۹

(نوٹ) مندرجہ بالا کتابوں میں ترجمہ مطالعہ کریں

اعادہ کی ضرورت نہیں ۔

۱۔ عبد اللہ بن مسعود[۱] (رضی اللہ عنہ)

۱۔ قال الحافظ الذہبی۔ عبد اللہ بن مسعود۔ الامام الحبر فقیہ الامۃ ابو عبد الرحمن المکی الہذلی البدری کان من السابقین الاولین ومن النجباء العالمین شہد بدرا وہاجر ہجرتین ومن کبار البدریین ومن نبلاء الفقہاء والمقرئین .. فصل الذہبی فی سیر اعلام النبلاء مناقبہ طالع سیر اعلام النبلاء ۱/۴۶۱ الی ۵۰۰ • تذکرۃ الحفاظ ۱/۱۳ الی ۱۶ • دول الاسلام
• تاریخ الاسلام ۲/۲۴ • العبر ۱/۲۴ • معرفۃ القراء الکبار ۱/۳۲ الی ۳۶ کلھا للحافظ الذہبی
• طالع مناقبہ واحوالہ وجرأتہ فی الاسلام فی صحیح البخاری ۱/۵۳۱ • مسند احمد ۱/۳۷۴ الی ۳۸۴ • کنز العمال ۱۳/۴۶۰ • مستدرک ۳/۳۱۷ • بخاری نسخۃ اخری ۳۷۶۳
• مسلم ۲۴۶۰ • تاریخ خلیفۃ ۱۹۶ • طبقات خلیفۃ ۲۶
• الجبار القضاۃ ۲/۱۸۸ للامام وکیع محمد بن خلف • التاریخ الصغیر ۱/۶۰ • التاریخ الکبیر ۵/۲
• المعرفۃ والتاریخ ۲/۵۳۳ و ۵۴۴ • الاستیعاب ۲/۳۱۶ علی الاصابۃ • الاصابۃ ۲/۳۶۸
سوالات ابی عبید الآجری ابی داود السجستانی فی الجرح والتعدیل ۳/۱۲۷
• الکامل لابن عدی ۶/۲۰۹۷ و ۲۰۹۸

ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

• حافظ ذہبی فرماتے ہیں عبد اللہ بن مسعود امام حبر فقیہ الامت ابو عبد الرحمن المکی المہاجری البدری جو سابقین اولین اور برگزیدہ عالمین میں سے تھے بدر میں شریک ہوئے تھے اور دو ہجرتیں کیں ہیں (ایک حبشہ کو ایک مدینہ منورہ کو) کبار بدریین اور نبلاء الفقہا، المقرئین سے تھے۔
حافظ ذہبی نے اس کے مناقب سیر اعلام النبلاء ۱/۴۶۱ تا ۵۰۰ بیان کئے ہیں۔

مجمع الزوائد ۲۸۶/۹ • طبقات ابن سعد ۱۰۶/۱ • اسد الغابة ۲۵۶/۳
• الجرح والتعدیل ۱۳۹/۵ • حلیة الاولیاء ۱۲۴/۱ • صفة الصفوة ۳۹۵/۱ الی ۴۲۳
• التهذیب ۲۷/۶
• تاریخ بغداد ۱۴۷/۱ • طبقات الفقهاء للشیرازی ۴۳ و ۴۴
• تهذیب الاسماء واللغات ۲۸۸/۱ • الکاشف للذهبی ۱۳۰/۲
• مرآة الجنان ۸۷/۱ • النجوم الزاهرة ۸۹/۱ • غایة النهایة ۴۵۸/۱
• العقد الثمین ۲۸۳/۵ و ۲۸۴ • طبقات الحفاظ ۵
• شذرات الذهب ۳۸/۱ • مشاهیر علماء الامصار لابن حبان
• ثقات ابن حبان ۲۰۸/۳، ۲۰۹ • تهذیب الکمال ۷۴۰
• خلاصة تذهیب الکمال ۲۱۴ • تاریخ الثقات للعجلی ۲۷۸

تمام سال وتر میں رکوع سے قبل دعائے قنوت پڑھتے تھے

نوٹ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مناقب منصبہ بالا کتابوں میں مطالعہ کریں۔ اعادہ کی ضرورت نہیں

له قال الحافظ العجلي - الاسود بن يزيد - كوفي تابعي ثقة تاريخ الثقات ٦٧ رقم ١١٠

- قال الحافظ ابن ابي حاتم - الاسود بن يزيد ... نا محمد بن حمويه قال سمعت ابا طالب قال قلت لاحمد بن حنبل - الاسود بن يزيد فقال ثقة من اهل الخير ... قال الحافظ ابن ابي حاتم ذكره ابي عن اسحاق الكوسج عن يحيى بن معين انه قال الاسود بن يزيد ثقة - الجرح والتعديل ٢/٢٩١ و ٢٩٢
- قال الامام ابن سعد ... الاسود بن يزيد .... كان ثقة وله احاديث صالحة . الطبقات الكبرى ٦/٧٠ الى ٧٥
- قال الحافظ الذهبي - الاسود بن يزيد .. الامام القدوة ابو عمرو النخعي الكوفي وهو نظير مسروق في الجلالة والعلم والثقة والسن ويضرب بعبادتهما المثل ... عن ابراهيم كان الاسود يختم القرآن في رمضان في كل ليلتين ...... وقد نقل العلماء في وفاة الاسود اقوالا وارجحها سنة خمس وسبعين رحمه الله

طالع سير اعلام النبلاء ٤/٥٠ الى ٥٣

اور ابراہیم نخعیؒ اسود[له] سے روایت کرتے ہیں ۔

له حافظ عجلی فرماتے ہیں ' الاسود بن یزید کوفی تابعی ثقہ ہیں - تاریخ الثقات ۶۷ رقم ۱۱۰

- حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں - الاسود بن یزید ... بواسطہ محمد بن حمویہ نقل کرتے ہیں کہ ابو طالب نے احمد بن حنبل سے اسکے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ ثقہ اہل الخیر سے ہیں ' ابو حاتم اسحٰق کوسج کے ذریعہ یحیی بن معین ثقہ نقل کرتے ہیں - الجرح والتعدیل ۲/۲۹۱ و ۲۹۲
- امام ابن سعد کہتے ہیں الاسود بن یزید ثقہ ہیں - طبقات کبریٰ ۶/۷۰ تا ۷۵
- حافظ ذہبی فرماتے ہیں الاسود بن یزید ... امام قدوۃ ابو عمرو النخعی الکوفی یہ مسروق کا جلالت اور علم اور ثقہ اور سن میں نظیر ہے یہ دونوں عبادت میں ضرب المثل ہیں ' ابراہیم کہتے ہیں کہ اسود رمضان میں دو راتوں میں قرآن کریم کا ختم کرتے تھے ۔ علماء نے اس کی وفات میں اقوال نقل کئے ہیں ۔ راجح یہ ہے کہ ۷۵ھ میں وفات پاگئے ہیں ۔

مطالعہ کریں سیر اعلام النبلاء ۴/۵۰ تا ۵۳

وقال الحافظ الذہبی (الاسود بن یزید النخعی ..... قلت کان الاسود بن یزید رأساً فی العلم والعمل ومن اکبر اصحاب ابن مسعود روی عنہ ابراہیم النخعی وابنہ عبدالرحمٰن بن الاسود) معرفۃ القراء الکبار ۱/۵۰ • طالع الکبرا/۶۳
• التاریخ الکبیر ۱/۴۹ • التاریخ الصغیر ۱/۱۵۴ • طبقات خلیفہ ص ۲۵
• تذکرۃ الحفاظ ۱/۵۰ • تاریخ الاسلام ۳/۱۳۷ للذہبی • المعرفۃ والتاریخ ۲/۵۵۹
• ثقات ابن حبان ۴/۳۱ • مشاہیر علماء الامصار ۱۰۰ • حلیۃ الاولیاء ۲/۱۰۳
• تاریخ خلیفۃ ۲۷۵ • الاستیعاب علی ہامش الاصابۃ ۱/۹۴ • طبقات الفقہاء للشیرازی ۷۹
• اسد الغابۃ ۱/۸۸ • تہذیب الاسماء واللغات ۱/۱۲۲ • تہذیب الکمال ۱۱۲
• المحققۃ ۳/۲۲۳ • الکاشف ۱/۱۳۲ • الوافی بالوفیات ۹/۲۵۶، ۲۵۷
• البدایۃ والنہایۃ ۹/۱۲ • غایۃ النہایۃ ۱/۱۷۱ • تہذیب التہذیب ۱/۳۴۲
• خلاصۃ تذہیب الکمال ۲۷ • شذرات الذہب ۱/۸۲ • طبقات الحفاظ للسیوطی ۱۵

• حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔ الاسود بن یزید ..... میں (ذہبی) کہتا ہوں کہ اسود بن یزید علم اور عمل میں رئیس ہیں اور عبداللہ بن مسعود کے بڑے اصحاب سے ہیں اور اس سے ابراہیم نخعی روایت کرتے ہیں اور اس سے اپنا بیٹا عبدالرحمٰن بن الاسود ..... معرفۃ القراء الکبار ۱/۵۰

(نوٹ) مندرجہ بالا کتابوں میں آپ کا ترجمہ مطالعہ کریں۔

قال صحبت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ستۃ اشھر لکان یقنت فی الوتر قبل الرکوع [1]

---

[1] کتاب الحجۃ ۱/۲۰۰ و ۲۰۱۔

• قال الحافظ الھیثمی ... عن الاسود قال کان عبد اللہ بن مسعود یقرأ فی آخر رکعۃ من الوتر (قل ھو اللہ احد) ثم یرفع یدیہ فیقنت قبل الرکعۃ رواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ لیث بن ابی سلیم وھو مدلس ثقۃ مجمع الزوائد ۲/۲۴۴

اسود کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ چھ ماہ رہا ہوں وہ رکوع سے قبل وتر میں دعائے قنوت پڑھتے تھے جیساکہ کتاب الحجۃ ۱/۲۰۰ و ۲۰۱ میں ہے۔
حافظ ہیثمی فرماتے ہیں کہ اسود فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وتر کے آخری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے پھر ہاتھ اٹھا لیتے تھے اور رکوع سے قبل دعاء قنوت پڑھتے تھے اور طبرانی نے کبیر (معجم کبیر) میں یہ روایت ذکر کیا ہے اور اس میں لیث بن ابی سلیم ہیں اور یہ مدلس اور ثقہ ہیں۔ مجمع الزوائد ۲/۲۴۴

الفصل الثانی

فی بیان الوتر

عند الاحناف رحمہم اللہ تعالیٰ

قال الامام محمد بن الحسن الشیبانی باب (عدد) الوتر

قال (الامام فقیہ الملۃ) ابوحنیفۃ رحمہ اللہ فی الوتر ثلاث رکعات کثلاث المغرب لا تفصل بینھن بسلام ولا غیرہ یقرأ فی کل رکعۃ بفاتحۃ الکتاب وسورۃ (ثم قال محمد بن الحسن) لئن کان لا یستقیم ان یوتر برکعۃ الا ان یکون قبلھا شفع ماینبغی لہ ان یسلم بین ذلک لان السلام قطع للصلوٰۃ فمن قطع الصلوٰۃ فھو بمنزلۃ من لم یصل قبل الوتر شیئا۔
وما القول فی ھذا الا احد القولین اما ما قال اھل العراق ورووہ عن عبد اللہ بن مسعود انہ قال الوتر ثلاث کثلاث المغرب او یکون القول ما صنع عثمان بن عفان وسعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما انھما کانا یوتران برکعۃ ۔۔ وقد اخبرنا مالک بن انس بحدیث ینقض ما قالوا عن سعید

فصل دوم، احناف رحمہم اللہ کے نزدیک وتر کے بیان میں ہے

امام محمد بن الحسن شیبانی فرماتے ہیں باب عدد الوتر۔ کہ امام فقیہ الملت) وتر کے بارے ابوحنیفہ فرماتے ہیں تین رکعات ہیں جیسا کہ مغرب کی تین رکعات اور سلام وغیرہ سے جدائی درمیان میں نہیں اور ہر رکعت میں فاتحہ اور سورۃ پڑھیں (پھر امام محمد فرماتے ہیں) کہ وتر نہیں ہو سکتا مگر کہ قبل دو رکعت ہو لیکن اس میں سلام نہ پھیرے اس لئے کہ سلام سے نماز ختم ہو جاتی ہے۔ تو جس نے نماز توڑ دی تو گویا کہ اس نے وتر (ایک رکعت) سے قبل کچھ ادا نہیں کی۔ ان میں دو باتوں میں سے ایک ہو گی یا تو وہ بات ہو گی جو اہل عراق والے کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ اس نے فرمایا ہے کہ وتر تین رکعات ہیں جیسا کہ نماز مغرب یا قول اس طرح ہوگا جیسا کہ عثمان بن عفان اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما نے کیا ہے کہ وہ ایک رکعت وتر پڑھتے تھے
اور ہم کو مالک بن انسؓ نے حدیث بیان کی ہے۔ جو اس بات کو توڑ دیتی ہے جو یہ کہتے ہیں سعید بن ابی وقاص

بن ابی سعید المقبری عن ابی سلمۃ بن ابی عبد الرحمٰن انہ سأل عائشۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہما کیف کانت صلاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ یصلی اربعا فلا تسأل عن حسنہن وطولہن ثم یصلی اربعا فلا تسأل عن حسنہن وطولہن ثم یصلی ثلاثا قالت فقلت یا رسول اللہ اتنام قبل ان توتر فقال یا عائشۃ ان عینای تنامان ولا ینام قلبی۔

لقد ذکرت عائشۃ رضی اللہ عنہا انہ کان یصلی ثلاثا ولو ذکرت فی ذلک سلاما ونحوہ لینبغی لمن ذکر السلام ان یاتی علیہ ببرہان والا فالامر علی جملتہ ویقول فیہ عبد اللہ ابن مسعود وقد جاء فی الحدیث۔ المغرب وتر النہار والوتر صلوٰۃ اللیل فعلمنا ان الوتر صلوٰۃ المغرب بہذا الحدیث[1]

---

[1] کتاب الحجۃ ۱/۱۹۰ الی ۱۹۳

سعید المقبری۔ ابو سلمہ بن ابی عبد الرحمٰن سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے عائشہؓ ام المؤمنین سے پوچھا کہ رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کیسی تھی۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور بغیر رمضان گیارہ رکعات سے زائد نہیں پڑھتے چار رکعت پڑھتے جس کے حسن اور طول سے نہ پوچھ لیں پھر چار رکعات پڑھتے اس کے حسن اور طول کا نہ پوچھ لیں۔ پھر تین رکعات پڑھتے تھے تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ وتر سے پہلے سوتے ہیں فرمایا میری آنکھیں سو جاتی ہیں دل نہیں سوتا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے ذکر کیا کہ آپ تین رکعات پڑھتے تھے اور اس میں سلام وغیرہ کا تو ذکر نہیں کیا تو جو سلام ذکر کرتے ہیں تو چاہیے کہ اس پر دلیل پیش کریں۔ ورنہ حکم مجمل پر ہے اور عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں اور حدیث میں آیا ہے کہ مغرب دن کا وتر ہے اور وتر رات کی نماز ہے، تو ہم سمجھ گئے کہ وتر مغرب کی نماز جیسے ہے اس حدیث کی وجہ سے۔

کتاب الحجۃ ۱/۱۹۰ تا ۱۹۳

• وقال الامام محمدؒ اخبرنا (الامام) ابوحنیفۃؒ عن حماد عن ابراہیم ان القنوت فی الوتر واجب فی شہر رمضان وغیرہ قبل الرکوع فاذا اردت ان تقنت فکبر واذا اردت ان ترکع فکبر ایضاً[1]

• قال الامام محمد وبہ ناخذ ویرفع یدیہ فی التکبیرۃ الاولیٰ قبل القنوت کما یرفع یدیہ فی افتتاح الصلوٰۃ ثم یضعہما ویدعو وھو قول ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ[2]

---

[1] کتاب الآثار ۱/ ۵۷۹

[2] کتاب الآثار ۱/ ۵۸۱ الیٰ ۵۸۵

• امام محمدؒ فرماتے ہیں ہم کو امام ابوحنیفہؒ نے خبر دیا ہے۔ وہ حماد سے وہ ابراہیم نخعی سے کہ قنوت وتر میں رمضان اور غیر رمضان میں قبل الرکوع واجب ہے جب تو ارادہ قنوت کا کریں تو تکبیر کہو اور جب ارادہ رکوع کریں تو تکبیر کہو جیساکہ کتاب الآثار ۱/ ۵۷۹ میں ہے

• امام محمدؒ فرماتے ہیں اور اس پر ہم عمل کرتے ہیں کہ قنوت سے قبل تکبیر کرکے رفع الیدین کریں جیساکہ ابتدا نماز میں کیا ہے پھر ہاتھ باندھ لیں اور دعائے قنوت پڑھیں یہ قول امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے جیساکہ کتاب الآثار ۱/ ۵۸۱ تا ۵۸۵ میں ہے۔

• قال الامام محمد. اخبرنا اسرائيل بن يونس[1] قال ثنا منصور[2]

---

[1] ذكرت ترجمته تحت الرواية الثامنة

[2] قال الامام الحافظ البخاري.... منصور بن المعتمر... كان من اثبت الناس التاريخ الكبير ٣٤٦/٧

• قال الحافظ احمد العجلي. منصور بن المعتمر كوفي ثقة ثبت في الحديث كان اثبت اهل الكوفة تاريخ الثقات ٤٤٠، ٤٤١

• قال الحافظ ابن ابي حاتم.. منصور بن المعتمر.... الخ سألت ابي عن منصور بن المعتمر فقال ثقة... الجرح والتعديل ١٧٧/٨ الى ١٧٩

• قال الحافظ ابن حبان... منصور بن المعتمر - من عباد اهل الكوفة وقرائهم وزهادهم ومشائخهم وفقهائهم. مشاهير علماء الامصار ١٦٦ • وذكره في كتاب الثقات ٤٧٣/٧

• امام محمد فرماتے ہیں کہ ہم کو اسرائیل[1] نے خبر دی ہے وہ منصور[2] سے بیان کرتے ہیں

---

[1] اسرائیل کا ترجمہ آٹھویں روایت میں گذر چکا ہے۔

[2] امام بخاری فرماتے ہیں کہ منصور بن معتمر اثبت الناس سے ہیں التاریخ الکبیر ۳۴۶/۷

• حافظ عجلی کہتے ہیں ۔منصور بن المعتمر کوفی ثقہ ثبت فی الحدیث ہیں اور کوفہ والوں میں اثبت تھے تاریخ الثقات ۴۴۰ و ۴۴۱

• حافظ ابن ابی حاتم اپنے والد کا قول ثقہ نقل کرتے ہیں۔ الجرح والتعدیل ۱۷۷/۸ تا ۱۷۹

• حافظ ابن حبان کہتے ہیں ، منصور بن معتمر اہل کوفہ کے عباد اور قراء اور مشائخ کے زہاد اور فقہا میں سے ہیں۔

مشاہیر علماء الامصار ۱۶۶ • کتاب الثقات ۴۷۳/۷ میں بھی ذکر کیا ہے۔

عن ابراھیم قال اذا ختمت السورۃ فکبر ثم اذا اردت ان ترکع فکبر له

• قال الحافظ الذہبی - منصور بن المعتمر الحافظ الثبت القدوۃ ابو عتاب السلمی الکوفی احد الاعلام قال عبد الرحمٰن بن مہدی لم یکن بالکوفۃ احد احفظ من منصور ... قال یحیی بن سعید القطان کان منصور من اثبت الناس . طالع سیر اعلام النبلاء ٥/٤٠٢ الی ٤١٢
• تذکرۃ الحفاظ ١/١٤٢ • طبقات ابن سعد ٦/٣٣٧ • طبقات خلیفۃ ١٦٤
• تاریخ خلیفۃ ٤٠٤ • حلیۃ الاولیاء ٥/٤٠ الی ٤٦ • تہذیب الاسماء واللغات ٢/١١٤-١١٥
• تہذیب الکمال ١٣٧٦ • غایۃ النہایۃ ٢/٣١٤ • خلاصۃ تذہیب الکمال ٣٨٨
• تہذیب التہذیب ١٠/٣١٢ الی ٣١٥ • شذرات الذہب ١/١٨٩

کتاب الحجۃ ١/٢٠٠

منصور ابراہیم النخعی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ جب تو سورۃ ختم کریں تو تکبیر کرا اور جب ارادہ رکوع کریں تو تکبیر کرے جیسا کہ کتاب الحجۃ ١/٢٠٠ میں ہے

• حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ منصور بن معتمر حافظ ثبت قدوۃ ابو عتاب السلمی الکوفی احد الاعلام تھے۔ عبد الرحمٰن ابن مہدی لکھتے ہیں کہ کوفہ میں اس سے زیادہ حافظ کوئی نہیں تھے اور یحییٰ بن سعید قطان فرماتے ہیں کہ منصور اثبت الناس سے ہیں۔

مطالعہ کریے سیر اعلام النبلاء ٥/٤٠٢ تا ٤١٢

(نوٹ) مندرجہ بالا کتابوں میں آپ کا ترجمہ مطالعہ کریں۔



• قال الامام محمد اخبرنا ابو حنيفة ثم قال وبه نأخذ الوتر ثلاث ركعات لا يفصل بينهن بتسليم قول ابو حنيفة[1]

• وقال الامام محمد اخبرنا ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم عن عمر بن الخطاب انه قال ما احب ان ترک الوتر بثلاث وان لی حمر النعم[2]

• ذكر الامام الطحاوى ادلة واثبات ثلاث ركعات ثم قال فثبت بذلك ان الوتر ثلاث لا يسلم الا في آخرهن[3] • وقال فهذا تحقيق ما روى على بن عبد الله عن ابيه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كان ثلاثا[4] • وقال سئل ابو خالدة عن ابى العالية عن الوتر فقال علمنا اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم وعلمونا ان الوتر مثل صلوة المغرب غير انا نقرأ فى الثالثة فهذا وتر الليل[5] • وقال وقد روى عن على بن ابى طالب فى الوتر ايضا انه ثلاث ركعات[6]

---

[1] كتاب الآثار ۱/ ۲۳۷ [2] كتاب الآثار ۱/ ۲۳۰ طالع كتاب الحجة ۱/ ۱۹۶

[3] شرح معانى الآثار ۱/ ۱۹۷ نسخة ثانية ۲۸۶ [4] ۱/ ۱۹۸ نسخة ثانية ۲۸۸

[5] شرح معانى الآثار ۱/ ۲۰۲ نسخة ثانية ۲۹۳

[6] شرح معانى الآثار ۱/ ۱۹۹ نسخة ثانية ۲۹۰

امام محمدؒ نے دلائل ذکر کئے ہیں پھر فرماتے ہیں کہ ہم اس پر عمل کرتے ہیں کہ وتر تین رکعات ہیں اس کے درمیان سلام نہیں یہ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے جیسا کہ کتاب الآثار ۱/ ۲۳۷ میں ہے • امام محمد امام ابو حنیفہؒ وہ حماد سے وہ ابراہیم سے وہ عمر بن الخطابؓ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو محبوب نہیں کہ میں تین رکعات وتر چھوڑ دوں اگرچہ مجھے سرخ اونٹ ہوں جیسا کہ کتاب الآثار ۱/ ۲۳۰ میں ہے

• امام طحاویؒ نے ادلہ تین رکعات وتر کے اثبات کے لئے ذکر کئے ہیں پھر فرماتے ہیں کہ اس سے ثابت ہو گیا کہ وتر تین رکعات ایک سلام کے ساتھ ہیں جیسا کہ شرح معانی الآثار ۱/ ۱۹۷ نسخہ دوم ۲۸۶ میں ہے • فرماتے ہیں یہ تحقیق اس کا ہے جو علی اپنے باپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وتر ذکر کرتے ہیں کہ یہ تین رکعات ہے ہیں شرح معانی الآثار ۱۹۸ نسخہ دوم ۲۸۸ فرماتے ہیں۔ ابو خالدہ نے ابو العالیہ سے وتر کے بارے پوچھا تو اس نے فرمایا کہ ہم کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے بتائے ہیں کہ وتر نماز مغرب جیسے ہیں البتہ ہم تیسری رکعت وتر میں پڑھتے اور یہ رات کا وتر ہے جیسا کہ شرح معانی الآثار ۱/ ۲۰۲ نسخہ دوم ۲۹۳ پھر فرماتے ہیں کہ علی بن ابی طالب سے بھی وتر کے بارے ایسی روایت ہے کہ یہ تین رکعات ہیں شرح معانی الآثار ۱/ ۱۹۹ نسخہ دوم ۲۹۰

• ثم ذکرانہ مثلہ وقال ولو ترشیا یتطوع بہ الا ولہ مثل

فی الفرض منہ اخذ وکان الوتر یتطوع بہ فلم یجز ان یکون کذلک الا ولہ مثل فی الفرض

والفرض لم نجد فیہ وترا الا ثلاثا فثبت بذلک ان الوتر ثلاث ھذا ھو النظیر وھو قول ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد رحمھم اللہ تعالیٰ وقد روی فی ذلک عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ [1]

• وقال فکان مما ثبت عنہم علی ھذہ الصفۃ ان الوتر ثلاث لا یسلم الا فی اخرھن فھذا ما ذکرنا من فقہاء المدینۃ وعلمائہم فاجمعوا علی ان الوتر ثلاث لا یسلم الا فی اخرھن وتابعھم علی ذلک عمر بن عبد العزیز ولم ینکر ذلک منکر سواھم [2]

---

[1] شرح معانی الآثار ۱/۲۰۲ نسخۃ ثانیۃ ۲۹۳

[2] شرح معانی الآثار ۱/۲۰۴ نسخۃ ثانیۃ ۲۹۶

پھر امام مسئلہ بیان کئے ہیں اور فرمایا ہے کہ ہم کوئی نفل کا کام کرتے ہیں تو اس کا مثال فرض میں ہوتا ہے کہ اس سے یہ تو ماخوذ ہوگا۔ تو وتر نماز سے لئے بھی مثال فرض میں چاہیئے اور فرض میں ہم وتر نہیں پاتے مگر تین رکعات (مغرب) تو اس سے ثابت ہوگیا کہ وتر تین رکعات ہیں یہ اس کا نظیر ہے، اور یہ قول امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا ہے اور اس میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایات کئے گئے ہیں جیسا کہ شرح معانی الآثار ۱/۲۰۲ نسخہ دوم ۲۹۳

پھر فرماتے ہیں میں نے ان سے اسی طریقہ سے ثابت کیا ہے کہ وتر تین رکعات ہیں جس کی اخیر سلام پھیرنا ہوگا اور یہ مدینہ کے فقہاء اور علماء سے ہم نے ذکر کیا ہے اور ان کا اس پر اتفاق ہے کہ وتر تین رکعات ایک سلام کے ساتھ ہیں اور عمر بن عبد العزیز بھی انہی کی تابعداری کی ہے

اور ان لوگوں سے سوا کوئی ان کا منکر نہ تھا جیسا کہ شرح معانی الآثار ۱/۲۰۴ نسخہ دوم ۲۹۶

- قال العلامة ابو الحسين القدوري المتوفى ۴۲۸ھ الوتر ثلاث ركعات لا يفصل بينهن بسلام ويقنت في الثالثة قبل الركوع في جميع السنة [1]
- قال الامام السغدي المتوفى ۴۶۱ھ مطلب الوتر وعند الفقهاء وابي عبد الله يوتر بتسليمة كوتر النهار [2]
- قال الامام السمرقندي المتوفى ۵۳۹ھ وعندنا الوتر ثلاث ركعات بتسليمة واحدة في الاوقات كلها لما روي عن ابن مسعود وابن عباس وعائشة رضي الله عنهم قالوا كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بثلاث ركعات [3]
- قال الامام علاء الدين المتوفى ۵۸۷ھ قال اصحابنا الوتر ثلاث ركعات بتسليمة واحدة في الاوقات كلها ولنا ما روي عن ابن مسعود وابن عباس وعائشة رضي الله عنهم انهم قالوا كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بثلاث ركعات [4]

---

[1] قدوری مع شرحہ اللباب ۱/۷۸ [2] النتف فی الفتاوی ۱/۱۰۳
[3] تحفۃ الفقہاء ۱/۲۲۲ [4] بدائع الصنائع ۲/۶۸۸ و ۶۸۹

- ابو الحسین القدوری المتوفی ۴۲۸ھ فرماتے ہیں وتر تین رکعات ہیں سلام کے ساتھ فصل نہ کریں اور رکوع سے پہلے تمام سال میں دعا قنوت کیا کریں۔ جیسا کہ قدوری مع شرحہ اللباب ۱/۷۸ میں ہے
- امام سغدی المتوفی ۴۶۱ھ فرماتے ہیں مطلب الوتر۔ اور فقہاء اور ابی عبد اللہ کے نزدیک ایک سلام کے ساتھ وتر کریں جیسا کہ دن کے وتر ہیں۔ النتف فی الفتاوی ۱/۱۰۳
- امام سمرقندی المتوفی ۵۳۹ھ فرماتے ہیں ہمارے نزدیک وتر تین رکعات ایک سلام کے ساتھ ہیں تمام اوقات میں اس لئے کہ ابن مسعود اور ابن عباس اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات سے وتر پڑھتے تھے۔ تحفۃ الفقہاء ۱/۲۲۲
- علامہ علاء الدین المتوفی ۵۸۷ھ فرماتے ہیں ہمارے اصحاب (احناف) فرماتے ہیں کہ وتر ایک سلام کے ساتھ تمام اوقات میں تین رکعات ہیں ہمارے لئے دلیل وہ ہے جو ابن مسعود اور ابن عباس اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات سے وتر پڑھتے تھے۔

بدائع الصنائع ۲/۶۸۸ و ۶۸۹

• قال الامام برهان الدين المرغيناني المتوفى ٥٩٣هـ الوتر ثلاث ركعات لا يفصل بينهن بسلام لما روت عائشة رض ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يوتر بثلاث[1]

• قال الامام ابن الهمام المتوفى ٨٦١هـ قوله لما روت عائشة رض روى الحاكم وقال على شرطهما عنها قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم يوتر بثلاث لا يسلم الا في آخرهن وكذا روى النسائي عنها قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم لا يسلم في ركعتي الوتر[2]

• قال الامام ابو البركات النسفي المتوفى ٧١٠هـ الوتر واجب وهو ثلاث ركعات بتسليمة[3] وقنت في الثالثة قبل الركوع ابدا بعد ان كبر وقرأ في كل ركعة منه بفاتحة وسورة

• قال الامام فخر الدين الزيلعي المتوفى ٧٤٣هـ (وهو ثلاث ركعات بتسليمة) لنا ما روى ابي بن كعب انه عليه السلام كان يوتر بثلاث ركعات يقرأ في الاولى بسبح اسم ربك الاعلى وفي الثانية بقل يا ايها الكافرون وفي الثالثة بقل هو الله احد ويقنت قبل الركوع الحديث وعن عائشة رضي الله عنها ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يوتر بثلاث لا يفصل بينهن[4]

---

[1] الهداية شرح البداية ١/٦٦ [2] فتح القدير ١/٣٧٢ [3] كنز الدقائق ١/٦٧، ٦٨

[4] تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق ١/١٧٠

• امام برہان الدین مرغینانی المتوفی ۵۹۳ھ فرماتے ہیں وتر تین رکعات ہیں سلام کے ساتھ درمیان میں جدائی نہ کریں اس لئے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھتے تھے جیسا کہ ہدایہ شرح بدایہ ۱/۶۶ میں ہے۔

• امام ابن الہمام المتوفی ۸۶۱ھ فرماتے ہیں قولہ لما روت عائشۃ۔ یہ حدیث حاکم نے روایت کی ہے اور کہا ہے کہ بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین وتر پڑھتے تھے سلام اخیر میں پھیرتے تھے اور اسی طرح نسائی نے بھی روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت وتر میں سلام نہیں پھیرتے تھے فتح القدیر ۱/۳۷۲ • ابو البرکات نسفی المتوفی ۷۱۰ھ فرماتے ہیں وتر واجب ہے اور یہ تین رکعات ایک سلام کے ساتھ ہیں اور رکوع سے قبل تیسری رکعت میں قنوت پڑھیں ہمیشہ تکبیر کے بعد اور ہر رکعت میں فاتحہ اور سورۃ پڑھیں کنز الدقائق ۱/۶۷، ۶۸

• امام فخر الدین زیلعی المتوفی ۷۴۳ھ فرماتے ہیں کہ وتر تین رکعات ایک سلام کے ساتھ ہیں کیونکہ ابی بن کعب نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اول رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکافرون تیسری رکعت میں قل ھو اللہ احد اور قنوت رکوع سے قبل کرتے تھے الحدیث اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھتے تھے اور سلام کے ساتھ جدائی نہیں فرماتے تھے تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق ۱/۱۷۰

- قال الامام عبيد الله بن مسعود تاج الشريعة المتوفى سنة ٧٤٧ھ الوتر ثلاث ركعات وجب بسلام وقبل ركوع الثالثة يكبر رافعا يديه ثم يقنت فيه ابدا دون غيره ويقرأ في كل ركعة منه الفاتحة وسورة [1]
- قال الامام اكمل الدين المتوفى سنة ٧٨٦ھ الوتر عندنا ثلاث ركعات لا يفصل بينهن بسلام ولنا ما روت عائشة رضي الله عنها ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يوتر بثلاث [2]
- قال الامام ابن نجيم المتوفى سنة ٩٧٠ھ قوله وهو ثلاث ركعات بتسليمة ، اى الوتر لما روى الحاكم وصححه وقال على شرطهما [3]
- قال الامام عبد الرحمن شيخ زاده المتوفى سنة ١٠٧٨ھ وهو ثلاث ركعات بسلام واحد لما روي انه عليه السلام كان يوتر بثلاث لا يسلم الا في آخرهن رواه ابي بن كعب وجماعة من الصحابة رضي الله عنهم [4]

---

[1] مختصر الوقاية ١/٧١ [2] العناية على حاشية فتح القدير ١/٣٧٣
[3] بحر الرائق ٢/٤ [4] مجمع الانهر ١/١٢٨

- امام عبید اللہ بن مسعود تاج الشریعۃ المتوفی ۷۴۷ھ فرماتے ہیں وتر تین رکعت ایک سلام کے ساتھ واجب ہے اور تیسرے رکوع سے قبل تکبیر کہیں اور ہاتھ اٹھائیں پھر دعائے قنوت پڑھیں اور ہر رکعت میں فاتحہ اور سورۃ پڑھیں۔ مختصر الوقایہ ۱/۷۱
- امام اکمل الدین المتوفی ۷۸۶ھ فرماتے ہیں وتر ہمارے نزدیک تین رکعات ایک سلام کے ساتھ ہیں ہماری دلیل وہ ہے جو عائشہ رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھا کرتے تھے العنایۃ ۱/۳۷۳ برحاشیہ فتح القدیر
- امام ابن نجیم المتوفی ۹۷۰ھ فرماتے ہیں یہ قول کہ تین رکعات ایک سلام کے ساتھ ... وتر۔ اس لئے کہ حاکم نے مستدرک میں روایت کی ہے اور کہا ہے کہ بخاری اور مسلم کے شرائط پر صحیح ہے۔ بحر الرائق ۲/۴
- امام عبدالرحمن شیخ زادہ المتوفی ۱۰۷۸ھ فرماتے ہیں کہ تین رکعات ایک سلام کے ساتھ ہیں اس لئے کہ روایت کی گئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر ایک سلام سے پڑھتے تھے اور اس کو ابی بن کعب اور دیگر صحابہ کی جماعت نے روایت کی ہے۔ مجمع الانہر ۱/۱۲۸

- قال الامام القاضی محمد بن فرامرز الملا خسرو المتوفی ۸۸۵ھ وهو ثلاث رکعات بتسلیمة لما روی ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یوتر بثلاث لا یسلم الا فی اخرهن رواه جماعة من الصحابة رضی الله عنهم [1]
- قال الامام ابراهیم بن محمد المتوفی ۹۵۶ھ الوتر واجب وهو ثلاث رکعات بسلام واحد لما روی انه علیه السلام کان یوتر بثلاث لا یسلم الا فی اخرهن رواه ابی بن کعب وجماعة من الصحابة رضی الله عنهم [2]
- قال الامام علاء الدین ابن عابدین المتوفی ۱۳۰۶ھ الوتر وهو ثلاث رکعات بتسلیمة کفرض المغرب [3]
- قال الامام الشیخ الحصکفی المتوفی ۱۰۸۸ھ وهو ثلاث رکعات بتسلیمة کالمغرب [4]
- قال الامام ابراهیم بن محمد القاری المتوفی …ھ الوتر واجب ثلاث رکعات بتسلیمة واحدة وعن الحسن انه قال اجمع المسلمون علی ان الوتر ثلاث رکعات لا یسلم الا فی اخرهن [5]
- وفی الفتاوی العالمگیریة والوتر ثلاث رکعات لا یفصل بینهن [6]

---

[1] درر الحکام ۱/۱۱۲ [2] ملتقی الابحر ۱/۱۲۸ [3] الهدیة العلائیة ۷۴
[4] الدر المختار ۱/۴۹۱ [5] المستخلص ۱/۲۳۴ [6] الفتاوی الهندیة ۱/۱۱۱
- طالع کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة ۱/۳۳۶

- امام قاضی محمد بن فرامرز الملا خسرو المتوفی ۸۸۵ھ فرماتے ہیں کہ وتر تین رکعات ایک سلام کے ساتھ ہیں اس لیے کہ روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات ایک سلام سے پڑھا کرتے تھے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت نے روایت کی ہے درر الحکام ۱/۱۱۲
- امام ابراہیم بن محمد المتوفی ۹۵۶ھ فرماتے ہیں وتر واجب ہے اور یہ تین رکعت ایک سلام کے ساتھ اس لیے کہ روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر ایک سلام کے ساتھ پڑھا کرتے تھے ابی بن کعب اور صحابہ کی جماعت نے روایت کی ہے ملتقی الابحر ۱/۱۲۸
- امام علاء الدین ابن عابدین المتوفی ۱۳۰۶ھ فرماتے ہیں وتر تین رکعات ایک سلام کے ساتھ فرض مغرب جیسے ہیں الہدیۃ العلائیہ ص ۷۴
- امام الشیخ حصکفی المتوفی ۱۰۸۸ھ فرماتے ہیں کہ وتر تین رکعات ایک سلام کے ساتھ مغرب جیسے ہیں الدر المختار ۱/۴۹۱
- امام ابراہیم بن محمد القاری المتوفی …ھ فرماتے ہیں کہ وتر واجب ہیں تین رکعات ایک سلام کے ساتھ اور حسن سے روایت ہے کہ مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ وتر تین رکعات ہیں ایک سلام کے ساتھ المستخلص ۱/۲۳۴
- فتاوی عالمگیری میں ہے کہ وتر تین رکعات ایک سلام کے ساتھ ہیں ۱/۱۱۱
- مطالعہ کریں کتاب الفقہ علی المذاهب الاربعة ۱/۳۳۶

الفصل الثالث

في بيان الوتر

عند الشوافع رحمهم الله تعالى

- قال الامام المفسر محي السنة ابو محمد الحسين بن مسعود البغوي الشافعي المتوفى ١٦ھ روينا عن ابن عباس انه اوتر بثلاث [1]
- قال الامام البغوي اختلف اهل العلم فيه فذهب الثوري الى انه ان شاء اوتر بخمس وان شاء بثلاث وان شاء بركعة واحدة. والذي استحب ان يوتر بثلاث وهو قول ابن المبارك رحمه الله واليه ذهب جماعة من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم منهم عبد الله بن مسعود كان يوتر بثلاث [2]

---

[1] شرح السنة ٧/٤ ٧ [2] شرح السنة ٨٢/٤

فصل سوم وتر کے بیان میں شوافع رحمہم اللہ کے نزدیک

امام مفسر محی السنۃ ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی الشافعی المتوفی ۵۱۲ھ فرماتے ہیں ہم نے ابن عباسؓ کی روایت ذکر کی ہے کہ وہ تین رکعات پڑھتے تھے۔ شرح السنۃ ۴/۷۷

- امام بغوی فرماتے ہیں علماء کا اس میں اختلاف ہے۔ ثوری فرماتے ہیں کہ جو چاہیں پانچ وتر پڑھیں اور جو چاہیں تین رکعات پڑھیں اگر چاہیں تو ایک رکعت وتر پڑھیں جنہوں نے تین رکعات کو مستحب سمجھا ہے تو یہ ابن المبارک اور کوفہ والوں کا قول ہے اور اسی پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی جماعت قائل ہیں۔ ان میں سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ہے کہ وہ تین رکعات وتر پڑھتے تھے

• قال الامام ابو اسحاق ابراہیم بن علی الفیروز آبادی المتوفی ۴۷۶ھ ویجوز ان یجمعہا بتسلیمۃ لما روت عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یسلم فی رکعتی الوتر[1]

• قال الامام محی الدین یحیی بن شرف الشافعی النووی ۶۷۶ھ ویجوز ان یجمعہا بتسلیمۃ لما روت عائشۃ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یسلم فی رکعتی الوتر[2]

• (ثم قال الامام النووی) والثانی ان وصلہا بتسلیمۃ واحدۃ افضل قالہ الشیخ ابو زید المروزی للخروج من الخلاف فان ابا حنیفۃ لا یصحح المفصولۃ[3]

---

[1] المہذب فی فقہ الامام الشافعی ۱/۸۳ [2] المجموع شرح المہذب ۴/۱۱ [3] قال الامام النووی قال ابو حنیفۃ لا یجوز الوتر الا ثلاث رکعات موصولۃ بتسلیمۃ واحدۃ کہیئۃ المغرب قال لو اوتر بواحدۃ او بثلاث بتسلیمتین لم یصح ووافقہ سفیان الثوری ۔۔۔ الخ واحتج لہم بحدیث محمد بن کعب القرظی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن البتیراء وعن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال الوتر ثلاث کوتر النہار المغرب قال البیہقی ہذا صحیح عن ابن مسعود (ثم بین ادلۃ مذہبہ) طالع المجموع شرح المہذب ۴/۲۲ تدبر ولا یرد علیہ مایرد

• امام ابو اسحاق ابراہیم بن علی الفیروز آبادی المتوفی ۴۷۶ھ فرماتے ہیں۔ جائز ہے کہ وتر ایک سلام سے پڑھیں کیونکہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت وتر میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔ المہذب فی فقہ الامام الشافعیؒ ۱/۸۳

• امام محی الدین یحیی بن شرف شافعیؒ المتوفی ۶۷۶ھ فرماتے ہیں جائز ہے کہ ایک سلام سے وتر پڑھیں کیونکہ عائشہ رض نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعات وتر میں سلام نہیں پھیرتے تھے۔ المجموع شرح المہذب ۴/۱۱

• پھر امام نووی فرماتے ہیں دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اگر ایک سلام سے پڑھیں تو بہتر ہے جیسا کہ شیخ ابو زید المروزی نے فرمایا ہے تاکہ خلاف سے نکل جائے کیونکہ ابو حنیفہ ؒ سلام کے ساتھ فصل کرنا جائز نہیں سمجھتے۔

پھر فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ وتر جائز نہیں مگر تین رکعات ایک سلام کے ساتھ جیسا کہ نمازِ مغرب۔ فرماتے ہیں کہ اگر ایک رکعت پڑھی اور یا تین رکعات دو سلام کے ساتھ تو صحیح نہیں اور سفیان ثوری بھی اس کا موافق ہے اور استدلال محمد بن کعب قرظی کی حدیث پیش کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتیراء سے منع کیا ہے اور عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ وتر تین رکعات ہیں جیسا کہ وتر دن کے نماز مغرب بیہقی کہتے ہیں کہ یہ ابن مسعود سے صحیح ہے۔ پھر امام نوویؒ نے اپنے مذہب کے دلائل بیان کئے ہیں

مطالعہ کریں المجموع شرح المہذب ۴/۲۲ فکر کرا اعتراض نہیں آتا۔

• والثالث ان کان المنفرد فالفصل افضل وان کان اماما فالوصل حتی تصح صلوته لکل المقتدین [1]

• قال الامام سیف الدین ابوبکر محمد بن احمد الشاشی المتوفی ۵۰۷ھ .. وقال ابو حنیفة الوتر ثلاث رکعات بتسلیمة واحدة لا یزاد علیهما ولا ینقص منها [2]

---

[1] المجموع شرح المهذب ۱۳/٤ [2] حلیة الاولیاء فی مذاهب الفقهاء ۱۱۸/۲

• طالع کتاب الفقه ۳۳۸/۱

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ اگر اکیلا نماز پڑھتا ہو تو پھر فصل ایک رکعت بہتر ہے اگر امام ہو تو پھر وصل یعنی تین رکعات ایک سلام سے پڑھنا بہتر ہے تاکہ تمام مقتدیوں کی نمازیں صحیح ہوجائیں جیساکہ مجموع شرح المہذب ۱۳/٤ میں ہے۔

• امام سیف الدین ابوبکر محمد بن احمد شاشی المتوفی ۵۰۷ھ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔
وتر تین رکعات ایک سلام کے ساتھ ہیں۔
نہ اس پر زیادہ کریں گے نہ اس سے کم
جیساکہ حلیۃ الاولیاء فی مذاہب الفقہاء ۱۱۸/۲ میں ہے
کتاب الفقہ ۳۳۸/۱ مطالعہ کریں۔

الفصل الرابع

فی بیان الوتر

عند الحنابلۃ رحمہم اللہ تعالیٰ

قال الامام موفق الدین عبداللہ بن قدامۃ المتوفی سنہ ٦٢٠ھ[1] . الذی یختارہ ابو عبداللہ[2] ان یفصل رکعۃ الوتر بما قبلہا وقال ان اوتر بثلاث لم یسلم فیہن لم یضیق علیہ عندی .... وقال یعجبنی ان یسلم فی الرکعتین وممن کان یسلم بین الرکعتین والرکعۃ ابن عمر وقال ابو حنیفۃ رح لا یفصل بسلام

---

[1] قد ذکرت ترجمتہ فی بیان التراویح مفصلا فتذکر

[2] قد ذکرت ترجمۃ ابی عبداللہ ... احمد بن حنبل رحمہ اللہ فی بیان التراویح مفصلا فتذکر

چوتھا فصل وتر کے بیان میں ہے حنابلہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک

امام موفق الدین عبداللہ بن قدامہ المتوفی ٦٢٠ھ فرماتے ہیں کہ ابو عبداللہ (احمد بن حنبل) جس کو پسند کرتا وہ یہ ہے کہ ایک رکعت سے فصل کریں ماقبل شفع کے ساتھ (دو رکعت اول پڑھیں پھر سلام پھیر کر ایک رکعت وتر پڑھیں)

اور فرمایا کہ اگر تین رکعات پڑھا جس میں سلام نہ پھیرا تو بھی میرے نزدیک اس میں تنگی نہیں یعنی جائز ہے اور فرمایا کہ مجھے پسند ہے کہ دو رکعتوں میں سلام پھیریں اور سلام پھیرنے والوں میں ابن عمرؓ ہیں۔

اور ابو حنیفہ رح فرماتے ہیں کہ سلام سے فصل نہ کریں۔

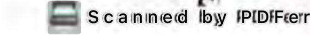
وقال الاوزاعی ان فصل فحسن وان لم یفصل فحسن ثم ذکر ادلۃ الفریقین فقال اذا ثبت هذا فانه اذا صلی خلف امام یصلی الثلاث بتسلیم واحد تابعه ثلو یخالف امامه وبه قال مالک وقد قال احمد فی روایۃ ابی داود فیمن یوتر فیسلم من الثنتین فیکرهونه یعنی اهل المسجد

ے قال الامام ابن سعد ابو عمرو الاوزاعی ... کان ثقۃ مامونا صدوقا فاضلا خیرا کثیر الحدیث والفقہ حجۃ الطبقات الکبری ۷/ ۴۸۸

• قال الحافظ الذہبیؒ الاوزاعی – عبد الرحمن بن عمرو شیخ الاسلام و عالم اهل الشام قال الخریبی کان الاوزاعی افضل اهل زمانه. طالع توثیقه فی سیر اعلام النبلاء ۷/ ۱۰۷ الی ۱۳۴ • تذکرۃ الحفاظ ۱/ ۱۷۸، ۱۸۳ • العبر ۱/ ۱۷۴ و ۱۷۵
• میزان الاعتدال ۲/ ۵۸۰ • الجرح والتعدیل ۱/ ۱۸۴ الی ۲۱۹ و ۵/ ۲۶۶ و ۲۶۷ • مشاہیر علماء الامصار ۱۸۰ • طبقات خلیفۃ ۳۱۵ و ۳۱۶ • تاریخ خلیفۃ ۴۲۸ • التاریخ الکبیرہ ۵/ ۳۲۶ • التاریخ الصغیر ۲/ ۱۲۴
• المعرفۃ والتاریخ ۲/ ۳۹۰ الی ۳۹۷ • حلیۃ الاولیاء ۶/ ۱۳۵ الی ۱۳۹

• اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر فصل کیا تو بہتر اگر فصل نہ کیا تو بہتر پھر فریقین کے دلائل ذکر کئے ہیں پھر فرمایا ہے کہ اگر امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہو تین رکعات ایک سلام سے پڑھتا ہو تو اس کی تابعداری کریں تا کہ امام سے مخالفت نہ کریں اور اسی پر امام مالکؒ نے قول کیا ہے۔ ابو داؤد کی روایت میں امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ جو وتر پڑھتا ہو اور دو رکعتوں میں سلام پھیرتا ہو اور مسجد والے (مقتدی) اس کو پسند نہیں کرتے۔

ے امام ابن سعد فرماتے ہیں ابو عمر الاوزاعی ثقہ اور مامون اور صدوق فاضل کثیر الحدیث والفقہ اور حجت ہیں طبقات کبریٰ ۷/ ۴۸۸
• حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں الاوزاعی... عبد الرحمن بن عمرو شیخ الاسلام اور عالم اہل الشام ہیں۔ خریبی فرماتے ہیں کہ اوزاعی اپنے زمانہ کے افاضل سے ہیں مطالعہ کریں اس کی توثیق سیر اعلام النبلاء ۷/ ۱۰۷ تا ۱۳۴



قال فلو صار الی ما یریدون یعنی ان ذلک سہل لا تضر موافقتہ ایاھم فیہ [1]

- وفیات الاعیان ۳/۱۲۷ و ۱۲۸ ● تہذیب الکمال ۸۰۷ و ۸۰۸
- البدایۃ والنہایۃ ۱۰/۱۱۵ الی ۱۲۰ ● التہذیب ۶/۲۳۸ الی ۲۴۲
- طبقات الحفاظ للسیوطی ۸۹ ● خلاصۃ تذھیب الکمال ۲۳۲
- شذرات الذھب ۱/۲۴۱ و ۲۴۲
- الفہرست للندیم ۲۷۷

---

[1] المغنی مع الشرح الکبیر ۱/۷۸۹ و ۷۹۰

فرماتے ہیں کہ اگر امام وہ عمل کریں کہ یہ لوگ ارادہ رکھتے ہیں۔ تو یہ بھی ٹھیک ہیں تو امام کو ان کی موافقت مضر نہیں۔

جیسا کہ مغنی بمعہ شرح کبیر ۱/۷۸۹ و ۷۹۰ میں آیا ہے۔

(نوٹ) مندرجہ بالا کتابوں میں امام اوزاعی کی توثیق مطالعہ کریں۔

- وقال شیخ الاسلام ابن تیمیة المتوفی سنة ۷۲۸ھ ان الوتر بثلاث بسلام واحد جائز ایضا کما جاءت به السنة [۱]
- وقال الامام شمس الدین محمد بن مفلح المتوفی سنة ۷۶۳ھ۔ وبتسلیمة یجوز وقیل بل کالمغرب وخیر شیخنا بین الفصل والوصل [۲]
- وقال الامام علاء الدین علی بن سلیمان المرداوی المتوفی سنة ۸۸۵ھ قال الامام احمد وان اوتر بثلاث لم یسلم فیهن لم یضق عندی قال فی المستوعب وان صلی ثلاثا بسلام واحد جاز ویجلس عقیب الثانیة کصلوٰة المغرب وخیر الشیخ تقی الدین الفصل والوصل [۳]

---

[۱] مجموع فتاوی شیخ الاسلام ۲۳/۹۲ طالع ۲۳/۳۸۳ و ۲۲/۲۶۸ و ۲۴/۱۹۵

[۲] کتاب الفروع ۱/۵۳۸ [۳] الانصاف فی معرفة الراجح من الخلاف ۲/۱۷۰

- شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ المتوفی ۷۲۸ھ فرماتے ہیں کہ وتر تین رکعات ایک سلام کے ساتھ جائز ہیں جیسا کہ اس پر سنت وارد ہے۔ مجموع فتاوی شیخ الاسلام ۲۳/۹۲
  مطالعہ کریں ۲۳/۳۸۳ و ۲۲/۲۶۸ و ۲۴/۱۹۵
- امام شمس الدین محمد بن مفلح متوفی ۷۶۳ھ .. (وتر) ایک سلام سے جائز ہیں اور کہا گیا ہے مغرب جیسے ہے۔ ہمارے شیخ نے فصل اور وصل دونوں کو پسند کیا ہے جیسا کہ کتاب الفروع ۱/۵۳۸ میں ہے۔
- امام علاء الدین علی بن سلیمان المرداوی المتوفی ۸۸۵ھ فرماتے ہیں۔ امام احمد نے فرمایا ہے اگر تین رکعات وتر ایک سلام سے کریں تو میرے نزدیک فکر نہیں۔ مستوعب میں ہے اگر تین رکعات ایک سلام سے کیا جائز ہے اور شیخ تقی الدین فصل (جدا جدا سلام سے) اور وصل (ایک سلام سے) دونوں کو پسند کیا ہے۔
  الانصاف فی معرفة الراجح من الخلاف ۲/۱۷۰

قال الامام الشيخ مصطفى بن سعد المتوفى سنة ١٢٤٣ھ

(وتجوز) اى تصلى ثلاث ركعات (ب) سلام (واحد سردا) فلا يجلس الا فى آخرهن (وتجوز كمغرب) جزم به (فى المستوعب) وغيره [1]

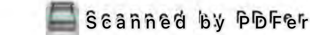
---

[1] مطالب اولى النهى فى شرح غاية المنتهى ١/٥٥٢

امام شیخ مصطفیٰ بن سعد المتوفی ۱۲۴۳ھ فرماتے ہیں۔

تین رکعات ایک سلام کے ساتھ جائز ہے۔ اخیر میں بیٹھ جائیں اور مغرب نماز جیسے جائز ہے۔

مطالب اولی النہی ۱/۵۵۲



• ذکر شیخ الاسلام مجد الدین ابن تیمیة المتوفی ۶۵۲ھ ... ما روی عن ابی بن کعب ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یقرأ فی الوتر بسبح اسم ربك الاعلی وفی الرکعة الثانیة بقل یا ایها الکافرون وفی الثالثة بقل هو الله احد ولا یسلم الا فی آخرهن رواه النسائی[1]

---

[1] قال الحافظ الذهبی - ابن تیمیة الشیخ الامام العلامة فقیه العصر شیخ الحنابلة مجد الدین ابو البرکات عبد السلام بن عبد الله الحرانی ابن تیمیة. طالع سیر اعلام النبلاء ۲۳/۲۹۱ و ۲۹۲ • طالع دول الاسلام ۲/۱۱۹

• قال الحافظ الذهبی - عبد السلام بن عبد الله .. مجد الدین ابو البرکات بن تیمیة ... احد الاعلام وجد شیخنا تقی الدین .. ... کان اماما کاملا معدوم النظیر فی زمانه رأسا فی الفقه واصوله بارعا فی الحدیث ومعانیه وله الید الطولی فی معرفة القراءات والتفسیر ... وکان فرد زمانه فی معرفة المذهب مفرط الذکاء متین الدیانة کبیر الشان. معرفة القراء الکبار ۲/۶۵۳ الی ۶۵۵

• طالع العبر ۳/۲۶۹ • فوات الوفیات ۲/۳۲۳ و ۳۲۴ • البدایة والنهایة ۱۳/۱۸۵ •

• غایة النهایة ۱/۳۸۵ و ۳۸۶ لابن الجزری • ذیل طبقات الحنابلة لابن رجب ۲/۲۴۹

• النجوم الزاهرة ۷/۳۳ • شذرات الذهب ۵/۲۵۷ • مرآة الجنان ۴/۱۲۸

---

[1] المنتقی من اخبار المصطفی صلی الله علیه وسلم ۱/۵۲۹ رقم الحدیث ۱۱۹۶

• شیخ الاسلام مجد الدین ابن تیمیہ المتوفی ۶۵۲ھ فرماتے ہیں ابی بن کعب سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں قل یایھا الکافرون اور تیسری میں قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے اور سلام آخر میں پھیرتے تھے نسائی نے روایت کی ہے۔ جیسا کہ المنتقی من اخبار المصطفیٰ ۱/۵۲۹ رقم الحدیث ۱۱۹۶ میں ہے

---

[1] حافظ ذہبی فرماتے ہیں ابن تیمیہ، شیخ امام علامہ فقیہ العصر شیخ الحنابلہ مجد الدین ابو البرکات عبد السلام بن عبد اللہ الحرانی ابن تیمیہ ہیں۔ مطالعہ کریں سیر اعلام النبلاء ۲۳/۲۹۱ و ۲۹۲ مطالعہ کریں، دول الاسلام ۲/۱۱۹ • حافظ ذہبی فرماتے ہیں عبد السلام بن عبد اللہ مجد الدین ابو البرکات ابن تیمیہ احد الاعلام ہمارے شیخ تقی الدین کے دادا تھے۔ اور یہ امام کامل معدوم النظیر اور فقہ اور اصول میں رئیس تھے احادیث اور اس کے معانی میں بلند پایہ رکھتے تھے۔ اور قراءات اور تفسیر کی معرفت قوت رکھتے تھے اور مذاہب کی معرفت میں اپنے زمانہ کے یکتا تھے۔ سخت ذکی اور دیانت میں قوی کبیر الشان تھے معرفۃ القراء الکبار ۲/۶۵۳

(نوٹ) مندرجہ بالا کتابیں مطالعہ کریں اعادہ کی ضرورت نہیں۔

Scanned by PDFer

الفصل الخامس

فی بیان الوتر

عند المالکیۃ رحمہم اللہ تعالیٰ [1]

قال شیخ الاسلام ابن عبد البر المتوفی ۴۶۳ھ و من صلی خلف امام یوتر بثلاث لا یفصل بینہما بسلام فلا یخالفہ لاختلاف النقل فی ذالک عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولقولہ علیہ السلام انما جعل الامام لیؤتم بہ [2]

• روی الامام سحنون عن الامام عبد الرحمٰن بن القاسم عن امام دار الھجرۃ احد ائمۃ المتبوعۃ الامام مالک بن انس (بانہ قال) فقلت لمالک أیسلم الامام من رکعتین فی الوتر قال نعم ھو الشان قلت لہ فان صلیت معہم قال لا تخالفہ ان سلم فسلم وان لم تسلم [3]

---

[1] قد ذکرت ترجمتہ فی بیان الوتر فتذکر

[2] الکافی فی فقہ اھل المدینۃ [3] المدونۃ الکبری ۱/۲۲۵

فصل پنجم وتر کے بیان میں ہے مالکیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔

• شیخ الاسلام ابن عبد البر المتوفی ۴۶۳ھ فرماتے ہیں جو اس امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہو کر وہ فصل نہیں کرتا (یعنی تین رکعات وتر ایک سلام سے پڑھتا ہو) تو یہ اسی طرح تین رکعات پڑھیں اور اس کا خلاف نہ کریں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقول مختلف ہیں اور اسی وجہ سے بھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام کی تابعداری کی جائے۔

الکافی فی فقہ اہل المدینۃ

• امام سحنون امام عبد الرحمٰن بن القاسم سے روایت کرتے ہیں اور وہ امام دار الہجرۃ احد ائمہ متبوعہ الامام مالک بن انس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے امام مالک کو کہا کہ وتر کے دو رکعتوں میں امام سلام پھیریں اس نے فرمایا ہاں یہی طریقہ ہے۔ میں نے پوچھا کہ اگر ان کے ساتھ نماز پڑھوں (جو ایک سلام کے ساتھ وتر پڑھتے ہیں۔ فرمایا تو خلاف نہ کر اگر وہ سلام پھیرے تو تو سلام پھیر۔ اگر وہ سلام نہ پھیرے تو آپ بھی سلام نہ پھیرے

المدونۃ الکبری ۱/۲۲۵

Scanned by PDFer

- قال الامام القاضی ابو الولید سلیمان بن خلف المتوفی ۴۷۴ھ روی عن ابن القاسم انہ قال ان امامہ یسلم من الشفع سلم معہ من الوتر وان کان لا یسلم من الشفع فلیصل ذلک برکعۃ الوتر کفعل امامہ[1]
- قال الاشہب سئل عن الامام مالک عمن اوتر بالناس فی رمضان فقال لو کنت صانعہ لم اسلم بین الاثنین والواحدۃ لان بعض الناس قد قالوا یوتر بثلاث الخ
- قال الامام محمد بن رشد المتوفی ۵۲۰ھ کذا وقعت الروایۃ .... والصحیح فی الروایۃ لم اسلم بین الاثنین والواحدۃ بدلیل اعتلالہ لذلک بقول الذین قالوا انہ یوتر بثلاث فاراد انہ لو اوتر بثلاث لا یفصل بینھن لم اخالف فعلہ فی ترک الفصل اذ من الناس من یقول ذلک[2]

---

[1] المنتقی شرح الموطا ۱/۲۲۳

[2] البیان والتحصیل والشرح والتوجیہ والتعلیل ۱/۴۵۲

- امام قاضی ابو الولید سلیمان بن خلف المتوفی ۴۷۴ھ فرماتے ہیں ابن القاسم سے روایت ہے کہ اگر امام دو رکعتوں پر سلام پھیر لیتا ہو تو اس کے ساتھ سلام پھیر لیں اگر وہ سلام نہیں پھیرتا تو آپ نہ پھیریں تو جیسا امام کرتا ہے اسی طرح کریں۔ المنتقی شرح الموطا ۱/۲۲۳
- اشہب کہتے ہیں کہ امام مالکؒ سے پوچھا کہ جو رمضان میں لوگوں کو وتر پڑھاتا ہو تو فرمایا کہ اگر میں کرتا تو میں سلام نہ پھیرتا دو رکعتوں اور ایک رکعت میں کیونکہ بعض لوگ تین رکعات وتر پڑھتے ہیں۔
- امام محمد بن رشد المتوفی ۵۲۰ھ فرماتے ہیں روایت اسی طرح ہے۔ صحیح روایت یہ ہے کہ میں دو رکعت اور ایک رکعت میں سلام نہ پھیرتا کیونکہ دلیل میں یہ پیش کرتے ہیں کہ یہ لوگ تین رکعات وتر پڑھتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر میں وتر پڑھاتا تو سلام کے ساتھ فصل نہیں کرتا یعنی ان کا خلاف ہیں فصل کے چھوڑنے میں نہیں کرتا کیونکہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں۔ البیان والتحصیل ۱/۴۵۲



• قال ابن القاسم سألته (أی عن الامام مالک) عن الرجل یدخل المسجد فی رمضان فیدرک الامام فی آخر رکعة الوتر، قد صلی معه بعد العشاء نافلة قال اذا سلم اضاف الیها اخری وسلم ثم اوتر بواحدة اذا کان الامام ممن یسلم وان کان ممن لا یسلم اضاف الیها اثنین بغیر سلام

قال الامام محمد بن رشد ۔ ۔ ۔ ۔ ووجهه مراعاة قول من یری ان الوتر ثلاث لا یفصل بینهن بسلام [1]

• قال الامام ابو عبد الله محمد بن عبد الله بن علی الخرشی المالکی المتوفی سنة ۱۱۰۱ھ
من صلی خلف من لا یفصل بینهما کمذهب الحنفی فانه لا یطلب منه الانفصال بسلام بل یتبعه لما یؤدی فصله الی السلام قبل السلام [2]

• کذا قال الامام علی بن احمد الصعیدی العدوی المالکی [3]

• قال ابو البرکات احمد بن محمد الدردیر المتوفی سنة ۱۲۰۱ھ وعقیب منفصل عنه ندبا بسلام الا لاقتداء بواصل فیوصله معه [4]

---

[1] البیان والتحصیل ۲/۱۷، ۱۸ [2] الخرشی علی مختصر السید خلیل ۲/۱۱ ۱۲۶
[3] هامش کتاب الخرشی ۲/۱۱ [4] الشرح الکبیر علی مختصر ابی الضیاء علی حاشیة الدسوقی ۱/

• ابن القاسم فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالکؒ سے پوچھا کہ آدمی رمضان میں مسجد کو داخل ہو جائے اور امام کے ساتھ اخیر رکعت وتر میں شریک ہو جائے اور ۔ ۔ ۔ فرمایا کہ جب سلام پھیرے تو اسکے ساتھ اور ملا دیں اور سلام پھیریں پھر ایک رکعت وتر کریں جب اس امام نے سلام پھیرا ہو دو رکعتوں پر۔ اگر امام وہ ہو جس نے سلام نہیں پھیرا تو اس کے ساتھ دو رکعت اور ملا دیں اور سلام نہ پھیریں۔ امام محمد بن رشد فرماتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا رعایت ہے کہ جو وتر تین رکعات ایک سلام سے بغیر فصل پڑھتا ہو جیسا کہ البیان والتحصیل ۲/۱۷ و ۱۸ میں ہے۔

• امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن علی الخرشی المالکی المتوفی سنہ ۱۱۰۱ھ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی شخص کے پیچھے نماز وتر پڑھتا ہو جو سلام سے فصل نہیں کرتا جیسا کہ مذہب حنفی ہے تو اس سے فصل سلام کے ساتھ طلب نہ کریں، بلکہ اس کی تابعداری کریں الخرشی بر مختصر السید خلیل ۲/۱۱ • اسی طرح امام علی بن احمد المالکی نے فرمایا ہے حاشیہ برکتاب الخرشی ۲/۱۱

• امام ابو البرکات احمد بن محمد الدردیر المتوفی سنہ ۱۲۰۱ھ فرماتے ہیں شفع کے بعد ایک رکعت اکیلا پڑھنا مستحب ہے اگر اقتدا اس شخص کے پیچھے کریں جو ایک سلام سے وتر پڑھتا ہو تو پھر اسی طرح پڑھیں۔ الشرح الکبیر ۱/۳۱۶

الخاتمة فی الاجوبة

عن مستدلات المنکرین

ایها الاخ الکریم انی ذکرت فیما سبق مفصلا بان الوتر ثلاث رکعات ثابتة من الاحادیث الصحیحة وذکرت اقوال الصحابة رضی الله عنهم و اقوال الائمة المجتهدین من المذاهب الاربعة المتبوعة وغیرهم من الائمة الاعلام بان کلهم قائلون بجواز الوتر ثلاث رکعات بتسلیمة واحدة حتی ذکرت اقوال بعض الائمة من الشوافع و الحنابلة والمالکیة ایضا بان الافضل للامام ان یوتر بثلاث رکعات موصولة للخروج من الخلاف لکن ومع هذه التصریحات یقول الالبانی ... ویتلخص من کل ماسبق ان الایتار بای نوع من هذه الانواع المتقدمة جائز حسن وان الایتار بثلاث بتشهدین کصلوة المغرب لو یأت فیه حدیث صریح بل

خاتمہ منکرین کے استدلالات میں ہے۔ اے میرے محترم بھائی کہ میں نے پہلے مفصل ذکر کیا ہے کہ وتر تین رکعات صحیح احادیث سے ثابت ہے اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم اور چار مذاہب متبوعہ کے ائمہ مجتہدین وغیرہ بڑے ائمہ کے اقوال ذکر کئے ہیں کہ یہ تمام اس بات پر قائل ہیں کہ تین رکعات ایک سلام کے ساتھ جائز ہیں یہاں تک شوافع اور حنابلہ اور مالکیہ کے اقوال بھی میں نے ذکر کئے ہیں کہ امام کے لئے بہتر طریقہ یہ ہے کہ وہ تین رکعات ایک سلام سے پڑھیں تاکہ خلاف سے نکل جائے لیکن ان تصریحات کے باوجود البانی کہتے ہیں کہ ماسبق کا خلاصہ یہ ہے کہ وتر ماسبقہ انواع کے ساتھ جائز ہے اور وتر تین رکعات دو تشہد کے ساتھ جیسا کہ نماز مغرب ہے اس میں صحیح صریح حدیث نہیں آئی ہے بلکہ

هو لا يخلو من كراهة ... صلوة التراويح ٩٨
وقال بحوالة المروزي وقد روي في كراهة الوتر بثلاث اخبار بعضها عن النبي صلى الله عليه وسلم وبعضها عن اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم والتابعين ... منها ... ثم ذكر قوله عليه السلام لا توتروا بثلاث تشبهوا بالمغرب ولكن اوتروا بخمس ... وسنده ضعيف لكن رواه الطحاوي وغيره من طريق اخر بسند صحيح كما تقدم في التعليق[٨٤] رسالة الالباني ٩٧
اقول لما اقر الالباني بان سنده ضعيف فلا حاجة الى الكلام على هذه الرواية تدبر

بلکہ یہ کراہت سے خالی نہیں ۔ صلوٰۃ التراویح ۹۸

اور مروزی کے حوالہ سے کہتے ہیں کہ تین رکعات ایک سلام کے ساتھ کے مکروہ ہونے میں بعض احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں اور بعض آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور تابعین سے ۔ پھر یہ قول ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مغرب جیسے تین رکعات وتر نہ پڑھو لیکن پانچ کے ساتھ وتر پڑھو اور اس کی سند ضعیف ہے لیکن طحاوی وغیرہ نے دوسری صحیح سند کے ساتھ روایت کی ہے جیسا کہ ماسبق حا ۸۴ میں گذرا ہے صلوٰۃ التراویح ۹۷
میں (خان بادشاہ) کہتا ہوں کہ جب البانی نے خود اقرار کیا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے تو اس روایت پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی ۔ تفکر کر ۔

- وقال الالبانی فیما تقدم - وقد روی الطحاوی بسند صحیح عنها قالت کان الوتر سبعا وخمسا والثلاث بتیراء قال الطحاوی فکرهت ان تجعل الوتر ثلاثا لم یتقدم منهن شیئ حتی یکون قبلهن غیرهن رسالة الالبانی ۸۴
- اقول وقد ذکرت مرارا بان التضعیف والتوثیق بید الالبانی یوثق لمن یشاء ویضعف لمن یشاء - ولهذا قال - روی الطحاوی بسند صحیح -

فاللازم علی الالبانی ان یبین توثیق احمد بن داود من کتب التراجم من الجرح والتعدیل - تهذیب الکمال وسیر اعلام النبلاء والعبر و المیزان والکاشف واللسان والتقریب والجمع بین الصحیحین - تذکرة الحفاظ وغیرها من کتب التراجم

وما وجه عدم ذکر توثیق احمد بن داود فی کتب التراجم المذکورة وما ذکر من توثیق ابن یونس فی الضعیفة فلا یفید للالبانی . تدبر

اور ماسبق میں البانی نے کہا ہے کہ صحیح سند کے ساتھ طحاوی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وتر سات اور پانچ ہیں اور تین رکعات بتیراء (کٹی ہوئی نماز) ہیں طحاوی فرماتے ہیں کہ میں مکروہ سمجھتا ہوں کہ تو وتر تین رکعات پڑھیں اور اس سے قبل کوئی نماز نہ ہو - رسالہ البانی ص ۸۴

میں (خان بادشاہ) کہتا ہوں کہ میں نے بار بار ذکر کیا ہے کہ تضعیف اور توثیق البانی کے ہاتھ میں ہے چاہیں ثقہ کریں اور جسے چاہیں ضعیف کریں - اور اسی وجہ سے کہا ہے کہ طحاوی نے صحیح سند سے روایت کیا ہے .. البانی پر لازم ہے کہ احمد بن داؤد کی توثیق تراجم کے کتابوں سے کریں جیسا کہ جرح وتعدیل الخ وغیرہ مندرجہ بالا کتابیں - اور ان تمام کتابوں اس کی توثیق نہیں درج کیا ہے - اور جو البانی نے ضعیفہ میں مرشد ابن یونس کا قول ذکر کیا ہے وہ مفید نہیں تفکر۔

Scanned by PDFer

وكان اللازم عليه ان يبين توثيق ابن ابي عمر. وقد قال الحافظ ابن ابي حاتم سألت ابي عنه قال كان رجلا صالحا وكان به غفلة ورأيت عنده حديثا موضوعا حدث به عن ابن عيينة وهو صدوق - الجرح والتعديل ۸/۱۲۴

وكذا في سير اعلام النبلاء ۱۲/۹۷ • تذكرة الحفاظ ۲/۵۰۱ • الانساب ۹/۲۵۰ والتهذيب ۹/۵۱۹ • وما ذكر الامام البخاري توثيقا سوى وفاته تاريخ الكبير ۱/۲۶۵ وكذا الامام ابن كثير في البداية والنهاية ۱۰/۳۴۵ • اقول ان ثبت هذا الحديث فان الالباني ارتكب الخيانة لان الامام الطحاوي ذكر اولا رواية عائشة رضي الله عنها - ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يوتر بثلاث يقرأ في اول ركعة بسبح اسم ربك الاعلى وفي الثانية قل يا ايها الكافرون وفي الثالثة قل هو الله احد

اور اسی طرح اس پر لازم ہے کہ ابن ابی عمر کی توثیق کریں، حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ میں نے والد صاحب (ابو حاتم) سے پوچھا تو فرمایا کہ یہ اچھا آدمی تھا اور اس پر غفلت طاری تھی اور اس کے پاس ابن عیینہ سے ایک موضوعی اور من گھڑت حدیث دیکھی ہے اور یہ سچا ہے -

الجرح والتعدیل ۸/۱۲۴ - مندرجہ بالا کتابیں دیکھ لیں -

اور امام بخاریؒ نے بھی صرف اس کی وفات بغیر توثیق ذکر کیا ہے - دیکھو تاریخ کبیر ۱/۲۶۵

اور اسی طرح حافظ ابن کثیرؒ نے البدایۃ والنہایہ ۱۰/۳۴۵

میں خان بادشاہ) کہتا ہوں کہ اگر یہ حدیث ثابت ہو جائے تو البانی نے بڑی خیانت کی ہے کیونکہ امام طحاویؒ نے اول عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ذکر کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر پڑھتے تھے اول میں سبح اسم ربک الاعلی اور دوسری رکعت میں قل یاایہا الکافرون تیسری رکعت میں قل ہو اللہ احد -

والمعوذتين - (فيقول الامام الطحاوي) فاخبرت عمرة عن عائشة في هذا الحديث بكيفية الوتر كيف كانت ووافقت على ذلك سعد بن هشام وزاد عليها سعد انه كان لا يسلم الا في اخرهن (ثم ذكر الامام الطحاوي هذه الرواية التي نقلها الالباني فقال) فلما كان الوتر عندها احسن ما يكون هو ان يتقدمه تطوع اما اربع واما اثنتين جمعت بذلك تطوع رسول الله صلى الله عليه وسلم في الليل الذي صلح به الوتر الذي بعدها اوتر فسمت ذلك بذلك وترا الا انه قد ثبت في جملة ذلك عنها ان الوتر ثلاث فثبت من روايتهما عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ما رواه عنها سعد بن هشام لموافقة قولها من رأيهما اياه فثبت بذلك ان الوتر ثلاث لا يسلم الا في اخرهن.

شرح معانی الآثار ۱/۱۹۶ و ۱۹۷ (م ب م)

اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس (تو امام طحاویؒ فرماتے ہیں) کہ عمرۃ نے عائشہؓ سے اس حدیث میں خبر دی ہے کہ آپ کے وتر کی کیفیت کیا تھی اور اس میں سعد بن ہشام کی روایت سے موافق ہوگئی ہیں اور سعد نے یہ بات زیادہ کیا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اخیر میں سلام پھیر لیتے پھر امام طحاویؒ یہی روایت ذکر کیا ہے جو البانی نے نقل کیا ہے پھر امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ جب عائشہؓ کے ہاں بہترین طریقہ وتر کا یہ ہے کہ اس سے قبل نفل ہو خواہ ۴ رکعت یا دو رکعت تو اس کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رات میں نوافل جمع کیا ہے کہ جس سے وتر صحیح ہو جائے تو اس کو وتر بنایا اور فی الجملہ تو ثابت ہے۔ کہ وتر تین رکعات ہیں تو اس کی روایت سے وہ ثابت ہوگیا جو سعد بن ہشام عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں (یعنی تین رکعات ایک سلام کے ساتھ) تا کہ عائشہؓ کا قول آپ کی رائے سے موافق ہو جائے تو اس سے ثابت ہوگیا کہ وتر تین رکعات ہیں اور اس کے اخیر میں سلام پھیر لیں۔ شرح معانی الآثار ۱/۱۹۶، ۱۹۷ (مطبع پاکستانی)

فقد ذکر الامام الطحاوی مراد الحدیث بانہ ینبغی ان یتقدم من الوتر تطوع اما اربع اما اثنتان فکیف ھذا الحدیث حجۃ للالبانی بکراھیۃ ثلاث رکعات موصولۃ۔ تلاوۃ علا انہ قد جاء الخبط علی الالبانی لانہ یقول بکراھیۃ الوتر ثلاث رکعۃ موصولۃ مع انہ یقول تحت حدیث۔ فمن شاء فلیوتر بخمس ومن شاء فلیوتر بثلاث ومن شاء فلیوتر بواحدۃ الخ۔ فھذا الحدیث نص فی جواز الایثار بھذہ الانواع الثلاثۃ المذکورۃ فیہ۔ صلوٰۃ التراویح ۹۴

وکذلک ذکر الالبانی بحوالۃ المروزی۔ روینا عن بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ اوتر بثلاث لم یسلم الا فی اٰخرھن فالعمل بذلک جائز۔ والاختیار ما بینا (ثم قال بحوالۃ المروزی) فالامر عندنا ان الوتر بواحدۃ وبثلاث وخمس وسبع وتسع کل ذلک جائز حسن علی ما روینا۔

تو امام طحاوی نے حدیث کا مطلب ذکر کیا ہے کہ وتر سے قبل نوافل چاہیئے خواہ چار ہوں یا دو رکعات تو یہ حدیث البانی کے لئے کس طرح حجت بن گئی کہ تین رکعات ایک سلام سے مکروہ ہیں۔ فکر کر۔

علاوہ البانی پر خبط آگیا ہے کیونکہ یہ تین رکعات ایک سلام کے ساتھ کو مکروہ کہتا ہے حالانکہ اس نے اس حدیث کے تحت کہ جو چاہے پانچ رکعات پڑھیں اور جو چاہے تین رکعات پڑھیں اور جو چاہے ایک رکعت۔ لکھتے ہیں کہ یہ حدیث اس پر نص ہے کہ مندرجہ بالا تین طریقوں سے وتر پڑھنا جائز ہے صلوٰۃ التراویح ۹۴

اور اسی طرح بحوالہ مروزی ذکر کرتے ہیں کہ بعض نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے ہم نے ذکر کیا ہے کہ آپ نے تین رکعات ایک سلام کے ساتھ پڑھے ہیں اور اس پر عمل کرنا جائز ہے (پھر بحوالہ مروزی کہتے ہیں) کہ ہمارے نزدیک وتر ایک رکعت اور تین اور پانچ اور سات رکعات اور نو رکعات ان تمام سے جائز حسن ہے جیسا کہ ہم نے روایت کیا ہے

Scanned by PDFer

من الاخبار عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ من بعدہ (صلوٰۃ التراویح ۹۶)
ولما کان الوتر ثلاث رکعات موصولۃ ثابتۃ من اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم
والعمل بہ جائز حسن فکیف یقول الالبانی بکراھیۃ الوتر (ثلاث رکعات) والحقیقۃ انہ
جاء علیہ الخبط لاعراضہ عن الحق الصریح وھذا امر قبیح فتدبر ولا تغتر
باقوال المعاندین۔
قال الالبانی بحوالۃ الحافظ ابن القیم بانہ قال - بعد ذکر حدیث کان لا یسلم فی رکعتی الوتر)
وھذہ الصفۃ فیہا نظر فقد روی ابو حاتم ابن حبان فی صحیحہ عن ابی ھریرۃ عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم لا توتروا بثلاث اوتروا بخمس او بسبع ولا تشبھوا بصلوٰۃ المغرب قال الدارقطنی
رواتہ کلھم ثقات صلوٰۃ التراویح ۹۷

اوپر نبی صلی اللہ کے احادیث اور آپ کے بعد صحابہؓ کے احادیث ذکر کئے ہیں۔ صلوٰۃ التراویح ۹۶
اور جب وتر تین رکعات ایک سلام کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں اور اس پر عمل کرنا
جائز اور حسن ہے تو پھر البانی تین رکعات وتر ایک سلام کے ساتھ مکروہ کس طرح کہتے ہیں اور حقیقت
یہی ہے کہ اس نے حق صریح سے اعراض کیا اسی وجہ سے اس پر خبط آیا۔ اور یہ امر قبیح ہے۔ تجربہ کر
اور عناد کرنے والوں کے اقوال سے دھوکہ نہ ہو جا۔ البانی بحوالہ حافظ ابن قیمؒ کہتے ہیں کہ اس نے تین
رکعات ایک سلام کے ساتھ والی حدیث ذکر کرکے فرمایا کہ اس طریقہ پر پڑھنے میں شبہ ہے کیونکہ ابو حاتم ابن
ابن حبان نے اپنے صحیح میں ابو ہریرہ اور اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم روایت کی ہے کہ تین رکعات وتر نہ پڑھو
پانچ رکعات اور سات رکعات پڑھو اور نماز مغرب سے مشابہت کرکے نہ پڑھیں اور دارقطنی کہتے ہیں کہ
یہ تمام راوی ثقہ ہیں۔ صلوٰۃ التراویح ۹۷



اقول ان قول الحافظ ابن القیمؒ لا یفید الالبانی لانہ قائل بکراھیۃ الوتر ثلاث رکعات ان الحافظ ابن القیمؒ قائل بجوازہ ولذلک ذکرفی بیان صلوتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام باللیل ووترہ - النوع السابع انہ کان یصلی مثنی مثنی ثم یوتر بثلاث لا یفصل بینھن فھذا رواہ الامام احمد رحمہ اللہ عن عائشۃؓ انہ کان یوتر بثلاث لا فصل بینھن ورویٰ النسائی عنھا کان لا یسلم فی رکعتی الوتر کما فی زاد المعاد ۱/۳۳۰ وقال المحقق رواہ النسائی ۳/۲۳٤ فی صلوٰۃ اللیل باب کیف الوتر بثلاث والحاکم ۱/۳۰٤ والدارقطنی ص ۱۷۵ (والطحاوی ۱/۲۸۰) والبیھقی ۳/۳۱ واسنادہ صحیح وقال النووی فی شرح المھذب ٤/۷ رواہ النسائی باسناد حسن والبیھقی فی السنن الکبیر باسناد صحیح -

---

میں کہتا ہوں کہ حافظ ابن القیمؒ کا قول البانی کے لئے مفید نہیں کیونکہ البانی تو تین رکعات وتر کو مکروہ سمجھتا ہے۔ حافظ ابن قیمؒ تو جواز کے قائل ہیں اسی وجہ سے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کے نماز نوافل اور وتر پڑھنے میں ذکر کیا ہے فرمایا ہے کہ ساتویں قسم یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو دو رکعات پڑھتے تھے پھر ایک سلام کے ساتھ تین رکعات پڑھتے تھے اور یہ امام احمدؒ نے روایت کی ہے کہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات وتر ایک سلام کے ساتھ پڑھتے تھے اور نسائی نے بھی عائشہؓ کی روایت ذکر کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعات وتر میں سلام نہیں پھیرتے جیسا کہ زاد المعاد ۱/۳۳۰ میں ہے۔ اور حاشیہ پر محقق فرماتے ہیں کہ یہ روایت نسائی ۳/۲۳٤ اور حاکم ۱/۳۰٤ اور دارقطنی ۱۷۵ اور طحاوی ۱/۲۸۰ اور بیہقی ۳/۳۱ میں ہے، اور اس کی اسناد صحیح ہے اور نووی نے شرح المہذب ٤/۷ میں فرمایا ہے کہ یہ روایت نسائی نے اسناد حسن کے ساتھ اور بیہقی نے سنن کبیر میں اسناد صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

• اما ما قال الحافظ من النظر فی هذه الصفة فهو مرفوع كما قال الامام الطحاوی بعد ذكره حديث عائشة كان الوتر سبعا او خمسا والثلث بتيراء نكرهت ان تجعل الوتر ثلاثا لم يتقدمهن شیٔ حتی يكون قبلهن غيرهن فلما كان الوتر عندها احسن ما يكون هو ان يتقدمه تطوع اما اربع واما اثنتان جمعت بذلك تطوع رسول الله صلى الله عليه وسلم فی الليل الذی صح به الوتر الذی بعدها الوتر كما مر بحواله شرح معانی الآثار ١٩٧/١

اور حافظ ابن قیمؒ نے جو فرمایا ہے کہ اس صفت میں نظر اور شبہ ہے یہ مدفوع ہے جیساکہ امام طحاویؒ اس حدیث کے بعد فرماتے ہیں کہ وتر سات اور پانچ اور تین بتیراء ہیں تو میں مکروہ سمجھتا ہوں کہ وتر تین رکعات پڑھیں اور اس کے آگے کچھ نوافل نہ پڑھیں اور جب وتر عائشہ رضہ کے نزدیک بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس سے آگے نوافل ہو یا چار رکعات یا دو رکعات تو اس طریقہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات میں نوافل جس کے ساتھ وتر صحیح ہوجاتے جمع کیا جیساکہ ماسبق بحوالہ شرح معانی الآثار ١٩٧/١ میں تفصیل گذر چکی ہے۔

• و قال الحافظ الزیلعی فالمراد من الوتر ههنا الاعم من الوتر المصطلح و من صلوٰۃ اللیل و ادنی صلوٰۃ اللیل الوتر المصطلح ۔ بقی ههنا امران الاول ان المراد بالوتر فی هذا الحدیث صلوٰۃ اللیل کله مع الوتر المصطلح فهو بما قال الترمذی فی باب الوتر بسبع ص ۶۰ قال اسحٰق بن ابراهیم معنی ما روی ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یوتر بثلاث عشرۃ رکعة واحدی عشرۃ رکعة قال انما معناہ انه کان یصلی من اللیل ثلاث عشرۃ رکعة مع الوتر فنسبت صلوٰۃ اللیل الی الوتر وروی فی ذلک حدیثا عن عائشة واحتج بما روی ان النبی صلی الله علیه وسلم قال اوتروا یا اهل القرآن قال انما عنی به قیام اللیل والثانی ان المراد بسبع والتسع واحدی عشرۃ رکعة ثلاث رکعات ، الوتر مع اربع ، ست ، او ثمان قبله فهو بما اخرجه ابو داؤد فی باب صلوٰۃ اللیل ص ۲۰۰ عن عبد الله ابن قیس قال قلت لعائشة بکم کان رسول الله صلی الله علیه وسلم

• حافظ زیلعی فرماتے ہیں کہ وتر سے مراد معنی عام ہے۔ وتر مصطلح اور رات کی نماز سے اور ادنی رات کی نماز وتر مصطلح ہے یہاں دو امر ہیں ایک یہ ہے کہ مراد وتر سے اس حدیث میں رات کی نماز وتر مصطلح کے ساتھ ہو جیسا کہ امام ترمذی باب الوتر بسبع ص ۶۰ میں فرماتے ہیں۔ اسحٰق بن ابراہیم اس حدیث کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعات اور گیارہ رکعات وتر پڑھتے تھے کا معنی بیان کرتے ہیں کہ آپ تیرہ رکعات وتر کے ساتھ پڑھتے تھے تو رات کی نماز وتر کو منسوب کیا ۔۔ (تو تمام کا نام وتر لیا ہے اور اس میں عائشہؓ سے روایت ہے اور دلیل اس سے لیتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے ۔ فرمایا ہے اے اہل القرآن وتر پڑھا کرو ۔ یعنی تہجد کی نماز پڑھا کرو۔

دوم یہ ہے کہ مراد سات اور نو اور گیارہ رکعات سے تین رکعات وتر مراد ہو چار رکعات اور چھ رکعات اور آٹھ رکعات کے ساتھ (وتر سے قبل) جیسا کہ ابو داؤد نے باب صلوٰۃ اللیل ص ۲۰۰ میں عبد اللہ بن قیس کی روایت ذکر کیا ہے کہ میں نے عائشہ رضؓ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کتنی رکعات سے وتر پڑھا کرتے تھے ۔

يوتر قالت باربع وثلاث وست وثلاث وثمان وثلاث و عشر وثلاث ولم يكن يوتر بانقص من سبع ولا باكثر من ثلاث عشرة - اه طالع التفصيل فی نصب الراية ١/١١٧

فعلى مما ذكرنا لا تعارض بين الحديث الذى ذكره الحافظ ابن القيمؒ وبين الاحاديث التى استدل منها الاحناف و هذا مبنى على العدل والانصاف

علاوه ان استاذه شيخ الاسلام ابن تيميةؒ قال ان لو تر بثلاث بسلام واحد جائز ايضاً كما جاءت به السنة - مجموع فتاواه ٩٢/٢٣ طالع ١٩٥/٢٤

لما كان الوتر ثلاث ركعات بسلام واحد كما يفعله الاحناف ثابت بالسنة فاطلاق الكراهة عليه كما قال الالبانى مردود عليه تدبر ذلك تغتر باقوال المتعصبين

(تنبيه) نعلم مما ذكرنا من التفصيل رد قول الحافظ المروزی فلا حاجة الى الاشتغال بالاجوبة منه تفكر..

آپ نے فرمایا چار اور تین، چھ اور تین اور آٹھ اور تین اور دس اور تین اور سات سے کم اور تیرہ سے زیادہ نہیں ... تفصیل نصب الرایہ ١/١١٧ میں دیکھ لیں تو جب ہم نے ذکر کیا تو تعارض اس حدیث پر حافظ ابن قیم نے ذکر کیا ہے اور ان احادیث میں جس سے احناف استدلال کرتے ہیں نہیں آیا اور یہ عدل اور انصاف پر مبنی ہے۔

علاوہ حافظ ابن قیمؒ کا استاذ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ وتر تین رکعات پڑھنا ایک سلام سے جائز جیسا کہ احادیث اس پر وارد ہیں۔ مجموعہ فتاوی شیخ الاسلام ٢٣/ ٩٢ مطالعہ کریں ١٩٥/٢٤

تو جب وتر تین رکعات ایک سلام سے جیسا کہ احناف پڑھتے ہیں احادیث سے ثابت ہیں تو اس پر اطلاق کرنا کرنا البانی پر مردود ہے تفکر کرو اور متعصبین کے قول پر دھوکہ نہ ہو جا۔

(تنبیہ) سابقہ تفصیل حافظ المروزی کی تردید معلوم ہو گئی تو اجوبہ کی ضرورت نہیں رہ گئی۔ تفکر



(التبصرة على مزعومات الالباني)

(۱) قال الالباني — من اداب المساجد ۱۰۰: لا تتخذوا المساجد طرقا الا لذكر او صلوٰة ،
رواه ابن ابي ثابت في حديثه (۱) ۱۲۶/۱) ثنا احمد بن بكر البالسي ثنا موسى بن ايوب قال
ثنا يحيى بن صالح عن علي بن حوشب عن ابي قبيل عن سالم عن ابيه مرفوعا رواه الطبراني
في الكبير (۳/۱۹٤/۲)

يقول الالباني قلت وهذا سند حسن رجاله كلهم ثقات وفي ابي قبيل واسمه يحيى بن هاني
كلام يسير لا ينزل به حديثه عن رتبة الحسن . الاحاديث الصحيحة ۳/۳

• اقول العجب كل العجب على الالباني بان يزيد بن خصيفة كان من رجال الصحيحين ثقة
بالاتفاق لكن حديثه ضعيف وههنا احمد بن بكر البالسي وحيي بن هاني مع ان هذا الحديث
لا ينزل عن رتبة الحسن لان الالباني يذكره في الصحيحة والتوثيق والتضعيف
بيد الالباني يوثق من يشاء ويضعف من يشاء

(مزعومات البانی پر تبصرہ) البانی آداب المساجد ۱۰۰ میں کہتے ہیں کہ مساجد کو رستے نہ بناؤ مگر ذکر اور نماز پڑھا کرو . . .
ابن ابی ثابت ۱/۱۲۶ میں روایت کی . . . کہ ہم کو احمد بن بکر بالسی نے اس کو موسیٰ بن ایوب اس کو یحیی بن صالح
اور وہ علی بن حوشب سے وہ ابی قبیل سے اور وہ سالم سے وہ اپنے باپ سے مرفوع روایت کرتے ہیں
طبرانی نے کبیر ۳/۱۹۴ میں روایت کی ہے . البانی کہتے ہیں کہ یہ سند حسن ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں
اور ابو قبیل جس کا نام یحیی بن ھانی ہے معمولی کلام ہے لیکن اس کی وجہ سے حدیث رتبہ حسن سے نہیں
اترتی . احادیث صحیحہ ۳/۳

میں (سلطان بادشاہ) کہتا ہوں کہ البانی پر تعجب ہے کہ یزید بن خصیفہ بخاری اور مسلم کا راوی بالاتفاق ثقہ ہیں
لیکن اس کی حدیث ضعیف اور یہاں احمد بن بکر بالسی وحی بن ھانی اور ان کی حدیث مرتبہ حسن سے نہیں اترتی۔
اس لیے کہ ان کی حدیث البانی اپنی صحیحہ میں ذکر کرتے ہیں اور توثیق اور تضعیف البانی کے ہاتھ میں ہے جس
کو چاہے ضعیف کریں اور جس کو چاہے ثقہ کریں ۔

وقد ذكرنا مفصلاً۔

بان الحافظ ابن عدی يقول احمد بن بكر روى احاديث مناكير عن الثقات كما فی الكامل ۱/۱۹۱ • وقال الحافظ الذهبی بعد نقله كلام ابن عدیؒ يقول قال ابو الفتح الازدی كان (احمد بن بكر البالسی) يضع الحديث كما فی الميزان ۱/۸۶ • قال الحافظ ابن الجوزی۔ وقال الازدی۔ يضع الحديث (الضعفاء والمتروكين ۱/۶۶

طالع المغنی فی الضعفاء ۱/۳۵ اللسان ۱/۱۴۰

واما ابو قبيل اسمه ليس يحيی بن هانی بل هو حيی بن هانی وذكره ابن حبان فی الثقات وقال كان يخطئ ووثقه الفسوی والعجلی واحمد بن صالح وذكره الساجی فی الضعفاء وحكی عن ابن معين انه ضعفه طالع التهذيب ۳/۷۳

وقال الحافظ العسقلانی فی حيی بن هانی صدوق يهم التقريب ۸۷

وكذلك الاختلاف فی يحيی بن صالح، طالع التهذيب ۱۱/۲۲۹ وقد مر مفصلاً

اور ہم نے مفصل ذکر کیا ہے۔

- حافظ ابن عدیؒ فرماتے ہیں کہ احمد بن بکر ثقات سے منکر احادیث روایت کرتے ہیں۔ الکامل ۱/۱۹۱
- حافظ ذہبیؒ ابن عدی کے کلام کو نقل کرکے فرماتے ہیں کہ ابو الفتح الازدی فرماتے ہیں کہ احمد بن بکر البالسی من گھڑت احادیث بنایا کرتے تھے جیسا کہ میزان الاعتدال ۱/۸۶ میں ہے۔
- حافظ ابن الجوزی فرماتے ہیں کہ ازدی فرماتے ہیں من گھڑت حدیث بیان کرتے تھے۔ الضعفاء والمتروکین ۱/۶۶ المغنی فی الضعفاء ۱/۳۵ • لسان المیزان ۱/۱۴۰
- ابو قبیل کا نام یحیی بن ہانی نہیں بلکہ حیی بن ہانی ہے ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ غلطیاں کرتے تھے اور فسوی اور عجلی اور احمد بن صالح نے توثیق کی ہے اور ساجی نے ضعفاء میں شمار کیا ہے اور ابن معین سے نقل کرتے ہیں کہ وہ اس کی تضعیف کرتے تھے۔ مطالعہ کریں تہذیب ۳/۷۳
- حافظ عسقلانی فرماتے ہیں حیی بن ہانی سچا ہے وہم کا شکار تھے۔ تقریب التہذیب ۸۷

اور اسی طرح یحیی بن صالح میں خلاف ہے مطالعہ کریں تہذیب التہذیب ۱۱/۲۲۹ تفصیل گزر چکی ہے

وإذا كان هذا الحديث مشتملاً على الوضاع والضعفاء فكيف يذكره الألباني في الصحيحة فتوثيقه مبني على زعم الألباني تدبر ولا تحزن

(٢) قال الألباني - ١٢٠٦ - إذا أراد الرجل أن يزوج ابنته فليستأذنها أخرجه أبو يعلى في مسنده ١٧٣٥ - يقول الألباني قلت وهذا إسناد صحيح رجاله كلهم رجال الصحيح ويونس هو ابن أبي إسحق - الصحيحة ٣/ ٢٠٨

أقول إن فيه يونس بن أبي إسحق قال الحافظ ابن أبي حاتم كان صدوقاً لا يحتج به. الجرح والتعديل ٩/ ٢٤٤ طالع الضعفاء والمتروكين للحافظ ابن الجوزي ٣/ ٢٢٣

• قال الحافظ الذهبي: قال أبو حاتم لا يحتج بحديثه وقال النسائي ليس به بأس. وقال ابن خراش في حديثه لين وقال ابن حزم في محلاه ضعفه يحيى القطان وأحمد بن حنبل جداً. المغني في الضعفاء ٢/ ٧٦٦ طالع الميزان ٣/ ٤٨٢

اور جب حدیث وضاع اور ضعفاء پر مشتمل ہو تو البانی اس کو احادیث صحیح میں کیوں ذکر کرتے ہیں۔ اس کی حدیث کی توثیق البانی کے مزعومات پر مبنی ہے۔ فکر کرو، ناراض نہ ہو جا۔

(٢) البانی رقم ۱۲۰٦ کے تحت کہتے ہیں کہ جب آدمی بیٹی کا نکاح کا ارادہ کریں تو اس سے اجازت مانگ لیں ابویعلیٰ نے اپنے مسند ۱۷۳۵ میں ذکر کیا ہے۔ البانی کہتے ہیں کہ یہ اسناد صحیح ہے اس کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں۔ اور یونس یہ ابن ابی اسحاق ہیں الصحیحہ ۳/ ۲۰۸

• میں کہتا ہوں کہ اس میں یونس بن ابی اسحاق ہے۔ حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ یہ سچا تھے اس سے احتجاج صحیح نہیں۔ الجرح والتعدیل ۹/ ۲۴۴ • مطالعہ کریں الضعفا والمتروکین ۳/ ۲۲۳ ابن الجوزی

• حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں ابو حاتم فرماتے ہیں کہ اس کے حدیث سے احتجاج صحیح نہیں نسائی نے لیس بہ باس کہتے ہیں ابن خراش کہتے ہیں کہ اس کے حدیث میں لین (نرمی ہے) ابن حزم نے محلی میں ذکر کیا ہے کہ اس کو یحیی القطان اور احمد بن حنبل نے نہایت ضعیف کیا ہے۔

المغنی فی الضعفاء ۲/ ۷٦٦ مطالعہ کریں میزان الاعتدال ۳/ ۴۸۲



كتاب العلل ومعرفة الرجال ٢/ ٥١٩ رقم ٣٤٢٢ للامام احمد بن حنبل والتهذيب ١١/ ٢٣٤ هذا حال الاسناد لكن الالباني يذكره في الصحيحة بناء على مزعوماته

(٣) قال الالباني ٦٨ "لقد نزلت على الليلة آيات ويل لمن قرأها ولم يتفكر فيها (ان في خلق السموات والارض الاية)".

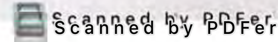
وله طريق اخرى عن عطاء اخرجها ابو الشيخ ايضا (١٩٠ - ١٩١) ورجاله ثقات ايضا غير ابي جناب الكلبي واسمه يحيى بن ابي حية قال الحافظ في التقريب ضعفوه لكثرة تدليسه "قلت وقد صرح ههنا بالتحديث فانتفت شبهة تدليسه الصحيحة ١/ ١٠٦ و ١٠٧)

- اقول - العجب على الالباني بانه نقل من التقريب الزام التدليس واجاب عنه بالتحديث فصح الحديث مع ان يحيى بن ابي حية ضعيف متروك ليس بالقوى وهو منكر الحديث واحاديثه مناكير ضعيف الحديث كما مر بحوالة الضعفاء الصغير ٢٧٩ للامام البخاري ، الطبقات الكبرى ٦/ ٣٦٠
- الكامل لابن عدى ٧/ ٢٦٦٩ • الضعفاء والمتروكين ٧٦ للدارقطني الجرح والتعديل ٩/ ١٣٨ المغني في الضعفاء ٢/ ٧٣٤ • ميزان الاعتدال ٤/ ٣٧١ • الضعفاء والمتروكين ٣/ ١٩٣ لابن الجوزي
- الضعفاء الكبير ٤/ ٣٩٩ • تهذيب الكمال ٤/ ١٤٩٤

علل احمد بن حنبل ٢/ ٥١٩ رقم ٣٤٢٢ • تہذیب التہذیب ١١/ ٢٣٤ یہ اسناد کا حال ہے لیکن البانی اپنے مزعومات کے مطابق صحیحہ میں ذکر کرتے ہیں

(٣) البانی رقم ٦٨ کے ماتحت کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھ پر آج رات آیات نازل ہوگئی ہیں ہلاکت ہے اس کے لئے جو پڑھے اور اس میں فکر نہ کرے (آیات ان فی خلق السموات والارض) ہیں اور اس کا دوسرا طریق عطاء سے ہے ابو الشیخ نے ١٩٠ - ١٩١ میں اخراج کیا ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں سوا ابو جناب کلبی کے جس کا نام یحییٰ بن ابی حیہ ہے حافظ نے تقریب التہذیب میں کہا ہے کہ اس کو بوجہ زیادہ تدلیس کے ضعیف کہا ہے البانی کہتا ہے کہ یہاں تحدیث موجود ہے تو تدلیس کا شبہ ختم ہوگیا الصحیحہ ...

- میں کہتا ہوں کہ البانی پر تعجب ہے، کہ تقریب التہذیب سے تدلیس کا الزام نقل کیا ہے اور تحدیث سے جواب دیا حالانکہ یحییٰ بن ابی حیہ متروک لیس بالقوی منکر الحدیث احادیثہ مناکیر ضعیف الحدیث ہیں جیسا کہ الضعفاء الصغیر ٢٧٩ امام بخاری اور دیگر مندرجہ بالا کتابوں کے حوالجات سے تفصیل گزر چکی ہے



التهذيب ١١/٢٠١ فتصحيح هٰذا الحديث مبني على مزعومات الالباني

(٤) قال الالباني . الثاني عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم في شهر رمضان ثمان ركعات واوتر. ثم يقول الالباني رواه ابن نصر (ص ٩٠) والطبراني في المعجم الصغير ١٠٨ وسنده حسن بما قبله. صلوٰة التراويح ١٨

• اقول العجب على تجاهل الالباني بانه يقول سنده حسن مع ان فيه محمد بن حميد وكان ينفرد عن الثقات بالاشياء المقلوبات و قال ابو زرعة صح عندنا انه يكذب وهو كان من الكذابين وهو كذاب ليس بثقة وضعيف في الحديث جدا وقال صالح بن محمد مارأيت احدا احذق بالكذب من رجلين سليمان بن الشاذكوني ومحمد بن حميد الرازي وقال الكوسج اشهد انه كذاب وقال ابن خراش. وكان والله يكذب كما مر بحوالة التاريخ الصغير ٢/٢٨٦ • التاريخ الكبير ١/٦٩ • كتاب المجروحين ٢/٣٠٣

• تهذيب الكمال ١١٩٠

تو اس حدیث کی تصحیح البانی کے مزعومات پر مبنی ہے

(۴) البانی کہتے ہیں کہ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رمضان میں آٹھ رکعات (تراویح) پڑھائی ہیں اور وتر بھی ....

پھر البانی کہتے ہیں کہ یہ روایت ابن نصر ص ۹۰ .. اور طبرانی نے معجم صغیر ۱۰۸ میں روایت کیا ہے اور ما قبل کے ساتھ اس کی سند صحیح ہے صلوٰۃ التراویح ۱۸

میں کہتا ہوں کہ البانی کے تجاہل پر تعجب ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے۔ حالانکہ اس میں محمد بن حمید جو ثقات سے تفردات ذکر کر کے تبدیلیاں کرتے تھے اور ابو زرعہ کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ یہ جھوٹ بولتا تھا اور یہ جھوٹوں سے تھے اور یہ جھوٹا تھا ثقہ نہیں تھے اور حدیث میں نہایت ضعیف تھے اور صالح بن محمد کہتے ہیں کہ دو آدمیوں سے زیادہ ماہر جھوٹ میں نہیں دیکھا ہے سلیمان بن شاذکونی اور محمد بن حمید الرازی۔ کوسج کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ کذاب جھوٹا ہے ۔ ابن خراش کہتے ہیں کہ خدا کی قسم یہ جھوٹ بولتے تھے جیسا کہ مندرجہ بالا حوالہ جات سے گذر چکا ہے ۔

دیوان الضعفاء ۲۷۰ • المغنی فی الضعفاء ۲/۵۷۳ • سیر اعلام النبلاء ۱۱/۵۰۳
• التھذیب ۹/۱۲۷ • تاریخ بغداد ۲/۲۵۹ • المیزان ۳/۵۳۰
• تذکرۃ الحفاظ ۱/۴۹۰ • الضعفاء الکبیر ۱/۱ • خلاصۃ تہذیب الکمال ۳۳۳
• شذرات الذہب ۱/۱ • الضعفاء والمتروکین ۳/۵۴ لابن الجوزی
• الجرح والتعدیل ۷/۲۲۲
• وکذٰلک فیہ استاذ یعقوب القمی قال الدارقطنی لیس بالقوی کما مر بحوالۃ الضعفاء والمتروکین ۳/۲۱۶ لابن الجوزی • تہذیب الکمال ۱۵۵۳
دیوان الضعفاء ۴۵-۱ • التہذیب ۱۱/۳۹۰ • المغنی فی الضعفاء ۲/۷۵۸
وکذٰلک فیہ استاذ یعقوب القمی عیسی بن جاریۃ وقال الحافظ النسائی عیسی بن جاریۃ یروی عنہ یعقوب القمی منکر وھو متروک الحدیث منکر الحدیث کما مر بحوالۃ الضعفاء الکبیر ۳/۳۸۳ • الجرح والتعدیل ۶/۲۷۳

اور اسی طرح اس کا استاد یعقوب القمی دارقطنی لیس بالقوی کہتے ہیں جیسا کہ مندرجہ کتابوں کے حوالجات سے گذر چکا ہے
اور اسی طرح یعقوب القمی کا استاد عیسی بن جاریہ ہے۔
حافظ نسائی فرماتے ہیں کہ عیسی بن جاریہ سے یعقوب القمی روایت کرتے ہیں یہ منکر اور متروک الحدیث منکر الحدیث ہیں
جیسا کہ مندرجہ بالا کتابوں کے حوالجات سے گذر چکا ہے۔

الکامل لابن عدی ۵/ ۱۸۸۸ • الضعفاء والمتروکین ۱۹ للنسائی • الضعفاء والمتروکین ۲/ ۲۳۸ لابن الجوزی • تھذیب الکمال ۱۰۷۷

المغنی فی الضعفاء ۲/ ۴۹۶ • المیزان ۳/ ۳۱۰ • دیوان الضعفاء ۲۴۱

التھذیب ۸/ ۲۰۶ • التقریب ۲۷۰ • التاریخ الکبیر ۲/ ۳۸۵

ایھا الاخ الکریم لما کان ھذا الحدیث مشتملا علی الکذابین والضعفاء والمتروکین فھذا الحدیث موضوع بقانون الالبانی لکن وقد ذکرنا فیما سبق بان التوثیق والتضعیف بید الالبانی ولذا رد علی یزید بن خصیفة مع انه ثقة حجة ثبت واحتج به الامام مالک والائمة کلھم کما مر مفصلا ولکن حدیثه مخالف عن رأی الالبانی ولذا ضعف حدیثه واما الحدیث المذکور فھو موافق لرأی الالبانی ولذا یقول سندہ حسن اعوذ باللہ من سوء الفتن فتوثیقه مبنی علی مزعومات الالبانی۔ تدبر

اے میرے محترم بھائی۔ جبکہ یہ حدیث کذابین اور ضعفاء اور متروکین پر مشتمل ہیں تو یہ حدیث البانی کے قانون کے مطابق موضوعی اور من گھڑت ہے لیکن ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ توثیق اور تضعیف البانی کے ہاتھ میں ہے اسی وجہ سے تو یزید بن خصیفہ پر رد کیا ہے۔ حالانکہ وہ ثقہ اور حجت اور ثبت ہیں اور اس سے امام مالک اور تمام ائمہ نے احتجاج کیا ہے جیسا کہ مفصل گذر چکا ہے لیکن اس کی حدیث البانی کی رائے سے خلاف ہے (کیونکہ اس میں بیس تراویح ہیں) اسی وجہ سے اس کی حدیث کو ضعیف سمجھا ہے اور یہ مندرجہ حدیث اس کی رائے سے موافق ہے اسی وجہ سے اس حدیث کی سند کو حسن کہا ہے اللہ تعالی کے ساتھ بڑے فتنوں سے پناہ مانگتے ہیں، اس کی توثیق البانی کے مزعومات پر مبنی ہے

قال الالبانی۔ تحت رقم ۵۰۳ .. فی الحاشیۃ ٤ فی سندہ انقطاع و وصلہ بعض الضعفاء فصححہ بعض المتساہلین لکن الحدیث صحیح مشکوٰۃ المصابیح ۱/۱۵۶

لما کان الحدیث عند الالبانی صحیحا فہو ایضا من المتساہلین فکیف یرد علیہم بانہم صححوہ۔

البانی رقم ۵۰۳ کے تحت حاشیہ ٤ میں لکھتے ہیں . . . . . کہ اس کی سند میں انقطاع ہے اور بعض ضعفاء نے اس کو موصول ذکر کیا ہے اور بعض متساہلین نے اس کو صحیح کہا ہے لیکن حدیث صحیح ہے مشکوٰۃ المصابیح ۱/۱۵۶

جبکہ حدیث البانی کے نزدیک صحیح ہے۔ تو یہ بھی متساہلین سے ہُوا تو ان پر کس طرح رد کرتے ہیں کہ انہوں نے تصحیح کی ہے۔

(٥) قال الالبانی فی الحاشیۃ: روی ابن ابی شیبۃ ٢/٨٩ والفریابی ٢/٧٦ بسند صحیح عن عمر ۔۔۔۔ صلوٰۃ التراویح ٧١

اقول فیہ ابو معاویۃ ذکرہ ابن حبان فی الثقات وقال کان حافظا متقنا لکنہ کان مرجئا خبیثا وقال یعقوب بن شیبۃ ثقۃ ربما دلس وقال ابن خراش فی الاعمش ثقۃ وفی غیرہ فیہ اضطراب وقال الحاکم احتج بہ الشیخان وقد اشتھر عنہ الغلو ای غلو التشیع ۔۔۔ کما مر بحوالۃ الجرح والتعدیل ٧/٢٤٧ ٭ تھذیب الکمال ١١٩٢

الطبقات الکبریٰ ٦/٣٩٢ ٭ سیر اعلام النبلاء ٩/٧٣ ٭ المیزان ٤/٥٧٥

دول الاسلام ١/١٢٣ الکاشف ٣/٣٣ تذکرۃ الحفاظ ١/٢٩٤

علل احمد بن حنبل ١/١١٩ و ٣٨٦ نسخۃ اخری رقم ٣٥١٧ و ٣٥٥٢ ص ١/٥٣٢ ، ٥٣٨

والتھذیب ٩/١٣٧ وغیر ذلک من الکتب المعتبرۃ ۔ وقد وضع الائمۃ الاعلام بانہ کان مدلسا وھو فی غیر حدیث الاعمش مضطرب بل عند الامام احمد بن حنبل فی الاعمش ایضا مضطرب کما فی کتاب العلل ١/١٩٤ رقم ١١٩٩ نسخۃ اخری ١/٥٤١ رقم ١٢٨١

٭ البانی حاشیہ میں کہتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ ٢/٨٩ میں اور فریابی نے ٢/٧٦ میں سند صحیح کے ساتھ عمر سے روایت کیا ہے صلوٰۃ التراویح ٧١

میں کہتا ہوں کہ اس میں ابو معاویہ ہے ۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ حافظ اور متقن ہے لیکن مرجیہ خبیث ہیں اور یعقوب بن شیبہ ثقہ کہتے ہیں کہ بسا اوقات تدلیس کرتے تھے ابن خراش نے اعمش کی روایت میں ثقہ اور اس کے سوا میں مضطرب کہتے ہیں اور حاکم کہتے ہیں کہ اس سے شیخین نے احتجاج کیا ہے اور یہ غالی کٹر شیعہ تھے جیسا کہ الجرح والتعدیل ٧/٢٤٧ وغیرہ مندرجہ بالا کتابوں کے حوالجات سے تفصیل گزر چکی ہے اور بڑے بڑے ائمہ کرام نے واضح کیا ہے کہ یہ مدلس تھے اور اعمش کے سوا احادیث میں مضطرب ہیں بلکہ امام احمد بن حنبل کے نزدیک اعمش کی احادیث میں بھی مضطرب تھے جیسا کہ کتاب العلل ١/١٩٤ رقم ١١٩٩ نسخہ دوم ١/٥٤١ رقم ١٢٨١ میں ہے ۔

ولما كان هو مدلسا والمدلس اذا يروى بعن فلا يحتج به كما فى ارشاد السارى ۱/۲۲۴ و ۲۵۵
وهذا الحديث يروى ابو معاوية بعن .. اى عن عاصم عن ابى عثمان فلا يحتج به ..
فكيف يقول الالبانى بسند صحيح - هذا مبنى على مزعومات الالبانى

(٦) قال الالبانى تحت رقم ۱۶۱ فى الصحيحة - وله فى مسند احمد ۱/۱۰۳ وزوائد ابنه عليه
۱/۱۲۹ طريق اخرى عن الحسن بن يزيد قال سمعت السعدى اسماعيل يذكره عن
ابى عبد الرحمن السلمى عن على به . (يقول الالبانى قلت وهذا سند حسن رجاله رجال مسلم
غير الحسن هذا هو صدوق يهم الصحيحة ۱/۲۵٤

• اقول هذا حديث ضعيف بل موضوع بقانون الالبانى لان فيه اسماعيل بن عبد الرحمن
وهو كذاب ويشتم ابا بكر وعمر رضى الله عنهما وقال الجوزجانى كذاب شتام

اور جبکہ یہ مدلس تھے اور مدلس جب عن سے روایت کریں تو اس سے احتجاج کرنا صحیح نہیں جیسا کہ ارشاد الساری
شرح البخاری ۱/۲۲۴ و ۲۵۵ میں ہے - اور یہ حدیث ابو معاویہ عاصم سے عن کے ساتھ روایت کرتے ہیں تو اس
سے احتجاج کرنا صحیح نہیں تو البانی کس طرح اس کو سند صحیح کہتے ہیں یہ البانی کے مزعومات پر مبنی ہے

(٦) البانی رقم ۱۶۱ صحیحہ میں لکھتے ہیں کہ اس کا مسند احمد ۱/۱۰۳ اور زوائد ۱/۱۲۹ میں دوسرے طریقہ سے روایت
ہے حسن بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے سعدی اسماعیل سے سنا ہے وہ عبد الرحمن سلمی وہ علی رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہیں۔
البانی کہتے ہیں کہ یہ سند حسن ہے اور اس کے آدمی مسلم کے آدمی ہیں سوا حسن کے اور یہ صدوق سچا ہے اور
وہم کا شکار تھے الصحیحہ ۱/۲۵۴
میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث ضعیف ہے بلکہ البانی کے قانون کے مطابق موضوع اور من گھڑت ہے کیونکہ اس میں
اسماعیل بن عبد الرحمن کذاب ہے۔ اور وہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو گالیاں دیتے تھے اور جوزجانی کذاب اور
شتام (گالی گلوچ کرنے والے) کہتے تھے

كما مترجم له في الضعفاء الكبير ١/٨٧ • احوال الرجال ٤٨ • الميزان ١/٢٣٦
المغني في الضعفاء ١/٨٣ • ديوان الضعفاء ٢٢ • سير اعلام النبلاء ٥/٢٦٤
الضعفاء والمتروكين ١/١١٥ لابن الجوزي • الجرح والتعديل ٢/١٨٤ • الانساب ٧/١٠٩
اللباب ١/٥٣٧ • تهذيب الكمال ١٠٦ • طبقات ابن سعد ٦/٣٢٣
خلاصة تذهيب الكمال ٣٥ • النجوم الزاهرة ١/٣٠٨ • التهذيب ١/٣١٣
وقال الالباني تحت رقم ٥٦٨٨ - رواه الترمذي ... وقال اسناده حسن صحيح
(يقول الالباني) قلت بل ضعيف فيه ابو السمح واسمه دراج وهو ضعيف صاحب مناكير
مشكوة ٣/١٥٨٤

والعجب على الالباني بانه يضعف هذا الحديث لاجل دراج الضعيف ولا يضعف الحديث السابق لاجل الكذاب والشتام ... التوثيق لاحد والتضعيف لآخر مبني على مزعومات الالباني

البانی رقم ۵۶۸۸ کے تحت لکھتے ہیں کہ یہ ترمذی نے روایت کی ہے اور فرمایا ہے کہ اس کی اسناد حسن صحیح ہے (البانی کہتے ہیں) کہ میں کہتا ہوں کہ یہ ضعیف ہے اس میں ابو السمح ہے اس کا نام دراج ہے اور یہ ضعیف اور صاحب مناکیر ہے۔ مشکوٰۃ ۳/۱۵۸۴
البانی پر تعجب ہے کہ یہ دراج کی وجہ سے حدیث کو ضعیف کہتے ہیں
اور مندرجہ بالا حدیث کذاب اور شتام کی وجہ سے ضعیف نہیں کرتے۔ کیونکہ تضعیف اور توثیق کسی کا یہ البانی کے مزعومات پر مبنی ہے۔

(۷) قال الالبانی فی تحت رقم (۱۵۵). اسلم الناس وآمن عمرو بن العاص رواه الرویانی فی مسنده ۹/۵۰/۲۰۱) — من طریق ابن ابی مریم وعبد الله بن وهب انا ابن لهیعة عن مشرح بن هاعان عن عقبة ورواه احمد (۴/۱۵۵) ثنا ابو عبد الرحمن ثنا ابن لهیعة حدثنی مشرح بن هاعان قال سمعت عقبة الخ ورواه الترمذی (۱/۳۱۶) حدثنا قتیبة حدثنا ابن لهیعة به وقال حدیث غریب لا نعرفه الا من حدیث ابن لهیعة عن مشرح بن هاعان ولیس اسناده بالقوی

(یقول الالبانی) قلت مشرح بن هاعان وثقه ابن معین وغیره وضعفه بعضهم وهو حسن الحدیث عندی. الصحیحة ۱/۲۳۸ و ۲۳۹

- اقول والعجب کل العجب علی الالبانی بان الامام الترمذی مع تساهله یقول لیس اسناده بالقوی لکنه یقول وهو حسن الحدیث عندی. لانه یعدّ نفسه من النقاد ولذا یذکر عندی انا لله وانا الیه راجعون مع ان الحق مع الامام الترمذی لان مشرح بن هاعان یروی عن عقبة مناکیر. وههنا یروی عن عقبة.

---

(۷) البانی رقم ۱۵۵ کے تحت لکھتے ہیں کہ لوگ مسلمان ہو گئیں اور عمرو بن العاص نے ایمان لایا رویانی نے اپنے مسند ۹/۵۰ ابن ابی مریم اور عبداللہ بن وہب کے طریقہ سے نقل کیا ہے ہم کو خبر دیا ابن لہیعۃ نے وہ مشرح بن ہاعان سے وہ عقبہ سے روایت کرتے ہیں اور احمد نے ۴/۱۵۵ میں روایت کیا ہے ۔۔۔ عبدالرحمٰن ۔۔۔ ابن لہیعہ سے وہ مشرح بن ہاعان سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عقبہ سے سنا ہے - اور ترمذی نے ۱/۳۱۶ قتیبہ وہ ابن لہیعہ سے نقل کر کے کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے اس کو ہم نہیں پہچانتے مگر ابن لہیعہ کے طریقہ سے اور وہ مشرح بن ہاعان سے روایت کرتے ہیں اور اس کی اسناد قوی نہیں -

البانی کہتے ہیں مشرح بن ہاعان کو ابن معین وغیرہ نے ثقہ کہا ہے اور بعض نے ضعیف کہا ہے اور یہ میرے نزدیک حسن الحدیث ہے الصحیحہ ۱/۲۳۸ و ۲۳۹

میں کہتا ہوں کہ البانی پر تعجب بر تعجب ہے کہ امام ترمذیؒ باوجود تساہل کے اس اسناد کو لیس بالقوی کہتے ہیں لیکن البانی کہتے ہیں کہ میرے نزدیک حسن الحدیث ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون حالانکہ حق امام ترمذیؒ کے ساتھ ہے، کیونکہ مشرح بن ہاعان عقبہ سے منکر احادیث روایت کرتے ہیں اور یہاں یہ عقبہ سے روایت کرتے ہیں۔

مصعب

• (قال الحافظ الذهبی - قال عثمان بن سعید عن ابن معین ثقة . قال ابن حبان یحیٰی ابا
یروی عن عقبة مناکیر لا یتابع علیه روی عنه اللیث وابن لهیعة فالصواب ترک ما
انفرد به کما فی المیزان ٤/١١٧ • طالع المغنی فی الضعفاء ٢/٦٥٩

• دیوان الضعفاء ٢٢٨ • کتاب المجروحین ٣/٢٨ • الضعفاء والمتروکین ٣/١٢١ لابن الجوزی
• الضعفاء الکبیر ٤/٢٢٢ للعقیلی • کما مر مفصلا

• واما ابن لهیعة فهو ایضا ضعیف ولیس ممن یحتج به ولا یغتر بروایته کما مر بحوالة
الضعفاء والمتروکین ٢/١٣٦ لابن الجوزی • الضعفاء الصغیر ١٣٥ للامام البخاری
• الضعفاء والمتروکین ١٤ للنسائی • الضعفاء والمتروکین للدارقطنی [٥١١] • الضعفاء الکبیر ٢/٢٩٣
للعقیلی • الکامل لابن عدی ٤/١٤٦٢ • المیزان ٢/٤٧٥ • تهذیب الکمال ٧٢٧
• المغنی فی الضعفاء ١/٣٥٢ • التهذیب ٥/٣٧٣ • شذرات الذهب ١/٢٨٣

• واما ما قال الالبانی بان روایة العبادلة عنه یصح فهو ایضا مردود علیه کما صرح
به الحافظ ابن الجوزی فی ترجمته طالع التفصیل فیما سبق فعلی کل حال تصحیح هذا
الحدیث وذکره فی الصحیحة مبنی علی مزعومات الالبانی

• حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ عثمان بن سعید ابن معین سے ثقہ نقل کرتے ہیں۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ یہ عقبہ سے منکر
احادیث روایت کرتے تھے اس کی حدیث سے متابعت بھی نہیں کی جاسکتی (یعنی کسی حدیث کا تابع بھی
نہیں بن سکتی) اور اس سے لیث اور ابن لہیعہ روایت کرتے ہیں تو بہتر یہ ہے کہ جس سے یہ منفرد ہو وہ ترک
کیا جائے جیسا کہ مندرجہ بالا کتابوں میں

• اور ابن لہیعہ یہ بھی ضعیف ہے اور اس سے احتجاج صحیح نہیں اور اس کی روایت سے دھوکہ نہ ہو جائے
جیسا کہ مندرجہ بالا کتابوں سے مفصل گذر چکا ہے۔

• اور جو البانی نے کہا ہے کہ ابن لہیعہ سے عبادلہ کی روایت صحیح ہے، یہ اس پر مردود ہے جیسا کہ
حافظ ابن الجوزی نے اس پر تصریح کی ہے۔ تفصیل ماسبق میں مطالعہ کریں۔ بہر حال اس حدیث
کو صحیح سمجھنا اور صحیحہ میں ذکر کرنا، البانی کے مزعومات پر مبنی ہے

ایها الاخ الکریم ان الالبانی یضعف حدیث ابن ابی ذباب فی رسالته صلوٰۃ التراویح ۲۲
بان فیه ضعفا من قبل حفظه . قال ابن ابی حاتم فی الجرح و التعدیل . قال
ابی یروی عنه الدراوردی احادیث مناکیر ولیس بذالک القوی یکتب حدیثه
وقال ابو زرعة لا بأس به -

لکن ههنا یذکر حدیث مشرح بن هاعان فی الصحیحة مع انه قال ابن حبان یروی
عن عقبة مناکیر وکان یحدث بما سمع من هذا وذاک وهو لا یعلم - وکان یخطئ و
یخالف فبطل الاحتجاج به

وکذلک فیه ابن لهیعة - وکان یحیی لا یراه شیئا وقال النسائی ضعیف وقال السعدی لا ینبغی
ان یحتج بحدیثه قال ابن معین لیس بقوی فی الحدیث ضعیف فی الحدیث قال ابو حاتم امره
مضطرب قال الجوزجانی لا ینبغی ان یحتج به قال البخاری ترکه یحیی بن سعید قال الخطیب
کثرت المناکیر فی روایته -

لان فی حدیث ابن ابی ذباب عدد التراویح عشرین رکعة مع انه لیس ضعیفا مثل مشرح بن هاعان
وابن لهیعة لکنه وهو مخالف عن رأی الالبانی ولذا یضعفه وهذا الحدیث صحیح لانه
بصدد تصحیحه ولذا اقول ما قال ورد علی الامام الترمذی من عنده . تدبر

اے میرے بھائی! البانی ابن ابی ذباب کی حدیث کو اپنے رسالہ صلوٰۃ التراویح ۲۲ میں تردید کرتے ہیں کہ اس میں حافظہ
کی وجہ سے ضعف ہے اور ابن ابی حاتم نے الجرح و التعدیل میں فرمایا ہے کہ میرے والد صاحب کہتے ہیں کہ اس سے دراوردی
منکر احادیث روایت کرتے ہیں اور یہ قوی نہیں اس کی حدیث لکھی جا سکتی ہے اور ابو زرعہ لا بأس بہ کہتے ہیں لیکن یہاں
مشرح بن ھاعان کی حدیث کو صحیحہ میں ذکر کرتے ہیں حالانکہ ابن حبان کہتے ہیں کہ یہ عقبہ سے منکر احادیث روایت کرتے
تھے اور یہ ہر ایک سے سنتے تھے اور اس کو پتہ نہیں لگتا تھا اور غلطیاں زیادہ کرتے تھے اور اس پر احتجاج کرنا
باطل ہے

اور اسی طرح اس میں ابن لہیعہ ہے نسائی ضعیف کہتے ہیں اور سعدی کہتے ہیں کہ اس کی حدیث سے احتجاج کرنا مناسب نہیں
ابن معین لیس بالقوی ضعیف فی الحدیث کہتے ہیں امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ اس کو یحیی بن سعید نے چھوڑا ہے" اور خطیب
کہتے ہیں کہ اس کی منکر روایات زیادہ ہیں:- چونکہ ابن ابی ذباب کی حدیث میں بیس رکعات تراویح کا ذکر ہے اور"
البانی کے رائے سے مخالف ہے اگرچہ وہ مشرح بن ھاعان اور ابن لہیعہ جیسے ضعیف نہیں تو اس کی تضعیف کرتے
ہیں اور دوسری حدیث صحیح ہے کیونکہ البانی اس کی تصحیح کرتے ہیں اسی وجہ سے امام ترمذیؒ پر رد کیا ہے ۔ فکر کر

اقول ان فطرۃ الالبانی ھکذا بانہ یرد علی کل من یخالف رأیہ ... ولذا یقول تحت رقم ۵۷۳۴ وعنہ (ابی ھریرۃ ؓ) قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدی فقال خلق اللہ التربۃ یوم السبت وخلق فیھا الجبال یوم الاحد وخلق الشجر یوم الاثنین وخلق المکروہ یوم الثلثاء وخلق النور یوم الاربعاء وبث فیھا الدواب یوم الخمیس وخلق آدم بعد العصر من یوم الجمعۃ وآخر ساعۃ من النھار فیما بین العصر الی اللیل رواہ مسلم مشکوۃ المصابیح ۳/۱۵۹۸

یقول الالبانی فی الحاشیۃ ولا مطعن فی اسنادہ البتۃ ولیس ھو مخالف للقرآن بوجہ من الوجوہ خلافا لما توھمہ بعضھم فان ھذا الحدیث یفصل کیفیۃ الخلق علی الارض وحدھا وان ذلک کان فی سبعۃ ایام ونص القرآن علی ان خلق السموات والارض کان فی ستۃ ایام والارض فی یومین لا یعارض ذلک لاحتمال ان ھذہ الایام الستۃ غیر الایام السبعۃ المذکورۃ فی الحدیث۔ حاشیۃ ۱ علی ۳/۱۵۹۸

میں کہتا ہوں کہ البانی کی فطرت اس طرح ہے کہ جو اس کی رائے سے مخالف ہو اس کی تردید کرتا ہے اور اسی وجہ سے ۵۷۳۴ رقم کے تحت لکھتے ہیں کہ اس سے ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ سے پکڑا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مٹی کو ہفتہ کے دن پیدا کیا ہے اور اس میں بروز اتوار پہاڑ پیدا کئے ہیں اور بروز پیر درختوں کو پیدا کئے ہیں اور بروز منگل مکروہ کو پیدا کیا ہے اور بروز بدھ نور کو پیدا کیا ہے اور بروز جمعرات حیوانات پھیلائے ہیں اور آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بروز جمعہ عصر کے بعد دن کے اخیر عصر اور رات (شام) کے درمیان پیدا کیا ہے مسلم نے روایت کی ہے مشکوۃ المصابیح نسخہ البانی ۳/۱۵۹۸۔ البانی حاشیہ میں کہتے ہیں کہ اس کی اسناد میں طعن نہیں اور یہ قرآن کے کسی وجہ سے خلاف نہیں جیسا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ یہ قرآن سے خلاف ہے کیونکہ اس حدیث میں زمین پر مخلوق کی پیدائش کی کیفیت بتلاتے ہیں اور یہ سات دن میں ہوا ہے اور قرآن میں تصریح ہے کہ آسمان اور زمین کی پیدائش چھ دن میں اور زمین دو دن میں اس کا معارض نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ یہ چھ دن (جو قرآن کریم میں ہے) ان سات دن کے سوا ہو جو حدیث میں ہیں۔

حاشیہ ۱ بر ۳/۱۵۹۸ مشکوۃ المصابیح نسخہ البانی

• اقول قد ذکر الحافظ ابن کثیر هذه الحدیث ثم قال - وهذا الحدیث من غرائب صحیح مسلم وقد تکلم علیه علی بن المدینی والبخاری وغیر واحد من الحفاظ وجعلوه من کلام کعب وان ابا هریرة انما سمعه من کلام کعب الاحبار وانما اشتبه علی بعض الرواة فجعلوه مرفوعا وقد حرر ذلک البیهقی تفسیر ابن کثیر ۱/۶۹ وذکره العلامة الملا علی القاری فی المرقاة ۵/۳۵۴

لکن الالبانی یرد علی هذه الائمة الاعلام والنقاد والحفاظ ویقول باحتمال بان هذه الایام الستة (فی الآیات الکریمة) غیر الایام السبعة المذکورة فی الحدیث ولا یدری الالبانی بانه یلزم علی هذا ان خلق هذه الاشیاء فی ثلاثة عشر یوما ولیس به قائل سوی الالبانی وهو احتمال مردود بنص القرآن فتدبر ولا تغتر بهذه الخرافات

میں کہتا ہوں کہ حافظ ابن کثیرؒ یہ حدیث ذکر کرکے فرمایا ہے کہ یہ حدیث مسلم کے غرائب سے ہے اور اس حدیث پر علی بن المدینی اور بخاریؒ وغیرہ بہت سے حفاظ (حدیث) نے کلام کیا ہے کہ یہ کعبؓ کی بات ہے اور ابو ہریرہؓ نے کعب الاحبار کے کلام سے سنا ہے اور بعض راویوں پر مشتبہ ہوگیا تو اس کو مرفوع حدیث بنایا اور بیہقیؒ نے فرمایا ہے تفسیر ابن کثیر ۱/۶۹ اور ملا علی قاریؒ نے مرقات المفاتیح ۵/۳۵۴ میں ذکر کیا ہے۔

لیکن البانی ان بڑے بڑے علماء اور حفاظ اور ناقدین کی تردید احتمال سے کرتے ہیں کہ یہ احتمال ہے کہ آیات کریمہ میں چھ دن ان سات دن سے علاوہ ہوں جو حدیث میں مذکور ہیں اور البانی کو یہ پتہ نہیں کہ اس بناء پر ان تمام اشیاء کی پیدائش تیرہ دن میں ہوگئی ہیں اور اس پر تو البانی کے سوا کوئی قائل نہیں اور یہ احتمال قرآن کریم کی نص سے مردود ہے۔ تفکر اور ان خرافات سے دھوکہ نہ ہوجا۔

(۸) قال الالبانی فی تحقیقہ رقم ۴۳۴ (رواہ الترمذی) فی الحاشیة ۲ وقال ۲/۶ ۴ حدیث حسن (یقول الالبانی) قلت واسنادہ صحیح ورجالہ ثقات معروفون غیر ثواب ابن عتبة وقد روی عنہ جماعة ووثقہ غیر واحد من الائمة (مشکوٰة ۱/۴۵۲) اقول. قال الحافظ الذھبیؒ. ثواب بن عتبة ... (ثم ذکر ھذا الحدیث الذی ذکرہ صاحب المشکوٰة) ثم قال وقد انکر ابو حاتم وابو زرعة توثیقہ وقال البخاری لا یعرف لثواب سوی ھذا الحدیث المیزان ۱/۳۷۳

• وقال الحافظ الذھبیؒ - ثواب بن عتبة .. قواہ ابن معین ولینہ ابو زرعة المغنی فی الضعفاء ۱/۱۲۳

• وقال الحافظ ابن ابی حاتم (ثواب بن عتبة ....) سمعت ابی وابا زرعة ورأیا فی کتاب رواہ عباس الدوری عن یحیی بن معین انہ قال ثواب بن عتبة ثقة فانکرا جمیعا - الجرح والتعدیل ۲/۴۷۱

لکن مع ھذا یقول الالبانی وقد وثقہ غیر واحد من الائمة. و تصحیح اسنادہ مبنی علی مزعومات الالبانی

• البانی رقم ۴۳۴ کے تحت کہتے ہیں کہ اس کو امام ترمذی نے روایت کی ہے اور اس نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ البانی کہتے ہیں کہ اس کی اسناد صحیح ہے۔ اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں سوا ثواب ابن عتبہ سے اور اس سے جماعت نے روایت کی ہے اور بہت سے ائمہ نے اس کی توثیق کی ہے۔ مشکوٰۃ المصابیح ۱/۴۵۲

میں کہتا ہوں کہ حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔ ثواب بن عتبہ پھر بعینہ یہی حدیث کو ذکر کیا ہے جو مشکوٰۃ والے نے نقل کیا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ابوحاتم اور ابوزرعہ نے اس کی توثیق سے انکار کیا ہے۔ اور بخاریؒ نے فرمایا کہ اس حدیث سے سوا ثواب کا کوئی حدیث نہیں۔ المیزان ۱/۳۷۳

• حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ ابن معین نے ثواب کو قوی کیا ہے اور ابوزرعہ ضعیف کیا ہے المغنی فی الضعفاء ۱/۱۲۳

• حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں۔ ثواب بن عتبہ۔ میں نے اپنے والد اور ابوزرعہ سے سنا ہے کہ اس نے کتاب میں دیکھا کہ عباس دوری نے یحیی بن معین کا قول ذکر کیا ہے کہ ثواب بن عتبہ ثقہ ہیں تو دونوں نے اس پر انکار کیا۔ الجرح والتعدیل ۲/۴۷۱ لیکن اس کے باوجود البانی کہتے ہیں کہ بہت سے ائمہ نے توثیق کی ہے اسناد کی تصحیح مزعومات البانی پر مبنی ہے۔

(۹) قال الالبانی .. تحت رقم ۱۳۹٤ رواہ الترمذی . وقال ۲/٤۰٤ حدیث حسن صحیح (یقول الالبانی)

تلت رجالہ ثقات غیر ان محمد بن اسحق مدلس وقد عنعنہ لکن اخرجہ احمد ۲/۳۲، ۱۳۵ عنہ مصرحا بالتحدیث فی روایۃ صحیحۃ عنہ لثبت الحدیث والحمد للہ المشکوٰۃ ۱/۴۲۹

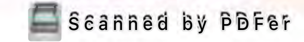
- اقول والعجب علی تجاھل الالبانی بانہ یضعف حدیثا لاجل عنعنۃ محمد بن اسحاق ثم یوثق بالتحدیث مع انہ لیس علیہ الزام التدلیس فقط بل ھو کذاب لیس بالقوی طالع الکتب التالیۃ حتی یتضح علیک مزعومات الالبانی ۔
- قال الحافظ العقیلی .. محمد بن اسحاق ... یقول عبدالرحمٰن بن مھدی کان یحیی بن سعید القطان ومالک یجرحان محمد بن اسحاق ... الخ یقول مالک بن انس محمد بن اسحاق کذاب ... قال سفیان رأیت ابن اسحاق فی مسجد الخیف فاستحییت ان یرانی معہ احد ۔ قال علی سمعت سفیان سئل عن محمد بن اسحاق فقال اتھموہ بالقدر ۔

---

(۹) البانی رقم ۱۳۹٤ کے تحت لکھتے ہیں کہ یہ ترمذی نے روایت کی ہے اور ۲/۴۰۴ میں فرمایا ہے کہ حدیث حسن صحیح ہے۔ البانی کہتے ہیں کہ اس کے راوی ثقہ ہیں سوا محمد بن اسحاق کے کہ وہ مدلس ہے اور اس نے عن سے روایت نقل کی ہے لیکن احمد نے ۲/۳۲ - ۱۳۵ تحدیث کے ساتھ روایت صحیح میں تصریح کی ہے تو حدیث ثابت ہوگئی الحمد للہ مشکوٰۃ ۱/۴۲۹)

میں کہتا ہوں کہ البانی کے تجاھل پر تعجب ہے کہ یہ محمد بن اسحاق کے عن کی وجہ سے حدیث کو ضعیف کرتا ہے پھر صحیح کرتا ہے تحدیث کی وجہ سے حالانکہ محمد بن اسحاق پر صرف "تدلیس" کا الزام نہیں بلکہ یہ کذاب اور لیس بالقوی ہے مندرجہ ذیل کتابیں مطالعہ کریں تاکہ آپ کو البانی کے مزعومات واضح ہو جائیں۔

- حافظ عقیلی فرماتے ہیں ... محمد بن اسحاق .. عبدالرحمٰن بن مہدی کہتے ہیں کہ یحیی بن سعید القطانؒ اور مالکؒ محمد بن اسحاق پر جرح کرتے تھے ۔ مالک بن انس محمد بن اسحاق کو کذاب کہتے تھے ۔ سفیان کہتے ہیں کہ میں نے مسجد خیف میں ابن اسحاق کو دیکھا تو میں نے حیا کیا کہ اس کے ساتھ مجھ کو کوئی نہ دیکھے ۔ علی کہتے ہیں کہ میں نے سفیان سے سنا کہ اس سے محمد بن اسحاق کے بارے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ اس کو متہم بالقدر سمجھتے ہیں ۔



قال عباس سمعت یحیی بن معین قال محمد بن اسحاق ثقة ولكن ليس بحجة قال لي يحيى ... ان ابن اسحاق ليس بقوي في الحديث وكان يرمى بالقدر ... قال ابن عدي كان ابن اسحاق يلعب بالديك الضعفاء الكبير ٤/٢٣ — الى ٢٩

قال الحافظ ابن ابي حاتم - محمد بن اسحاق - سئل عن يحيى بن معين عن محمد بن اسحاق ... قال محمد بن اسحاق صدوق ولكنه ليس بحجة - سئل ابي عن محمد بن اسحاق قال يكتب حديثه - قال ابو حفص العمر كنا عند وهب بن جرير فانصرفنا من عنده فمررنا بيحيى بن سعيد القطان فقال اين كنتم قلنا عند وهب بن جرير يعني يقرأ علينا كتاب المغازي عن ابيه عن ابن اسحاق قال تنصرفون من عنده بكذب كثير ... يقول يحيى بن معين ليس بذاك هو ضعيف -

قال الحافظ ابن ابي حاتم سمعت ابي يقول محمد بن اسحاق ليس عندي في الحديث بالقوي ضعيف الحديث الجرح والتعديل ٧/١٩١ الى ١٩٤

قال الحافظ الذهبي - محمد بن اسحاق بن يسار احد الائمة الاعلام - قال ابن معين ثقة وليس بحجة وقال علي بن المديني حديثه عندي صحيح وقال النسائي وغيره ليس بالقوي وقال الدارقطني لا يحتج به - ... وقال سليمان التيمي كذاب ... وقال احمد هو كثير الحديث جدا قيل له فاذا قال اخبرني وحدثني

عباس کہتے ہیں کہ میں نے یحیی بن معین سے سنا ہے کہ محمد بن اسحاق ثقہ ہیں لیکن حجت نہیں اور مجھ کو یحیی نے بولا کہ ابن اسحاق حدیث میں قوی نہیں اور اس پر قدر کی تہمت لگائی گئی تھی۔ ابن عدی کہتے ہیں کہ ابن اسحاق مرغوں سے کھیلتے تھے الضعفاء الکبیر ۴/۲۳ تا ۲۹

• حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں ... یحیی بن معین سے محمد بن اسحاق کے بارے پوچھا گیا تو اس نے بولا کہ سچا ہے اور حجت نہیں میرے والد سے پوچھا گیا تو اس نے بولا کہ اس کی حدیثیں لکھی جاسکتی ہیں۔ ابو حفص کہتے ہیں کہ ہم وہب بن جریر سے واپس ہوئے تو یحیی بن سعید القطان پر گذرے تو اس نے پوچھا کہ تم کہاں تھے ہم نے بولا کہ وہب بن جریر کے پاس - وہ اپنے باپ سے کتاب المغازی ابن اسحاق سے سناتے تھے فرمایا کہ تم اس سے بہت جھوٹ کے ساتھ واپس ہوگئے ہوگے یحیی بن معین ضعیف کہتے ہیں حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ میں نے والد سے سنا ہے کہ محمد بن اسحاق میرے نزدیک حدیث میں قوی نہیں ضعیف الحدیث ہیں الجرح والتعدیل ۷/۱۹۱ تا ۱۹۲

• حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔ محمد بن اسحاق بن یسار احد الائمۃ الاعلام ہیں۔ ابن معین ثقہ لیس بحجۃ کہتے ہیں علی بن المدینی کہتے ہیں میرے نزدیک اس کی حدیث صحیح ہیں نسائی وغیرہ کہتے ہیں کہ قوی نہیں اور دارقطنی کہتے ہیں اس کے ساتھ استدلال نہیں سلیمان تیمی کذاب کہتے ہیں۔ احمد کثیر الحدیث کہتے ہیں۔ اس سے پوچھا گیا کہ اگر یہ کہدیں کہ مجھے خبر دیا یا مجھے بیان کیا ہے -

فهو ثقة قال هو يقول اخبرني ويخالف فقيل له أيروي عنه يحيى بن سعيد قال لا

طالع الميزان ۳/ ۴۶۸ الى ۴۷۵ • المغني في الضعفاء ۲/ ۵۵۲ و ۵۵۳

تذكرة الحفاظ ۱/ ۱۷۳ • تاريخ بغداد ۱/ ۲۱۴ الى ۲۲۴ تهذيب الكمال ۱۱۶۷ و ۱۱۶۸

سير اعلام النبلاء ۷/ ۳۳ الى ۵۵ • تهذيب التهذيب ۹/ ۳۸ الى ۴۶

• وفيات الاعيان ۴/ ۲۷۶

• قال الحافظ النسائي — محمد بن اسحاق ليس بالقوي - الضعفاء والمتروكين ۲۲

• قال الحافظ ابن الجوزي - محمد بن اسحق - قال سليمان التيمي هو كذاب وقال يحيى بن سعيد القطان ما تركت حديثه الا لله اشهد انه كذاب -

قال يحيى بن معين هو ثقة ليس بحجة وقال مرة ليس بالقوي في الحديث وكذلك قال النسائي وقال علي يحدث عن المجهولين باحاديث باطلة وقال شعبة صدوق -

الضعفاء والمتروكين ۳/ ۴۱

• قال ابو العباس وسمعت يحيى وقيل له ايما اكثر محمد بن اسحاق او محمد بن عمرو قال محمد بن عمرو احب الي منه واهل المدينة لا يرون ان يحدثوا عن ابن اسحاق وذلك انه كان قدريا

معرفة الرجال ۱/ ۱۱۸

تو ثقہ ہیں اس نے فرمایا کہ یہ کہہ دیتا ہے کہ مجھے خبر دیا ہے اور خلاف کرتا ہے اس سے پوچھا گیا کہ یحییٰ بن سعید اس سے روایت کرتے ہیں اس نے کہا نہیں۔ مطالعہ کریں میزان الاعتدال ۲/ ۴۶۸

مندرجہ بالا کتابیں مطالعہ کریں اعادہ کی ضرورت نہیں۔

• حافظ نسائی کہتے ہیں کہ محمد بن اسحاق قوی نہیں۔ الضعفاء والمتروکین ۲۲

• حافظ ابن الجوزی فرماتے ہیں۔ محمد بن اسحاق ۔ سلیمان تیمی کہتے ہیں کہ یہ کذاب جھوٹا ہے ۔ یحییٰ بن سعید القطان فرماتے ہیں کہ میں نے اس کی حدیثیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ دئے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ جھوٹا ہے ۔ یحییٰ بن معین ثقہ غیر حجت کہتے ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ حدیث میں قوی نہیں اور اسی طرح نسائی کہتے ہیں اور علی کہتے ہیں کہ مجہولوں سے باطل روایت کرتے ہیں اور شعبہ صدوق کہتے ہیں۔ الضعفاء والمتروکین ۳/ ۴۱

• ابو العباس فرماتے ہیں کہ میں نے یحییٰ سے سنا ہے اس سے محمد بن اسحاق اور محمد بن عمرو کے بارے پوچھا تو اس نے فرمایا کہ محمد بن عمرو مجھے پسند ہے اس سے اور مدینہ والے ابن اسحاق کی احادیث پسند نہیں کرتے کیونکہ وہ قدری ہیں ۔ معرفۃ الرجال ۱/ ۱۱۸

Scanned by PDFer

قال الحافظ الجوزجانی ... محمد بن اسحاق ، الناس یشتھون حدیثه وکان یرمی بغیر نوع من البدع . احوال الرجال ١٣٦ رقم ٢٣٠

قال الحافظ ابن عدی .. محمد بن اسحاق .. عن معتمر قال لی ابی لا تروعن ابن اسحاق فانه کذاب ــ ویقول یحیی بن سعید القطان ما ترکت حدیث محمد بن اسحاق الا لله .... یقول یحیی لا تشبث بشئ من حدیث ابن اسحاق فان ابن اسحٰق لیس ھو بالقوی فی الحدیث .... عن ابن الاسود عن ابیه فقال کذاب ابن اسحاق ... قال السعدی کان محمد بن اسحاق مرمیا بغیر نوع من البدع . الکامل ٦/٢١١٦ الی ٢١٢٥

ثم بعد لا یرد ھھنا الایراد کما لا یخفی علی ذوالالباب

تنبیه ، انی ما ذکرت قول الامام مالک فی التراجم بانه قال محمد بن اسحاق دجال من الدجاجلة لان لا عبرة بکلام الاقران فی الاقران کما لا یخفی علی خبیر ھذا العلم . فتدبر

ولما کان فی ھذا الحدیث محمد بن اسحٰق لیس بالقوی وضعیف وکذاب فکیف یصحح الالبانی حدیثه ویضعف حدیث یزید بن خصیفة الثقة الحجة الثبت .

• حافظ جوزجانی فرماتے ہیں محمد بن اسحاق کی حدیثیں لوگ پسند کرتے ہیں اور اس پر بہت سے بدعات کے الزامات لگائے گئے ہیں۔ احوال الرجال ١٣٦ رقم ٢٣٠ • حافظ ابن عدی کہتے ہیں ۔۔ محمد بن اسحاق ۔۔ معتمر کہتے ہیں کہ مجھ کو والد صاحب نے بولا کہ ابن اسحاق سے روایت نہ کریں کیونکہ یہ جھوٹا ہے ۔ اور یحییٰ بن سعید قطان کہتے ہیں کہ میں نے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے محمد بن اسحاق کی حدیثیں چھوڑ دی ہیں ۔ اور یحییٰ کہتے ہیں کہ ابن اسحاق کی حدیث سے کوئی چیز نہ لی جائے ۔ کیونکہ ابن اسحاق حدیثوں میں قوی نہیں ۔ ۔ ۔ ابن الاسود اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں تو فرمایا کہ ابن اسحٰق جھوٹا ہے اور سعدی کہتے ہیں کہ محمد بن اسحاق پر بہت سے بدعات کے الزامات ہیں الکامل ٦/٢١١٦ تا ٢١٢٥ پھر یہاں اعتراض نہیں آتا جیسا کہ عقلمندوں پر مخفی نہیں ۔

(تنبیہ) میں نے امام مالک کا قول جو کہ اس نے محمد بن اسحاق کے بارے کہا ہے کہ یہ دجالوں میں ایک دجال ہے نہیں ذکر کیا کیونکہ ہمعصر کی تردید معصر کے متعلق غیر معتبر ہے جیسا کہ اس علم سے خبردار لا پر پوشیدہ نہیں ۔

اور جبکہ حدیث میں محمد بن اسحاق غیر قوی اور ضعیف اور جھوٹا موجود ہے تو البانی اس کی حدیث کس طرح صحیح کرتا ہے اور یزید بن خصیفہ جو کہ ثقہ حجت ثبت ہے اس کی تضعیف کرتا ہے ۔

اعلم ایها الاخ الکریم قد احال الالبانی لتحدیث ابن اسحاق علی مسند احمد ۲/۳۲ مع هذا خطأ صریح لانه ذکر هناك - عبد الله حدثنا ابی ثنا یزید انا محمد بن اسحاق عن نافع عن ابن عمر.. مسند احمد ۲/۳۲ فلیس فی هذه الصفحة تحدیث ابن اسحاق بل ههنا ایضا عنعنة ابن اسحاق نعم قد صرح بالتحدیث ۲/۱۳۵ وهذا صحیح لکن احالته علی ۲/۳۲ خطأ واضح فتدبر.

قال الالبانی تحت حدیث رقم ۱۵۵۹ و ۱۵۶۰ رواهما فی شرح السنة . یقول الالبانی لقد ابعد النجعة فالحدیثان فی المسند ۲/۲۰۳ باسنادین حسنین وروی ۲/۱۸٤-۱۹٤-۱۹۸-۲۰۵ الاول منهما من طریق اخری نحوه واسناده صحیح وصححه الحاکم ۱/۳٤۸ ووافقه الذهبی حاشیه لـ علی ۱/٤۹۲ المشکوٰة

اقول ان فطرة الالبانی هکذا کانه هو ولهذا رد بلا سبب علی صاحب المشکوٰة والا ماادعی صاحب المشکوٰة فی الخطبة بانه یسند حدیثا الی جمیع الکتب اللتی وقع الحدیث فیها فکیف یقول الالبانی لقد ابعد النجعة -

---

اے محترم بھائی البانی نے ابن اسحاق کی تحدیث کے لئے مسند احمد ۲/۳۲ حوالہ دیا ہے حالانکہ یہ صریح غلط ہے۔ کیونکہ وہاں محمد بن اسحاق نافع سے عن کے ساتھ روایت کرتے ہیں مسند احمد ۲/۳۲ اسی صفحہ میں تحدیث ابن اسحاق نہیں البتہ تحدیث ۲/۱۳۵ میں یہ حوالہ صحیح ہے اور دوم حوالہ غلط ہے۔ فکر کر۔
البانی رقم ۱۵۵۹ کے تحت لکھتے ہیں لقد ابعد النجعة یعنی مشکوٰۃ والا نے چراگاہ غلط کیا کہ اس نے کہا ہے رواهما فی شرح السنة کہ یہ دونوں حدیثیں شرح السنة میں ہے کیونکہ یہ دونوں حدیثیں مسند احمد ۲/۲۰۳ حسن اسناد کے ساتھ موجود ہیں اور ۲/۱۸۴ و ۱۹۴ و ۱۹۸ و ۲۰۵ ۔ اول حدیث دوسرے طریقہ سے اسی طرح ہے اسناد اس کی صحیح ہے اور حاکم ۱/۳۴۸ میں تصحیح کی ہے۔ ذہبی اس کے موافق ہے حاشیہ بر مشکوٰۃ ۴۹۲
میں کہتا ہوں کہ فطرۃ البانی اس طرح ہے جیسا کہ یہی ہے اسی وجہ سے بغیر کسی سبب مشکوٰۃ والا کی تردید کی ورنہ مشکوٰۃ والے نے کہاں یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ حدیث تمام ان کتابوں کی طرف منسوب کریگا جہاں یہ حدیث موجود ہو تو کس طرح البانی اعتراض کرتا ہے کہ اس نے چراگاہ غلط کیا ہے ۔

علا ان الالبانی ابعد النجعة لان الحديث الاول فی مسند احمد ۲/ ۲۰۳ فقط واما الحديث الثانی رقم ۱۵۶۰ ليس فی المسند فی الصفحات التی احال عليهما الالبانی لا فی ۱۸٤ ولا فی ۱۹٤ ولا فی ۱۹۸ ولا فی ۲۰۵ بل احالته علی ۱۸٤ خطأ واضح اما احالته علی الصفحات الاخری ففيها حديث عبد الله بن عمرو بن العاص بالفاظ اخری من حديث انس الذی ذکره صاحب المشکوٰة فکم من فرق بين حديث انس و حديث عبد الله بن عمرو بن العاص هل يقول الالبانی لحديث عبد الله بن عمرو بن العاص بانه حديث انس والا رده علی صاحب المشکوٰة مردود عليه وانه قد ابعد النجعة لانه عد الاسنادين المختلفين اسنادا واحدا انا لله وانا اليه راجعون فلا تغتر بمزعومات الالبانی

علاوہ البانی نے جو اگاہ غلط کیا ہے کیونکہ صرف اول حدیث مسند احمد ۲/ ۲۰۳ میں ہے۔ اور دوسری حدیث رقم ۱۵۶۰ مسند احمد میں سرے سے موجود نہیں کہ البانی اُس پر حوالہ دیا ہے نہ ۱۸۴ میں اور نہ ۱۹۴ اور ۱۹۸ اور نہ ۲۰۵ میں بلکہ ۱۸۴ پر تو حوالہ ہی غلط اور دوسرں صفحہ پر جو حوالجات دئے ہیں تو ان میں عبداللہ بن عمرو بن العاص کی روایات دوسروں الفاظ سے انس بن مالک سے ہیں جو صاحب المشکوٰۃ نے ذکر کیا ہے اور حدیث انس اور عمرو بن العاص میں کتنا فرق ہے کیا البانی عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث کو انس کی حدیث سمجھتا ہے ورنہ اس کا رد مشکوٰۃ والے پر مردود ہے اور اس نے جو اگاہ غلط کیا ہے، کیونکہ اس نے دو مختلف اسنادوں کو ایک اسناد سمجھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ دھوکہ نہ ہو البانی کے مزعومات پر

- قال الالبانی تحت رقم ۱۳ رواہ ابوداود ۱/۲۹۳ وابن ابی حاتم فی تفسیرہ ۲/۱۰/۱ والحاکم ۲/۲۷۵ وقال صحیح علی شرط الشیخین ووافقہ الذہبی وقد وہما فان الشیخین لم یخرجا لاسلم ھذا فالحدیث صحیح ، فقط الصحیحۃ ۱/۱۹

اقول قد وہم الالبانی ایضاً فان فیہ محمد بن احمد بن انس ما وثقہ احد من ائمۃ النقاد فاللازم علیہ توثیق محمد بن صالح و محمد بن احمد ثم یقول فالحدیث صحیح فقط فصحتہ مبنی علی زعم الالبانی ۔

۱۰۔ قال الالبانی تحت رقم ۱۸ قلت وھذا سند صحیح رجالہ کلھم ثقات معروفون وطارح ابن معین لمحمد بن ابی نعیم لا یلتفت الیہ بعد توثیق احمد وابی حاتم ایاہ ۔ الصحیحۃ ۱/۲۵

- البانی رقم ۱۳ تحت فرماتے ہیں ابوداود ۱/۲۹۳ ابن ابی حاتم اپنے تفسیر ۱/۱۰/۲ اور حاکم ۲/۲۷۵ اور فرمایا ہے شیخین کے شرط پر صحیح ہے اور ذہبی نے موافقت کی ہے اور دونوں کو وہم ہوا ہے کیونکہ بخاری اور مسلم نے اسلم کی روایت کا اخراج نہیں کیا ہے اور حدیث صحیح ہے فقط الصحیحۃ ۱/۱۹

میں کہتا ہوں کہ البانی کو بھی وہم ہوا ہے کیونکہ اس محمد بن احمد بن انس ہے اس کی توثیق ائمہ نقاد سے نہیں کیا تو البانی پر لازم ہے کہ محمد بن صالح اور محمد بن احمد دونوں کی توثیق کریں پھر کہہ دیں کہ حدیث صحیح ہے فقط تو اس حدیث کی تصحیح البانی کے زعم پر مبنی ہے ۔

- البانی رقم ۱۸ کے تحت لکھتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ یہ سند صحیح ہے اس کے تمام راوی ثقہ اور معروف ہیں اور ابن معین نے محمد بن ابی نعیم کو جو چھوڑ دیئے تو احمد اور ابو حاتم کی توثیق کے بعد اس کی التفات نہ کیا جائے ۔ الصحیحۃ ۱/۲۵

اقول وقد مر مرارًا بان التوثيق والتضعيف بيد الالبانی انہ اجاب من الخروف فی زاذان
.... وحسبك منهم يحيى بن معين نفسہ قال فيہ ثقة لا يسأل عن مثلہ.. الضعيفة
٢/٣٢٣ تحت رقم ٩٣٠ - ورد على ابن حبان والحاكم ابى احمد ٤٠ وما التفت الالبانی الى
توثيق يحيى بن معين ... ليزيد بن خصيفة بانہ قال فی حقہ ثقة حجة كما مر مفصلا ...
ولما جاء ههنا فان الالبانی بصدد تصحيح هذا الحديث الذی رواه الطبرانی فی ١/١٩/١
كما ذكره الالبانی ... وفی هذا الحديث محمد بن ابی نعيم الواسطی ورد عليہ يحيى بن معين فقال
الالبانی وطرح ابن معين لمحمد بن ابی نعيم لا يلتفت اليہ .... انا لله وانا اليہ راجعون

میں کہتا ہوں کہ بار بار گذر گیا ہے کہ توثیق اور تضعیف البانی کے ہاتھ میں ہے۔ اس نے زاذان میں اختلاف علماء سے جواب دیا تھا کہ آپ کو یحیی بن معین کی توثیق کافی ہے کہ وہ زاذان کو ثقہ کہتے ہیں الضعیفہ ٢/٣٢٣ رقم ٩٣٠ اور ابن حبان اور حاکم ابی احمد کی تردید البانی نے وہاں کی ہے کہ انہوں نے اس پر جرح کیا ہے۔ وہ صحیح نہیں۔

اور جبکہ یحیی بن معین یزید بن خصیفہ کی توثیق کی ہے کہ یہ حجت اور ثقہ ہیں تو اس کی طرف پھر التفات نہ کیا کیونکہ یہ البانی کے رائے سے خلاف ہے اور جب یہاں پہنچا تو اس حدیث طبرانی ١/١٩ کی تصحیح کرتے ہیں اور اس حدیث میں محمد بن ابی نعیم واسطی ہیں اور اس پر یحیی بن معین نے رد کیا ہے تو البانی نے بولا کہ ابن معین نے اس کو اگر چھوڑا اور پھینکا ہے تو اس کی طرف التفات نہ کیا جائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

- قال الحافظ ابن عدی۔ حدثنا موسیٰ بن العباس ثنا ابو داود سمعت یحییٰ بن معین وسألته عن ابی نعیم فقال کذاب خبیث عدو من الاعداء، ثم ذکر ابن عدی احادیثه وقال فی آخره ولمحمد بن ابی نعیم غیر ما ذکرت وعامة ما یرویه لا یتابعه علیه الثقات
  الکامل ۶/۲۲۶۲ و ۲۲۶۳
- قال الحافظ ابن الجوزی محمد بن ابی نعیم قال یحییٰ لیس بشئ قال الرازی صدوق
  الضعفاء والمتروکین ۳/۱۰۳
- قال الحافظ الذہبی۔ محمد بن ابی نعیم۔ قال یحییٰ بن معین لیس بشئ وقال ابو حاتم صدوق وکذا قال احمد بن سنان القطان وعن ابن معین انه کذاب خبیث
  المغنی فی الضعفاء ۲/۶۳۷ • وذکره الحافظ فی دیوان الضعفاء ۲۹۰
- وقال الحافظ الذہبی، محمد بن ابی نعیم۔ قال یحییٰ بن معین لیس بشئ وقال ابو حاتم

- حافظ ابن عدی فرماتے ہیں۔ موسیٰ بن العباس کہتے ہیں کہ ہم کو ابو داؤد نے بیان کیا ہے کہ میں نے یحییٰ بن معین سے سنا ہے۔ اور ابو نعیم کے بارے میں پوچھا تو اس نے فرمایا جھوٹا خبیث ہے اور شیطان ہے شیاطین سے پھر ابن عدی نے احادیث ذکر کرتے ہیں اور اخیر میں فرمایا۔ کہ محمد بن ابی نعیم اس سے ماسوا روایات بھی ہیں اور اس کے عام روایات پر ثقات متابعت صحیح نہیں قرار دیتے الکامل ۶/۲۲۶۲ و ۲۲۶۳
- اور حافظ ابن الجوزی فرماتے ہیں۔ محمد بن ابی نعیم۔ یحییٰ لیس بشئ کہتے ہیں رازی صدوق کہتے ہیں
  الضعفاء والمتروکین ۳/۱۰۳
- حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔ محمد بن ابی نعیم۔ یحییٰ بن معین لیس بشئ کہتے ہیں اور ابو حاتم صدوق کہتے ہیں اور اسی طرح احمد بن سنان قطان کہتے ہیں اور ابن معین جھوٹا خبیث کہتے ہیں۔
  المغنی فی الضعفاء ۲/۶۳۷ • اور اسی طرح دیوان الضعفاء ۲۹۰ میں ہے۔
  اور حافظ ذہبی فرماتے ہیں۔ محمد بن ابی نعیم۔ یحییٰ بن معین لیس بشئ کہتے ہیں
  اور ابو حاتم کہتے ہیں۔



صدوق وکذا صدقه احمد بن سنان القطان وعن ابن معين ايضاً قال كذاب خبيث
ميزان الاعتدال ٤/٤٩ ر ٥٠

• قال الحافظ المزی ... محمد بن ابی نعیم ... قال ابو حاتم سألت يحيى بن معين عن ابن ابی نعیم فقال ليس بشئ - وقال ابو عبيد الآجری سئل ابو داؤد عن ابن ابی نعیم فقال اكذب الناس مفر من الاعفار تهذيب الكمال ٨/١٢٧

• قال الحافظ ابن ابی حاتم ... محمد بن ابی نعیم ... سمعت احمد بن سنان يقول محمد بن ابی نعیم ثقة صدوق (وقال) سمعت ابی يقول سألت يحيى بن معين عن ابن ابی نعیم فقال ليس بشئ سألت ابی عنه فقال صدوق - الجرح والتعديل ٨/٨٣ ر ٤٨

صدوق ہے اور اسی طرح احمد بن سنان قطان نے کہا ہے ، اور ابن معین سے روایت ہے جھوٹا خبیث ہے ۔ میزان الاعتدال ۴/۴۹ ر ۵۰

• حافظ مزی فرماتے ہیں۔ محمد بن ابی نعیم ۔ ابوحاتم کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معین سے ابن ابی نعیم کے بارے پوچھا تو فرمایا لیس بشئ ۔ ابو عبید الآجری کہ ابوداود سے ابن ابی نعیم کے بارے پوچھا گیا فرمایا شیطان ہے شیاطین سے ۔ تہذیب الکمال ۸/۱۲۷

• حافظ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں ... محمد بن ابی نعیم احمد بن سنان سے سنا ہے کہ محمد بن ابی نعیم ثقہ صدوق ہیں ۔ اور میں نے باپ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں نے یحییٰ بن معین سے ابونعیم کے بارے پوچھا فرمایا لیس بشئ ۔ اور میں نے باپ سے اس کے بارے پوچھا فرمایا صدوق سچا ہے ۔ الجرح والتعدیل ۸/۸۳ ر ۴۸

يها الاخ الكريم هذا حال محمد بن ابي نعيم بانه قال امام الجرح والتعديل يحيى بن معين بان ابن ابي نعيم كذاب خبيث عفر من الاعفار وقال هارون ابن بشير الرازي رأيت يحيى بن معين استقبل القبلة رافعا يديه يقول اللهم ان كنت تكلمت في رجل وليس هو كذابا فلا تغفر لي (التهذيب ١١/٢٨٤)

ولما كذبه يحيى بن معين فلا شك فيه ولا مرية بان هذا الحديث ضعيف بل موضوع بقانون الالباني

اما توثيق احمد بن سنان في مقابلة امام الجرح والتعديل فليس بشيء كما لا يخفى على الخبير بهذا العلم

واما قول ابي حاتم صدوق فهو دون درجة التوثيق ولذا ما قال ابو حاتم ثقة. فتوثيق هذا الحديث ورده على امام الجرح والتعديل مبني على مزعومات الالباني وخرافاته . تدبر

اے میرے محترم بھائی یہ محمد بن ابی نعیم کا حال ہے کہ امام الجرح والتعدیل یحیی بن معین اس کو کذاب خبیث اور شیطان شیاطین سے کہتے ہیں اور ہارون بن بشیر رازی ؒ بتاتے ہیں کہ میں نے یحیی بن معین کو قبلہ کی طرف منہ کرتے ہوئے دیکھا اور اپنے ہاتھ اٹھائے تھے فرمارہے تھے کہ اے اللہ اگر میں کسی کے بارے کچھ بات کی ہو اور وہ جھوٹا نہ ہو تو مجھ کو نہ بخشنا ۔ التہذیب ۱۱/۱۸۴ اور جب اس کو یحیی بن معین جھوٹا سمجھتے ہیں تو اس میں شک اور شبہ نہیں کہ یہ حدیث ضعیف بلکہ البانی کے قانون کے مطابق موضوع ہے ۔ اور احمد بن سنان کی توثیق امام الجرح والتعدیل کے مقابلہ کوئی چیز نہیں اور ابو حاتم کا قول صدوق یہ توثیق کا نیچے درجہ ہے ۔ اسی وجہ سے ثقہ نہیں کہا ہے تو اس حدیث کی تصحیح اور امام الجرح والتعدیل کی تردید یہ البانی کے مزعومات اور خرافات پر مبنی ہے ۔ فکر کر

ثم خدع الالباني بانه قال: بعد توثيق احمد وابي حاتم اعلم انه ذكر احمد مبكرا
تمويه حتى يظن بان المراد منه احمد بن حنبل مع ان المراد منه احمد بن سنان ثم ذكر
الالباني تحت رقم ٢٢ اركبوا هذه الدواب سالمة وابتدعوها سالمة ولا تتخذوها
كراسي، اخرجه الحاكم ١/٤٤٤ و ٢/١٠٠ والبيهقي ٥/٢٢٥ واحمد ٣/٤٤٠، ٤٤١، ٢٣٤
وابن عساكر ٣/٩/١/١ عن الليث بن سعد عن يزيد بن حبيب عن سهل بن معاذ بن انس
عن ابيه وكان له صحبة مرفوعا وقال الحاكم صحيح الاسناد ووافقه الذهبي وهو كما
قالا رجاله كلهم ثقات. وسهل بن معاذ لا بأس به في غير رواية زبان عنه وهذه ليست
منها وقد اخرجه احمد ٣/٤٣٩ و ٤٤٠ من طريق ابن لهيعة ثنا زبان عن سهل به و
زاد فرب مركوبة خير من راكبها واكثر ذكرا لله منه -
وهذه الزيادة ضعيفة لما عرفت من حال رواية زبان عن سهل لا سيما وفيه ابن لهيعة
وهو ضعيف ايضا ولا تغتر بقول الهيثمي ٨/١٠٧ عقب هذه الرواية بهذه الزيادة
رواه احمد والطبراني واحد اسانيد احمد رجاله رجال الصحيح غير سهل بن انس وثقه ابن حبان
وفيه ضعف الصحيحة ١/٢٩
اقول - العجب كل العجب على تجاهل الالباني بانه يرد على الحافظ الهيثمي

تنبیہ: البانی نے دھوکہ دیا ہے کہ اس نے مجمل ذکر کیا ہے کہ توثیق احمد وابی حاتم کے بعد تضعیف یحییٰ بن معین کی طرف التفات
نہ کیا جائے گویا کہ اس نے صرف احمد کا نام بغیر باپ ذکر کیا ہے تاکہ یہ گمان کیا جائے کہ احمد بن حنبل نے توثیق کی ہے حالانکہ احمد بن سنان ہے
البانی رقم ۲۲ کے تحت لکھتے ہیں ان سواریوں پر صحیح طریقہ سے سوار ہو جاؤ اور ان کو چھوڑ دو صحیح طریقے اور ان کو کرسیاں نہ بناؤ یہ
حاکم نے ۱/۴۴۴ و ۲/۱۰۰ بیہقی نے ۵/۲۲۵ احمد نے ۳/۴۴۰، ۴۴۱، ۲۳۴ ابن عساکر نے ۳/۹/۱/۱ لیث بن سعد
سے وہ یزید بن حبیب سے وہ سہل بن معاذ بن انس سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے اور اس کے باپ کو صحبت تھی (صحابی تھے) وہ مرفوعاً
بیان کرتے ہیں اور حاکم نے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے موافقت فرمائی ہے اور انہوں نے صحیح کہا ہے اس کے تمام راوی ثقہ ہیں اور سہل بن معاذ
بن انس ہو اس روایت کے جو اس سے زبان روایت کریں اور یہ اسی طریقہ سے نہیں اور احمد نے ۳/۴۳۹، ۴۴۰ ابن لہیعہ سے
اس نے زبان سے اس نے سہل سے روایت کی ہے۔ اور یہ زیادہ کیا ہے کہ بسا اوقات سواری سوار سے بہتر اور زیادہ
اللہ تعالیٰ کو ذکر کرنے والی ہوگی۔ البانی کہتے ہیں کہ یہ زیادت ضعیف ہے جیسا کہ تو نے پہچان لیا ہے زبان کی روایت سہل
سے اور خاص کر اس میں ابن لہیعہ ہے اور وہ ضعیف ہے۔ اور البانی کہتے ہیں کہ ہیثمی کے قول ۸/۱۰۷ پر دھوکہ نہ کھا
جو اس روایت کے بعد کہتے ہیں کہ احمد اور طبرانی روایت کی ہے کہ احمد کے ایک سند دیگر اسانید میں سے کہ راوی صحیح کے راوی ہیں
سوا سہل بن معاذ جس کی توثیق ابن حبان نے کی ہے اور اس میں ضعف ہے الصحیحۃ ۱/۲۹
میں کہتا ہوں کہ البانی کی تجاہل پر تعجب ہے کہ حافظ ہیثمی کی تردید کرتا ہے

مع انه ما قال بان احد اسانيد هذه الرواية (مع هذه الزيادة) رجالها رجال الصحيح بل قال واحد اسانيد احد رجاله رجال الصحيح وانما هو سند الرواية الاولى كما اقر به الالباني ثم رد الحافظ الهيثمي عقب هذا القول وقال غير سهل بن معاذ بن انس وثقه ابن حبان وفيه ضعف

مجمع الزوائد ۸/۱۰۷

وكلام الحافظ صحيح لان سهل بن معاذ ضعيف كما قال الحافظ ابن ابي حاتم ـــ انا ابو بكر ابن ابي خيثمة فيما كتب الى قال سمعت يحيى بن معين يقول سهل بن معاذ بن انس عن ابيه ضعيف

الجرح والتعديل ۴/۲۰۴

- وقال الحافظ ابن الجوزي - سهل بن معاذ بن انس ... قال يحيى ضعيف وقال ابن حبان لست ادرى اوقع التخليط وقع منه او من زبان. الضعفاء والمتروكين ۲/۲۹
- قال الحافظ المزي سهل بن معاذ ... قال ابو بكر بن خيثمة عن يحيى بن معين ضعيف

تهذيب الكمال ۵۵۷

حالانکہ اس نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ ان روایات میں ایک روایت کے جس میں یہ زیادت بھی ہو کی راوی صحیح کے راوی ہیں بلکہ اس نے فرمایا ہے کہ احد روایات میں ایک روایت کے راوی صحیح کے راوی ہیں اور یہ اول روایت ہے جیسا کہ البانی نے اس پر اقرار کیا ہے پھر حافظ ہیثمی نے اس قول کے بعد فرمایا ہے کہ سہل ابن معاذ کی توثیق ابن حبان کی ہے اور اس میں ضعف ہے مجمع الزوائد ۸/۱۰۷

اور حافظ ہیثمی کا قول صحیح ہے کیونکہ سہل بن معاذ ضعیف ہے جیسا کہ حافظ ابن ابی حاتم — بواسطہ ابوبکر بن ابی خیثمہ یحیی بن معین سا قول نقل کرتے ہیں کہ سہل بن معاذ کی روایت اپنے باپ سے ضعیف ہے۔ الجرح والتعدیل ۴/۲۰۴

- حافظ ابن الجوزی فرماتے ہیں سہل بن معاذ - یحیی ضعیف کہتے ہیں۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ گڑبڑ اس سے آتا ہے یا زبان سے الضعفاء والمتروکین ۲/۲۹
- حافظ مزی فرماتے ہیں کہ سہل بن معاذ ... ابوبکر بن خیثمہ یحیی بن معین سے ضعیف نقل کرتے ہیں۔

تہذیب الکمال ۵۵۷

- وقال الحافظ الذهبي - سهل بن معاذ - ضعفه ابن معين وقال ابن حبان في الثقات لست ادري اوقع التخليط منه او من صاحبه زبان بن فائد - الميزان ۲/۲۴۱
- طالع المغني في الضعفاء ۱/۲۸۸ • ديوان الضعفاء ۱۳۷ • تهذيب التهذيب ج۴/۲۵۶ ما ضعفه ائمة الجرح والتعديل فكيف يرد الالباني على الحافظ الهيثمي ... تدبروه تتفكروا

(۱۲) قال الالباني تحت رقم ۲۰۳ ثم قال السيوطي ثم وجدت لمحمد بن مروان متابعا خرجه ... حدثنا عبد الرحمن بن احمد الاعرج حدثنا الحسين بن الصباح حدثنا ابو معاوية عن الاعمش به (يقول الالباني) قلت ورجال هذا المسند كلهم ثقات معروفون غير الاعرج هذا و الظاهر انه الذي اورده ابو الشيخ نفسه في طبقات الاصبهانيين ص ۳۱۳ فقال القاضي عبد الرحمن بن احمد الطبري. ولم يذكر فيه جرحا ولا تعديلا فهو مجهول قال الحافظ في الفتح ۶/۳۷۹ وسنده لا جيد غير مقبول ولهذا قال ابن القيم في هذا السند انه غريب كما نقله

- حافظ ذہبی - سہل بن معاذ - ابن معین نے ضعیف کہا ہے - ابن حبان نے ثقات میں شمار کیا ہے - فرمایا کہ مجھ کو پتہ نہیں کہ گڑبڑ اس سے ہے اور یا اس کے صاحب زبان بن فائد سے - المیزان ۲/۲۴۱
مندرجہ بالا کتابوں میں سہل بن معاذ کے احوال مطالعہ کریں
اور جبکہ ائمہ جرح و تعدیل نے اس کو ضعیف سمجھا ہے تو البانی کس طرح حافظ ہیثمی کی تردید کرتا ہے - مکرر اور تفکر کر

(۱۲) البانی رقم ۲۰۳ کے تحت کہتے ہیں البتہ سیوطی نے فرمایا ہے کہ میں نے محمد بن مروان کا متابع پایا ہے - ابو الشیخ کہتے ہیں کہ ہم کو احمد نے وہ حسن بن صباح سے وہ ابو معاویہ سے وہ اعمش ... الخ - البانی کہتا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ اس کے تمام راوی ثقہ اور معروف ہیں سوا اعرج کے ظاہر یہی ہے کہ یہ وہ ہے جو ابو الشیخ نے بنفسہ طبقات اصبہانیین صفحہ ۳۱۳ میں ذکر کیا ہے تو قاضی عبدالرحمن نے فرمایا اور اس میں جرح اور تعدیل نہیں ذکر کیا ہے تو یہ مجہول ہے تو حافظ کا فتح الباری ۶/۳۷۹ میں کہ اس کا سند جید ہے مقبول نہیں اسی وجہ سے ابن القیم نے اس سند کے بارے کہا ہے کہ یہ غریب ہے جیسا کہ

السخاوی عنه فی القول البدیع ۱۱۶ وقال ابن عبد الهادی فی الصارم المنکی ۱۹۰ وقد روی بعضهم هذا الحدیث من روایة ابی معاویة عن الاعمش وهو خطا فاحش وانما هو محمد بن مروان تفرد به وهو متروک الحدیث متهم بالکذب (ثم یقول الالبانی) وقال شیخ الاسلام ابن تیمیة فی الرد علی الاخنائی ص ۲/۱ و ۱۱۲ وهذا الحدیث وان کان معناه صحیحا فاسناده لا یحتج به وانما یثبت معناه باحادیث اخر فانه لا یعرف الا من حدیث محمد بن مروان السدی الصغیر عن الاعمش وهو عند اهل المعرفة بالحدیث موضوع علی الاعمش

یقول الالبانی) وجملة القول ان الشطر الاول من الحدیث ینجو من اطلاق القول بوضعه لهذه المتابعة اللتی خفیت علی ابن تیمیة وامثاله واما بقیه فموضوع لخلوه عن الشاهد - الضعیفة ۲۴/۱

نے اس سے قول بدیع ۱۱۶ میں نقل کیا ہے - ابن عبد الہادی صارم منکی میں کہتے ہیں کہ بعضوں نے یہ حدیث ابو معاویہ سے اس نے اعمش سے نقل کیا ہے اور یہ بڑی غلطی ہے کیونکہ یہ محمد بن مروان ہے اور یہ متفرد ہے اور یہ متروک ہے اور متہم بالکذب ہے -

پھر البانی کہتے ہیں کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے الرد علی الاخنائی صفحہ ۲/۱ و ۱۱۲ میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث اگر بلحاظ معنی صحیح ہے لیکن اس کی اسناد سے احتجاج صحیح نہیں اس کا معنی دوسری حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ یہ حدیث محمد بن مروان سدی صغیر واعمش سے روایت کرتے ہیں اور حدیث جاننے والوں کے نزدیک یہ اعمش پر افتراء ہے البانی کہتا ہے - خلاصہ اس قول کا یہ ہے کہ حدیث کا اول حصہ اس متابعت کی وجہ سے موضوع ہے بچا ہوا ہے اور یہ متابعت ابن تیمیہؒ اور جیسے دیگر لوگوں پر مخفی ہے اور باقی حدیث موضوع ہے کیونکہ اس کا شاہد نہیں ، الضعیفہ ۲۴/۱ البانی -

اقول العجب کل العجب علی تجاهل الالبانی واستکباره کیف تغوه بان هذه المتابعة خفیت علی ابن تیمیة وامثاله - ولا شک فیه ولا مریة بان الالبانی لا یصل الی کعب شیخ الاسلام ابن تیمیة لکن التکبر والفخر بلاء یهلک الانسان ولا یدری الالبانی بان هذه المتابعة لیست بخفیة علی شیخ الاسلام ابن تیمیة بل علی تلامیذه لکن هذه المتابعة لیست بشئ ولا اعتبار لها ولذا قال تلمیذ شیخ الاسلام ابن تیمیة ... الحافظ محمد بن عبد الهادی وقد روی بعضهم هذا الحدیث من روایة ابی معاویة عن الاعمش وهو خطأ فاحش وانما هو محمد بن مروان تفرد به وهو متروک الحدیث متهم بالکذب کما فی الصارم المنکی ۱۷۹ ونقله الالبانی بحوالة ۱۹۰ فوضح الحافظ ابن عبد الهادی بان هذا الحدیث محرف ولما کان هذا الحدیث محرفا فلا اعتبار له فکیف یصح ان یکون متابعا علاوه ان فیه عبد الرحمن الاعرج وهو مجهول کما اقر به الالبانی فلا یصح ادعاء الالبانی

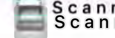
میں کہتا ہوں کہ تعجب در تعجب ہے البانی کی جہالت اور تکبر پر کس طرح منہ سے نکالتا ہے۔ یہ متابعت ابن تیمیہ اور اس جیسے لوگوں پر پوشیدہ تھی اس میں شک وشبہ نہیں کہ البانی شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے ٹخنوں تک نہیں پہنچ سکتے لیکن تکبر اور غرور ایسی بلا ہے کہ انسان کو ہلاک کرتی ہے۔ البانی کو یہ پتہ نہیں کہ یہ متابعت شیخ الاسلام پر پوشیدہ نہیں بلکہ اس کے شاگردوں پر بھی مخفی نہیں لیکن یہ متابعت کچھ نہیں اس کا کوئی اعتبار نہیں اسی وجہ سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا شاگرد حافظ ابن عبد الہادی فرماتے ہیں کہ بعض نے یہ حدیث ابو معاویہ۔ اعمش کے ذریعہ نقل کیا ہے اور یہ بڑی غلطی ہے بلکہ یہ محمد بن مروان سدی ہے اور یہ متروک الحدیث اور جھوٹ سے متہم ہے الصارم المنکی ۱۷۹ - البانی نے بحوالہ ۱۹۰ نقل کیا ہے تو حافظ ابن عبد الہادی نے واضح فرمایا ہے کہ یہ حدیث محرف ہے تو اس کا اعتبار نہیں تو یہ کس طرح متابع بن جائے گی۔ علاوہ اس میں عبد الرحمن الاعرج ہے اور یہ مجہول ہے جیسا کہ البانی نے اقرار کیا ہے تو البانی کا دعوی صحیح نہیں ہوتا۔

وكذلك ذكر تلميذه الآخر الحافظ ابن قيم. هذا الحديث بهذه الالفاظ وقال ابو الشيخ في كتاب الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم. حدثنا عبد الرحمٰن بن احمد الاعرج حدثنا الحسن بن الصباح حدثنا ابو معاوية حدثنا الاعمش عن ابي صالح عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى علي عند قبري سمعته ومن صلى علي من بعيد اعلمته وهذا الحديث غريب جدا جلاء الافهام ۱۹

اقول لما وضح تلميذ شيخ الاسلام بان هذا الحديث معرف وذكر تلميذه الثاني الحديث الذي يعده الالباني متابعا مع انه ذكره السيوطي كما صرح به الالباني لكنه ادعى بانه خفي على شيخ الاسلام. علاوه ان هذا الحديث لا يصلح ان يكون متابعا وليس بشئ لان فيه عبد الرحمٰن الاعرج مجهول وكذلك فيه ابو معاوية ذكره ابن حبان في الثقات وقال كان حافظا متقنا لكنه كان مرجئا خبيثا

اور اس طرح شیخ الاسلام کے شاگرد حافظ ابن القیمؒ نے یہی حدیث انہی الفاظ سے ذکر کیا ہے۔ فرمایا۔ کہ ابو الشیخ نے کتاب صلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں کہا ہے۔ کہ ہم کو عبد الرحمٰن بن احمد اعرج نے کہا ہے۔ اس نے حسن بن صباح سے اس نے ابو معاویہ سے اس نے اعمش سے اس نے ابو صالح سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے میری قبر کے نزدیک درود پڑھا میں سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھیں مجھ کو بتایا جاتا ہے اور یہ حدیث نہایت غریب ہے جلاء الافہام ۱۹

میں کہتا ہوں کہ جب شیخ الاسلام کے شاگرد نے واضح کیا یہ حدیث معروف ہے اور دوسرے شاگرد نے بھی اس حدیث کو ذکر کیا جو البانی متابع سمجھتا ہے اور سیوطی نے بھی اسی کو ذکر کر کے متابع کہا ہے جیسا کہ البانی نے تصریح کی ہے لیکن البانی دعویٰ کرتا ہے کہ یہ شیخ الاسلام پر پوشیدہ تھا۔ علاوہ یہ حدیث نہ متابع بن سکتی ہے اور نہ کوئی چیز ہے کیونکہ اس میں عبد الرحمٰن الاعرج مجہول ہے اور اسی طرح اس میں ابو معاویہ ہے۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ مرجیہ خبیث ہے۔



Scanned by PDFer

کما مر بحوالۃ تہذیب الکمال ۱۱۹۲ وقال ابن سعد ۔ ابو معاویۃ کان ثقۃ کثیر الحدیث یدلس وکان مرجئا ۔ الطبقات الکبری ۶/۳۹۲ وقال الحافظ الذھبی ۔ قال یعقوب بن شیبۃ ثقۃ ربما دلس کان یری الارجاء قال ابن خراش صدوق وھو فی الاعمش ثقۃ وفی غیرہ اضطراب طالع سیر اعلام النبلاء ۹/۷۳ الی ۷۸

وقال عبد اللہ بن الامام احمد بن حنبل قال ابی ابو معاویۃ من احفظ اصحاب الاعمش قلت لہ مثل سفیان قال لا سفیان فی طبقات اخری مع ان ابا معاویۃ یخطی فی احادیث من احادیث الاعمش کتاب العلل ومعرفۃ الرجال ۱/۱٥٤ رقم ۱۲۸۱ وفی نسخۃ اخری ۱/۱۹٤ رقم ۱۱۹۹

وقد مر تفصیلہ بحوالۃ میزان الاعتدال ٤/٥٧٥ • الکاشف ۳/۳۳ • دول الاسلام ۱/۱۲۳ • تذکرۃ الحفاظ ۱/۲۹٤ • کتاب العلل للامام احمد بن حنبل ۱/۳۷۸ رقم ۷۲٦، ۲/۳٧٤ رقم ۲٦٦٤ و ۳٥٥۲ • التھذیب ۹/۱۳۷ • النجوم الزاھرۃ ۲/۱٤۸ • المعارف لابن قتیبۃ ۲۲۳ •

جیسا کہ تہذیب الکمال ۱۱۹۲ کے حوالہ سے گذرا ہے ۔

• ابن سعد کہتے ہیں کہ ابو معاویہ ثقہ کثیر الحدیث تھے اور تدلیس کرتے تھے اور مرجیہ تھے ۔ طبقات کبریٰ ۶/۲۹۳

• حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ ثقہ ہیں بسا اوقات تدلیس کرتے تھے ۔ ابن خراش صدوق کہتے ہیں کہ اعمش میں ثقہ اور اس سے سوا مضطرب تھے مطالعہ کریں ۔ سیر اعلام النبلاء ۹/۷۳ تا ۷۸

• عبد اللہ بن امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ میرے باپ نے فرمایا ہے کہ ابو معاویہ اعمش کے اصحاب میں احفظ تھے میں نے کہا سفیان جیسے اس نے فرمایا سفیان دوسرے طبقہ میں ہیں اور ابو معاویہ اعمش کے احادیث میں غلطیاں کرتے تھے ۔ کتاب العلل ومعرفۃ الرجال ۱/۱٥٤ رقم ۱۲۸۱ نسخہ دوم ۱/۱۹٤ رقم ۱۱۹۹

(نوٹ) تفصیل مندرجہ بالا کتابوں میں گذر چکی ہے دوبارہ اعادہ کی ضرورت نہیں ۔

التاریخ الکبیر ۱/۷۴ • خلاصۃ تذھیب الکمال ۳۳٤ • شذرات الذھب ۱/۲٤۳

• طبقات المدلسین ۲۶ للحافظ العسقلانی

• وکذٰلک فیہ الاعمش قال الحافظ الذھبی ۔ الاعمش شیخ الاسلام شیخ المقرئین والمحدثین کان الرجل مع امامتہ کان مدلسا کما ھو بحوالۃ سیر اعلام النبلاء ۲/۲۲۶

• تذکرۃ الحفاظ ۱/۱۵٤ • المیزان ۲/۲۲٤ • التھذیب ٤/۲۲۲ • البدایۃ والنھایۃ ۱۰/۱۰۵

• طبقات ابن سعد ۶/۳٤۲ • الجرح والتعدیل ٤/۱٤۶ • الکامل فی التاریخ ۵/۵۸۹

• حلیۃ الاولیاء ۵/٤۶ • تاریخ بغداد ۹/۳ • تاریخ خلیفۃ ۳۳۲ • تھذیب الکمال ۵۱۱

• الکاشف ۱/۳۲۰ • وغیرھا ۔

• وقال الحافظ الذھبی ۔ ما نقموا علیہ الا التدلیس قلت وھو یدلس ربما یدلس عن ضعیف ولا یدری بہ کما فی المیزان ۲/۲۲٤

• اور اسی طرح اس روایت میں اعمش ہے ۔ حافظ ذہبی فرماتے ہیں اعمش شیخ الاسلام شیخ المقرئین اور محدثین ہیں اور یہ آدمی باوجود پیشوا کے مدلس تھے ۔

جیسا کہ سیر اعلام النبلاء ۶/۲۲۶ وغیرہ مندرجہ بالا حوالجات سے تفصیل گذر چکی ہے ۔

• حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ اس میں اور کوئی عیب نہیں تھی سوا تدلیس کے ۔ میں (ذہبی) کہتا ہوں اور یہ تدلیس کرتے تھے اور بسا اوقات ضعیف سے تدلیس کرتے تھے اور اس کو پتہ نہیں لگتا تھا جیسا کہ میزان الاعتدال ۲/۲۲٤ میں ہے ۔

وان صح ما نقله الالبانی عنعنة ابی معاویة عن الاعمش والاعمش یروی بعن فعدم الاحتجاج به واضح وان کان فیه عنعنة الاعمش فنتظ فلا یصح به الاحتجاج ایضا کما قال الامام النووی فی مقام اخر. مع ان الاعمش مدلس والمدلس اذا قال عن لایحتج به کما فی النووی شرح مسلم علی حاشیة ارشاد الساری ۱/۱۲۴ و ۵۵

ولما کان هذا الحدیث مشتملا علی راو مجهول وعلی المدلسین فلا یصح ان یکون متابعا سیما انه وقع فیه التحریف وضع فیه ابومعاویة مقام محمد بن مروان. کما صرح به الحافظ ابن عبدالهادی تلمیذ شیخ الاسلام.

وکذلک وقع الخلاف بین الحدیث السابق والمتابع فی الشطر الاخر کما اقر به الالبانی فلا یصح ان یکون متابعا للاول تدبر...

فادعاء الالبانی بخفاء هذا المتابع علی شیخ الاسلام مردود علی الالبانی کما لا یخفی علی ذوی الافهام

اگر البانی کا نقل صحیح ہو جائے تو ابو معاویہ عن سے روایت کرتے ہیں اور اعمش بھی عن سے روایت کرتے ہیں تو اس سے عدم احتجاج واضح ہے۔ اگر اس میں اعمش کا عنعنہ ہو تو پھر بھی اس سے احتجاج صحیح نہیں جیسا کہ امام نووی دوسرے مقام میں فرماتے ہیں کہ اعمش مدلس ہیں اور مدلس جب عن کہدیں اس سے احتجاج صحیح نہیں جیسا کہ نووی شرح مسلم برحاشیہ ارشاد الساری ۱/۱۲۴ و ۵۵سم میں ہے

اور جبکہ یہ حدیث راوی مجہول اور مدلسین پر مشتمل ہے۔ تو یہ متابع صحیح نہیں خاص کر جبکہ یہ حدیث محرف ہے ابومعاویہ بجائے محمد بن مروان واقع ہوا ہے جیسا کہ حافظ ابن عبد الہادی شیخ کے شاگرد نے تصریح فرمائی ہے اور اس طرح پہلی حدیث اور متابع کے درمیان اخیر حصہ میں اختلاف بھی واقع ہے جیسا کہ البانی نے تصریح کی ہے تو یہ متابع نہیں بن سکتی اول حدیث کے لئے تو البانی کا یہ دعوی کرنا کہ یہ متابع شیخ الاسلام ابن تیمیہ پر پوشیدہ ہے البانی پر مردود ہے جیسا کہ فہم والوں پر پوشیدہ نہیں۔

(۳) قال الالبانی تحت رقم ۱۲ ولا منافات بین قول الحافظ هذا وبین حکمنا علیه بالوضع اذ ان الموضوع من انواع الحدیث الضعیف کما هو مقرر فی علم المصطلح الضعیفة ۲۹/۱

- وقال تحت رقم ۴۹ ان الحدیث الموضوع من انواع الضعیف ۵۰/۱
- وقال تحت رقم ۵۰ وقد علمت انه حدیث موضوع ایضا و لو قیل انه ضعیف فقط فلا یصلح شاهدا لهذا الوجهین .. الضعیفة ۶۶/۱
- وقال تحت رقم ۱۴۱ . لما اخبرنا غیر مرة ان الموضوع من انواع الحدیث الضعیف فتنبه ۱۷۴/۱
- وقال تحت رقم ۱۳۴ . قلت لا تعارض بین قولیهما فهو ضعیف سندًا و موضوع متنًا. الضعیفة ۱۶۶/۱
- وقال تحت رقم ۱۵۸ . و بالجملة فالحدیث موضوع مرفوعًا الی النبی صلی الله علیه وسلم ضعیف موقوفا . الضعیفة ۱۸۸/۱

---

(۱۲) البانی رقم ۱۲ کے تحت لکھتے ہیں کہ منافات نہیں حافظ کے قول اور ہمارے حکم کے درمیان کہ ہم نے موضوع کہا ہے اس نے ضعیف کیونکہ موضوع ضعیف حدیث کے اقسام سے ہے جیسا کہ اس علم کی اصطلاح ہے۔ الضعیفہ ۲۹/۱

- اور رقم ۴۹ کے تحت لکھتے ہیں کہ موضوع ضعیف کے اقسام سے ہے ۵۰/۱
- اور رقم ۵۰ کے تحت لکھتے ہیں کہ مجھے پتہ ہے کہ یہ حدیث موضوع بھی ہے اگر کہا جائے کہ صرف ضعیف ہے تو شاہد کی صلاحیت دو وجہوں سے نہیں ہوسکتی ۔ الضعیفہ ۶۶/۱
- اور رقم ۱۴۱ کے تحت لکھتے ہیں کہ ہم نے بار بار کہا ہے کہ موضوع حدیث ضعیف کے اقسام سے ہے۔ بیدار رہ۔ الضعیفہ ۱۷۴/۱
- اور رقم ۱۳۴ کے تحت لکھتے ہیں کہ دونوں قول کے درمیان تعارض نہیں یہ سند کے اعتبار سے ضعیف ہے اور متن کے لحاظ سے موضوع ۔ الضعیفہ ۱۶۶/۱
- اور رقم ۱۵۸ کے تحت لکھتے ہیں کہ مرفوع حدیث موضوع ہے اور موقوف ضعیف ہے۔ الضعیفہ ۱۸۸/۱

اقول لایخفی علی من له ادنی مسکة من هذا العلم بان الموضوع لیس من انواع الضعیف ولذا جاء الخبط علی الالبانی تارة یقول

• ان الحدیث الموضوع من انواع الضعیف کما فی رقم ۱۲ و ۲۹ و ۱۴۱

وتارة یقول بالفرق بینهما کما فی رقم ۵۰ و ۱۳۴ و ۱۵۸ فقد برلوبرد ما یرد

واما احالته علی علم المصطلح ... وان کان المراد منه اصطلاحه فلا حجة فیه — وان کان المراد مصطلح الحدیث فهذا افتراء کما لا یخفی علی ذوی الافهام -

اعلم ایها الاخ الکریم انی قد اثبت عدد التراویح عشرین رکعة باسانید صحیحة عن الخلفاء الراشدین والصحابة رضی الله عنهم واقر بجوازها الائمة المجتهدون واتباعهم من الاحناف والشوافع والحنابلة والمالکیة ... رحمهم الله تعالی -

وکذا اثبت الوتر ثلاث رکعات بتسلیمة واحدة من الاحادیث الصحیحة

میں کہتا ہوں کہ جس کو اس علم سے ادنیٰ مناسبت ہو اس پر پوشیدہ نہیں کہ موضوع ضعیف کی اقسام سے نہیں اسی وجہ سے البانی پر خبط آتا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ موضوع ضعیف کے اقسام سے ہیں جیسا کہ رقم ۱۲، ۲۹، ۱۴۱ ہیں

اور کبھی ان کے درمیان فرق سمجھتے ہیں جیسا کہ رقم ۵۰، ۱۳۴، ۱۵۸ لہٰذا پر سوال اعتراض وارد نہیں۔

اور البانی کا حوالہ علم المصطلح پر۔ اگر مراد اس سے اپنی اصطلاح ہو تو یہ حجت نہیں اگر مراد مصطلح الحدیث ہو تو یہ افتراء ہے جیسا کہ فہم والوں پر مخفی نہیں۔

اے میرے بھائی محترم! میں نے بیس رکعات تراویح خلفائے راشدین اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت کیا اور اس کے جواز پر ائمہ مجتہدین اور ان کے اتباع احناف شوافع حنابلہ مالکیہ قائل ہیں اور اسی طرح تین رکعات وتر ایک سلام کے ساتھ صحیح احادیث سے ثابت کیا

واقر بجوازها الائمة المجتهدون واتباعهم من الاحناف والشوافع والحنابلة والمالكية. ورددت على مستدلات الالباني ومزعوماته واجبت عن ردوده على الحفاظ والنقاد وان وفقني الله سبحانه اوضح ان شاء الله تعالى مزعوماته وغرائبه واجيب عن ردوده على الائمة الحفاظ والنقاد لانه قل من سلم من هذا وهو يرد على كل من يخالف رأيه وان التوثيق والتضعيف بيده يوثق من يشاء ويضعف من يشاء.

ولكن هذا اخر ما اردنا تحريره بغاية الايجاز والاختصار

اور اس کے جواز پر ائمہ مجتہدین اور ان کے اتباع احناف شوافع حنابلہ مالکیہ قائل ہیں اور مستدلات البانی اور ان کے گمانوں کی تردید میں نے کی ہے اور حفاظ ناقدین پر اس نے جو ردود کئے ہیں ان کے جوابات دے دیے ہیں۔ اگر اللہ تعالی نے توفیق عطا فرمائی تو میں البانی کے مزعومات اور غرائب واضح کر دوں گا۔ اور ائمہ حفاظ ناقدین پر اس کے جو اعتراضات ہیں ان کے جوابات دیدوں گا کیونکہ بہت کم آدمی ایسا ہوگا کہ اس کی تردید سے محفوظ ہو اور یہ ہر اس شخص کی تردید کرتا ہے جو اس کی رائے سے مخالف ہو اور توثیق اور تضعیف اس کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہے ثقہ کریں اور جس کو چاہے ضعیف کریں یہ اخیری وہ ہے جو میں نے نہایت اختصار کے ساتھ ارادہ کیا۔

وان كان فيه الخطأ فارجو تصحيحه من الابرار واحمد الله سبحانه واصلي على سيد الابرار

اللهم اغفر لي ولوالدي ولجميع المؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات امين يا اله العالمين . لا ارضى بواحد . حتى اضم اليه الفا امين

لقد وقع الفراغ . عبد المذنب خان بادشاه بن شاندي قل

يوم الخميس ٥/١١/١٤٠٩هـ

الموافق ٨/٦/١٩٨٩ في دولة قطر ...... ولله الحمد

اگر اس میں غلطی ہو تو نیک لوگوں سے تصحیح کی توقع رکھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ جل وعلا شانہ کی حمد اور تعریف کرتا ہوں اور سید الابرار پر درود پڑھتا ہوں۔

اے اللہ تعالیٰ مجھ کو اور میرے والدین اور تمام مؤمن مرد اور عورت اور مسلمان مرد اور عورت کو بخش دے آمین یا اله العالمین

میں ایک مرتبہ آمین سے راضی نہیں ہوتا

یہاں تک کہ ایک ہزار مرتبہ آمین اس کے ساتھ ملا دوں

گنہگار بندہ خان بادشاہ ولد شاندہ گل کی فراغت بروز جمعرات ۵ ذوالقعدہ ۱۴۰۹ھ مطابق جون ۱۹۸۹ء ہوئی۔ وللہ الحمد

الجزء الثانی